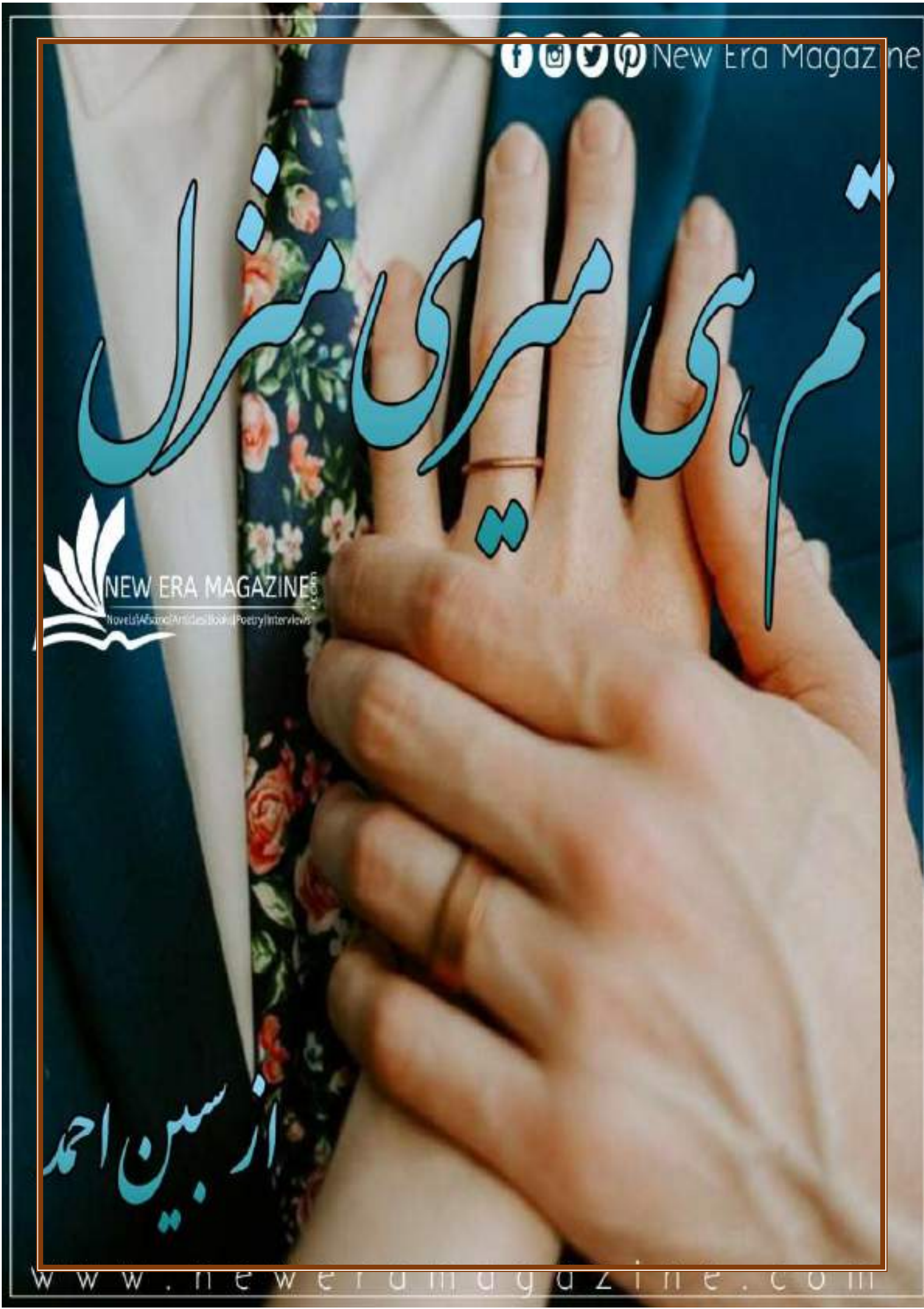
New Era Magazine
تم ہی میری منزل
NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
از سبین احمد
www.neweramagazine.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تم ہی میری منزل

از سبین احمد

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشاءاللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

☆☆☆☆☆

انتساب

میرے دل کے قریب ، میرے پیارے ماموں جان ارسلان احمد خان
کے نام!

****

افف !!اس پیٹرول کو ابھی ہی ختم ہونا تھا-"گاڑی کے پاس کھڑی"
-انزر، پریشانی سے سنسان سڑک کو دیکھتی کوفت سے گویا ہوئی

یہ جاتی گرمیوں کے دن تھے- سورج اپنے سفر کے آخری مرحلے پہ
آپہنچا اور انزر کی طرح تھکا تھکا تھا، آگ کا یہ نارنجی گولہ پردہ مغرب
میں ڈوبنے کی مکمل تیاری کر چکا تھا- ماحول میں نارنجی رنگ اپنی تمام تر
-یاسیت سمیت جلوہ گر تھا

اسے یوں کھڑے آدھے گھنٹے سے اوپر وقت ہوچکا تھا - لیکن مجال ہے
-کہ یہاں سے کوئی سواری گزری ہو

-ہوتی بھی کیسے- یونہی بے مقصد گھومتے گھومتے وہ کافی دور آنکلی تھی
اپنے خیالوں میں وہ اس قدر غرق تھی کہ اس کا دھیان فیول گیج پر نہ
-گیا جسکی نیڈل مینشن سے نکلتے وقت ہی لو پر تھی

-اسے ہوش تو تب آیا جب یکدم گاڑی جھٹکے کھا کر رک گئی

اب تک تو دادا جان بھی آچکے ہوں گے- اگر انہیں میری غیر موجوگی کا

علم ہوگیا- اس سوچ کے آتے ہی اسے پچھلی بار ہوئی اپنی عزت افزائی
-یاد آئی-بہت مشکل سے صالحہ تائی نے اسے بچایا تھا

وہ بھی کیا کرتی- دین مینشن جو کہنے کو تو اسکا گھر تھا لیکن درحقیقت
اس کی چار دیواری میں انزر کا دم گھٹتا تھا- گھر کو گھر کہہ دینے سے
تھوڑی نہ وہ اینٹوں کی چار دیواری گھر بن جاتی ہے۔ گھر بنتا ہے اس
میں رہنے والے اپنوں کے پیار سے جسکی شاید اسکی زندگی میں کمی
تھی-

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دوپہر کو جب تمام خواتین اپنے کمروں میں آرام فرمارہی تھیں - وہ
-خاموشی سے تایا یوسف کی گاڑی لے کر نکل گئ

ارادہ یہی تھا کچھ دیر گھوم پھر کر ، لاہور کی آزاد فضا میں سانس لے
کر دادا جان کے مینشن لوٹنے سے قبل وہ واپس آجائے گی- پر برا ہو
اس کی قسمت کا وہ دادا جان کے آنے سے پہلے تو کیا پہنچتی اسے تو
-اگلے کئی گھنٹوں تک مینشن واپسی کے کوئی آثار نظر نہیں آرہے تھے

اوپر سے وہ اپنا فون جان بوجھ کر گھر چھوڑ آئی- تاکہ اگر کسی کو اس کی

-غیر موجودگی کا علم ہو بھی تو وہ اسے ڈسٹرب نہ کرسکے

اب اس کو تو کوئی کیا ڈسٹرب کرتا- فون ساتھ نہ لانے پر وہ خود ہی ڈسٹرب ہوکر رہ گئی تھی- اگر موبائل ہوتا تو کم از کم وہ صالحہ تائی کو
-کہہ کر کچھ نہ کچھ کر ہی لیتی

-پر اب کیا ہو سکتا تھا

گاڑی کے ٹائر کو کک مارتی وہ اندر بیٹھی اور زوردار آواز کے ساتھ
-دروازہ بند کیا

گرمی کی وجہ سے اس کا سفید من موہنہ سہ چہرہ تمتما رہا تھا- ہاتھ میں پہنے بینڈ کی مدد سے اس نے اپنے براؤن شولڈر تک آتے بالوں کو
-باندھا اور پریشانی سے ونڈ اسکرین کے پار دیکھنے لگی

****

ڈین مینشن کی سفید میناروں والی عمارت پر شام کے سائے پھیل چکے تھے -

گیٹ پر دادا جان کی گاڑی کے مخصوص ہارن پر اپنے کیبن میں بیٹھے باوردی چوکیدار نے بٹن دبایا- سیاہ سلاخوں والا گیٹ خود بخود کھلتا چلا گیا - گولڈن چمچماتی گاڑی کے داخل ہوتے ہی چوکیدار نے دوبارہ بٹن دبایا اور گیٹ بند ہو گیا-

گاڑی پارک ہوئی- آگے بیٹھا ڈرائیور اترا اور دادا جان کے لیے پیچھے کا دروازہ کھولا-

دروازہ کھلتے ہی کلف دار سوٹ پہنے سفید مونچھیں رعب دار شخصیت رکھنے والے دادا جان سراج الدین خان باہر نکلے- مظبوط قدم اٹھاتے وہ اپنے دھیان میں اندر کی جانب بڑھے- بڑھاپے کے باوجود وہ کافی چست اور توانا تھے-

خوبصورتی سے سجے لاؤنج میں بلیو مخملیں صوفوں کے درمیان گولڈن ٹاپ والے تین میز رکھے تھے- کھڑکیوں پر بلیو اور گولڈن امتزاج کے

بلائنڈز لٹکائے گئے تھے- دیواروں پر اسی کلر اسکیم میں کیلیگرافی کی گئی آیات قرآنی آویزاں تھیں- جبکہ ایک دیوار پر گولڈن فریم والا آئینہ لگایا گیا تھا-

اے سی کی کولنگ سے ٹھنڈے ہوتے لاؤنج کے صوفے پر دادا جان کے بیٹھتے، سر پر سلیقے سے دوپٹہ جمائے صنم نے سعادت مندی سے انہیں سلام کرتے فریش جوس پیش کیا -

سر کے اشارے سے اس کے سلام کا جواب دیتے وہ ہاتھ میں پکڑے گلاس سے جوس پینے لگے- صنم ان کے قریب ہی صوفے پر ٹک گئی-

اسے وہیں پاس بیٹھا دیکھ دادا جان شفقت سے گویا ہوئے-

"ہماری لاڈلی پوتی کو کیا کام ہے؟"

دادا جان،آج میری دوست کی منگنی ہے- تو کیا میں اس کی طرف" چلی جاوں؟ "وہ جو دادا جان کے پوچھنے کے انتظار میں بیٹھی تھی- ان کے سوال کرتے جھٹ سے بولی-

کیوں نہیں - یہ بھی کوئی پوچھنے والی بات ہے - آمین باہر ہی موجود "
-ہے- تم میری گاڑی پر چلی جاو- "انہوں نے رسان سے کہا

ابو جان گھر نہیں ہیں- ایسے میں آپ کی گاڑی لے جانا مناسب نہیں "
ہے - آپ کو بھی ضرورت پڑ سکتی ہے - کوئی بات نہیں میں اس سے
-معذرت کر لوں گی-"اس نے پہلے سے سوچا جواب دیا

- دادا جان پوتی کے اس قدر خیال کرنے پر مسکرا اٹھے

"- بچے ، تم یوسف کی گاڑی پر چلی جاو- وہ بھی تو مینشن میں ہی ہے"

-پھر آپ تایا جان کی گاڑی منگوا دیں- "ان کے کہنے پر وہ بولی"

تو کیا یوسف کی گاڑی گھر پر نہیں ہے ؟ "دادا جان نے الجھ کر پوچھا"

-

یہ تو مجھے بھی نہیں پتہ- میں نے جب دیکھا تھا تب تو گاڑی نہیں"
"-تھی- شاید میکینک کے پاس گئی ہو- پچھلی بار کچھ مسلہ کر رہی تھی
اس بات کا علم ہوتے کہ تایا یوسف کی گاڑی انزر لے کر گئی ہے- اس

-نے لاعلمی کا اظہار کیا

اس طرح دادا جان کو انزر کی غیر موجودگی کا معلوم ہوجاتا-اور اس پر

-بھی کوئی حرف نہ آنا تھا

میں اصغر)چوکیدار (سے پتہ کرتا ہوں-"صوفے کے ساتھ ٹیبل پر"

-پڑے لینڈ لائن پہ چوکیدار کا نمبر ملاتے انہوں نے کہا

جو بات چوکیدار سے سننے کو ملی وہ انہیں مشتعل کرنے کو کافی تھی۔

-بڑھتی عمر کے ساتھ ان کا دل نرم ہونے کی بجائے مزید سخت ہوتا گیا

اس لڑکی نے انہیں مار کر ہی چھوڑنا تھا-مجال ہے جو اس کے اندر کسی

چھوٹے بڑے کا ڈر خوف ہو- پوری اپنی ماں پر گئی تھی۔

صالحہ ....!صالحہ "!ان کا لال ہوتا چہرہ دیکھ کر دل ہی دل میں "اب"

آئے گا نا مزہ انزر کی بچی "کہتی صنم نے ڈرنے کی اداکاری کرتے دادا

-جان سے کہا

دادا جان کیا ہوا؟ اگر آپ کو اچھا نہیں لگا تو میں نہیں جاتی- "وہ"

کمال سعادت مندی سے بولی- جیسے وہ دادا جان کے غصے کی وجہ نہ جانتی ہو - دادا جان نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا-

اتنے میں ان کی گرجدار آواز میں اپنے نام کی پکار سنتی صالحہ تائی کے ساتھ ثمن تائی بھی وہاں آ پہنچیں-

ثمن تائی نے نظروں ہی نظروں میں بیٹی سے جاننے کی کوشش کی کہ کیا معاملہ ہے- جس پر صنم نے بغیر آواز کے ہونٹوں کو جنبش دیتے "انزر" کہا-

یہ جان کر کہ معاملہ انزر کا ہے ، وہ وہیں آرام سے نزدیکی صوفے پر ٹک گئیں-

- انزر کہاں ہے؟ "انہوں نے استفسار کیا"

ابو جی، میں نے دیکھا نہیں لیکن بچی یہیں کہیں ہوگی - اس نے کہاں جانا ہے - "ان کو جواب دیتیں صالحہ تائی نے من ہی من انزر کی مینشن میں موجودگی کے لیے دعا کی-

یا اللہ یہ لڑکی ادھر ہی ہو- پھر سے خود کو کسی مصیبت میں نہ"
پھنسائے - "پر صالحہ تائی کو کون بتاتا ان کی چہیتی پچھلے ایک گھنٹے سے
- مصیبت میں پھنسی انہیں ہی یاد کررہی تھی

-ہونہہ، دوپہر سے یوسف کی گاڑی لے کر نجانے کہاں پھر رہی ہے"
وقت دیکھو- باہر رات ہوگئی ہے اور گھر کی بچی کا کسی کو پتہ نہیں کہاں
کہاں کی خاک چھان رہی ہے- "وہ تنفر سے بولے۔

یا اللہ، رحمن اللہ میری انزر کی حفاظت کرنا- "ان کی بات پر بے"
اختیار ان کا ہاتھ ماتھے کو گیا- پریشانی سے رب کو پکارتے انہوں نے
-فریاد کی

دادا جان کے آنے کے مخصوص وقت سے مینشن کا ہر فرد بخوبی
واقف تھا- اگر انزر ابھی تک گھر نہ لوٹی تھی تو ضرور وہ کسی مصیبت
-میں مبتلا ہوگی- طرح طرح کے وسوسوں اور اندیشوں نے صالحہ کو گھیرا

اس لڑکی کو ایک دفعہ آنے دو- اچھی طرح سے اس کی طبیعت صاف"
"-کروں گا

-ماموں جان، آپ بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں -صنم کو ہی دیکھ لیں" دونوں ایک ہی گھر میں بڑی ہوئیں ہیں- لیکن مجال ہے جو کبھی اس نے ایسی حرکتیں کیں ہوں - صالحہ اس بار تم بیچ میں نہ آنا-"یہ ثمن تائی گویا ہوئیں جو اس ساری صورتحال سے محظوظ ہو رہی تھیں - ان -کے الفاظ نے جلتی پر تیل کا کام کیا تھا

دادا جان جو بے چینی سے دونوں ہاتھ پشت پر باندھے ادھر ادھر چکر لگا -رہے تھے- ثمن تائی کی باتوں سے ان کا فشار خون مزید بڑھا

صالحہ تاسف کے سوا کچھ نہ کرسکیں - پتا نہیں بیچاری بچی کن حالات میں تھی- اس کو ڈھونڈنے کے بجائے سب اسے سبق سیکھانے کے - ارادے کر رہے تھے

دادا جان آپ بیٹھ جائیں- ایسے آپ کی طبیعت خراب ہوگی- "صنم" نے فکر ظاہر کرنے کی کوشش کی جس پر دادا جان نے بیٹھتے ہوئے -پانی مانگا

-وہ ایک شیطانی مسکراہٹ ماں کی طرف اچھالتی، پانی لینے چلے گئ

****

مغرب کی اذان ہوچکی تھی-اس سنسان سڑک جسکے دونوں اعتراف میں گندم کے سنہری خوشے لہلہا رہے تھے پر نیم تاریکی چھانے لگی- نارنجی ہو جانے والے سورج کی کمزور کرنیں سیاہ تارکول کی سڑک کو چھو چھو کر اب پلٹنے لگی تھیں -

انزر نے گہرہ سانس بھرا- ساری رات وہ اس سنسان سڑک پر گاڑی میں بیٹھے نہیں گزار سکتی تھی - چہرے پر پریشانی کی جگہ اب ہلکے ہلکے ڈر و خوف نے لے لی تھی-

پتا نہیں اب اتنی دیر سے واپسی، جو ہونی بھی تھی یا نہیں ، کے بعد دادا جان نجانے کیا سلوک کرتے -

اس وقت تو گھر میں خاصا تماشا لگا ہوا ہوگا- اس نے سوچا-

وہ لاک کھول کر باہر نکلی۔ دور کہیں سے چڑیوں کے چہچہانے کی آوازیں آرہی تھیں ۔

کچھ سوچ کر اس نے گاڑی کے اندر پڑا اپنا کراس بیگ نکالا اور گاڑی کو لاک کرتی پیدل چلنے لگی۔

سفید سنیکرز، جینز پر بلیک وائٹ لائنوں والی ٹی شرٹ پہنے ، گلے میں سکارف لپیٹے وہ تیز رفتاری سے چلنے لگی۔

بیٹھ کر انتظار کرنے سے بہتر تھا کہ وہ خود ہی چل کر آگے سواری تلاش کرے۔ ایسے شاید کم از کم وہ دیر سے ہی سہی لیکن گھر تو پہنچ جاتی۔

آسمان اب مکمل طور پر تاریکی میں ڈوب چکا تھا۔ اندھیری سڑک پر اسے یونہی پیدل چلتے آدھا گھنٹہ ہونے والا تھا ۔ گاڑی کہیں دور رہ گئی تھی۔ مسلسل تیز چلنے کی وجہ سے اس کا سانس پھول گیا تھا

۔ سانس بحال کرنے کی غرض سے وہ گھٹنوں پر ہاتھ رکھے رک گئی

کچھ ہی لمحوں بعد اسے دور سے آتی گاڑی کی لائٹس دکھائی دیں - اسے تھوڑی آس بندھی - کیونکہ اب اندھیرے کے باعث پیدل چلنے میں بھی دقت ہورہی تھی- جیسے ہی گاڑی قریب آئے وہ بھاگتی ہوئی بیچ سڑک میں آگئ -

فون پر بات کرتے، گاڑی ڈرائیو کرتا ضرار خان جو روڈ خالی ہونے کے باعث کافی تیز رفتاری سے ڈرائیونگ کر رہا تھا- ایکدم سے بیچ سڑک میں کسی نسوانی وجود کو دیکھ کر بریک لگانے کے باوجود اس سے ہولے سے ٹکرا گیا-

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

انزر جو گاڑی کو رکتا نہ دیکھ پیچھے ہٹنے کی بجائے آنکھوں کے آگے بازو کیے وہیں کھڑی رہی- ٹکر لگنے پر گرتے ہوئے ڈر کے مارے بے ہوش ہوگئی-

اوہ مین آئی ول کال یو بیک۔"تیزی سے کہہ کر فون بند" کرتے- اس نے سیٹ بیلٹ کھولی اور نکل کر بھاگتے ہوئے کچھ دور اوندھے گرے وجود کے پاس پہنچا-

****

اتنے سالوں بعد بھی پاکستانیوں کی بیچ سڑک میں بلا بن کر کھڑے" ہونے والی عادت ابھی تک نہیں گئی- کیا آپ ٹھیک ہیں؟ "تاسف سے سر ہلاتے بڑبڑا کر کہتے بلیک پینٹ گرے ڈریس شرٹ میں ملبوس ضرار نے نیچے گرے وجود کے قریب پہنچ کر پوچھا-

ٹکر اتنی زور سے نہیں لگی تھی کہ مقابل بے ہوش ہوجائے-لیکن ہیڈ لائٹس کی روشنی میں نظر آتی لڑکی یقیناً ہوش کھو بیٹھی تھی-

ینگ لیڈی "!نیچے پاس بیٹھ کر پکارنے پر جب کوئی جواب نہ آیا تو" اس نے اوندھی گری لڑکی کو پلٹا-

بائیں گال پر ہلکا سہ خراش کا نشان تھا- تھوڑی بہت خراشیں کہنیوں پر بھی آئیں تھی-

اس نے نبض چیک کی جو کہ معمول کی رفتار سے چل رہی تھی- چہرے پر آئے بالوں کو ہٹا کر اس کے سر کا معائنہ کیا- چند ایک خراشوں کے علاوہ وہ ٹھیک تھی- یقیناً وہ شاک لگنے کی وجہ سے بے ہوش ہوگئ تھی-

آر یو اوکے؟ اٹھیں ،پلیز- "سیاہ پلکوں کی جھالر میں بند آنکھوں کو" دیکھتے ضرار نے پکارا-

نیم وا آنکھوں سے انزر نے پاس پنجوں کے بل بیٹھے شخص کو پکارتے سنا-

وہ اٹھنا چاہتی تھی- لیکن اس کا سر گھوم رہا تھا- ایسے لگ رہا تھا کہ جیسے ساری دنیا گھوم رہی ہو- جسم کے کچھ حصوں سے درد کی ٹیسیں اٹھ رہی تھیں-

آہ!میرا سر- "چکراتے ہوئے سر کے باعث وہ جلد ہی آنکھیں بند" کرگئ-

ینگ لیڈی....ویٹ- آنکھیں مت بند کریں- آنکھیں کھولیں- "اس کو آنکھیں بند کرتے دیکھ ضرار نے متفکر ہوکر پکارا- "کم آن ، کھولیں "

اس کو اٹھتا نہ دیکھ گہری سانس لیتے ضرار نے خود کو کمپوز کیا - اور اٹھ کر قریب ہی گرا بیگ اٹھایا تا کہ اس لڑکی کے گھر والوں کو اطلاع دے سکے-

بیگ چیک کرنے پر ضرار کو اس لڑکی کا موبائل تو نہ لیکن آئی ڈی کارڈ مل گیا-

کارڈ پر لکھا نام اور پتہ دیکھتے وہ چونک گیا-

یہ کیسا اتفاق تھا!!

یا پھر مذاق!!

یک ٹک کارڈ کو دیکھتا ضرار نیچے بیٹھا اور گاڑی کی ہیڈ لائٹس کی روشنی میں نظر آتے اس کے چہرے کو آئی ڈی کارڈ پر موجود لڑکی کی

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

- تصویر سے ملا کر تصدیق کرنی چاہی

-وہ وہی تھی

بارہ سال بعد اسے یوں اچانک دیکھ کر پل بھر کو اس کی ڈھرکنیں

- بڑھیں

-انزر منصور -"زیر لب کہتے اس نے اپنی آنکھیں بند کیں"

جیسے ابھی آنکھیں کھولنے پر یہ چہرہ ، یہ جگہ، یہ وقت سب بدل جائے

-گا

- لیکن جب اس نے آنکھیں وا کیں تو سب وہی تھا-کچھ بھی نہ بدلا

آنکھیں بند کرنے سے حقیقت تھوڑی نہ بدل جاتی ہے۔

بے ہوش پڑی انزر کو اپنی باہوں میں بھرتے ضرار نے اسے گاڑی

کی پچھلی سیٹ پر لٹایا- خود ڈرائیونگ سیٹ پر آکر بیٹھا۔

اس کا ارادہ انزر کو ہسپتال لے جانے کا تھا- جو کہ یہاں سے کم و بیش

-گھنٹے بھر کی مسافت پر تھا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تو آج سب سے ملاقات کا دن ہے- "گاڑی اسٹارٹ کرتے اس نے"
سوچا-

پچھلی سیٹ پر بے ہوش پڑی انزر کو کچھ دیر بعد جب ہوش آیا تو خود کو
چلتی ہوئی گاڑی میں دیکھ کر وہ سر پکڑتی سنبھل کر اٹھی-

بیک ویو مرر سے اس کو اٹھتے دیکھ ضرار خاموشی سے ڈرائیونگ کرتا رہا-

کون ہو تم؟ " انزر نے بیک ویو مرر میں نظر آتی ہیزل آنکھوں کو"
دیکھتے حیرانی سے پوچھا-

یہ وہ سڑک پر چلتی چلتی کسی غیر مرد کی گاڑی میں کیسے پہنچ گئی؟

وہ اب اسے کہاں لے جا رہا تھا؟

لفٹ کے لیے بیچ سڑک کھڑے ہونا، گاڑی سے ٹکرانا- یہ باتیں فلحال
اس کے ذہن سے محو تھیں-

انزر نے ونڈ اسکرین سے نظر آتی سڑک پر نگاہ دوڑائی۔ باہر رات کی
سیاہی مکمل طور پر پھیل چکی تھی- وہ گھبراہٹ کا شکار ہوئی-

ڈرائیونگ کرتے شخص کو خاموش دیکھ کر وہ اپنی گھبراہٹ پر قابو پاتے بولی-

"مجھے کہاں لے کر جا رہے ہو؟ گاڑی روکو !میں نیچے اتروں گی-"

ضرار نے یوں ظاہر کیا جیسے اس کے سوا گاڑی میں کوئی موجود نہ ہو-

"روکو ، روکو اسے-" اس نے تحکم بھرے انداز میں قدرے بلند آواز سے کہا - "میں بول رہی ہوں گاڑی روکو-"آواز مزید اونچی ہوئی-

"Stop being insane!!"

پہلے تم نے خود میری گاڑی کے آگے چھلانگ لگائی- اور اب جب" میں تمھیں لفٹ دے رہا ہوں تو کہہ رہی ہو گاڑی روکو-"گاڑی سائیڈ پر لگاتے ضرار احسان جتانے والے انداز میں بولتا نیچے اتر گیا -

اس کے کہنے پر انزر کو گاڑی دیکھتے بیچ سڑک کھڑے ہونا پھر گاڑی سے ٹکرانا یاد آیا-

" کیا میں نے کہا تھا کہ مجھے لفٹ چاہیئے؟"گاڑی سے نکل کر اس کے

-سامنے آتے انزر بولی جو ڈگی سے ٹیک لگائے کھڑا تھا

نجانے کیوں اسے اب یہ بات قبول کرتے خفت محسوس ہورہی تھی- اس لیے وہ جھوٹ بول گئی-

-اس کی بات پر ضرار نے انزر کو گھور کر دیکھا

"-کیا ایسے کیا دیکھ رہے ہو ؟ صحیح تو بول رہی ہوں"

-لگتا ہے گرنے کے باعث تمھارا سر کچھ زیادہ ہی زور سے نیچے لگا ہے"

-اس نے لطیف سہ طنز کیا "

اس کے مذاق اڑانے پر انزر کو اپنے جسم میں ہوتے ہلکے ہلکے درد کا احساس ہوا-

تم دیکھ کر نہیں چلا سکتے تھے؟ اتنی چوٹ لگ گئی- اگر مجھے کچھ ہوجاتا"

- تو "اپنے زخمی بازوؤں کو دیکھتے اس نے غصے سے شکوہ کیا

-تو تمھیں کس نے کہا تھا کسی بلا کی طرح بیچ راستے میں کھڑی ہوجاو"

-وہ تو سراسر اپنی غلطی کو نظر انداز کرتی اس پر الزام عائد کر رہی تھی "

اس کے بلا کہنے پر وہ حیرانی سے اسے دیکھتے کچھ بولنے لگی کہ وہ مزید بولا-

"میرے پاس وقت نہیں ہے - کافی رات ہو رہی ہے- اب اگر تم نے میرے ساتھ نہیں جانا ، تو کیا میں جاؤں؟"

کیا ٹائم ہوا ہے؟ " گاڑی کی زرد روشنی میں اس کے مدھم نظر آتے چہرے کو دیکھ کر پوچھا-

دیکھنے میں تو وہ شخص معقول معلوم ہو رہا تھا-

ساڑھے نو بج رہے ہیں-"وہ ہاتھ میں بندھی سلور ڈائل والی گھڑی کو" دیکھتے ہنوز ٹیک لگائے کھڑا بولا۔

ہائے اللہ۔ "اس کے ہاتھ بے اختیار اپنے ہونٹوں پر گئے "-

اب کیا ہوگا؟ میں تو گئی - "وہ پریشانی سے پیشانی پر ہاتھ رکھے ادھر " سے ادھر چکر لگانے لگی- اب اسے گھر والوں کا خیال ستانے لگا-

کیا ہوگیا ہے ؟ آرام سے ایک جگہ کھڑی ہو- "اسے گھڑی کی سوئی"

-کی طرح ادھر سے ادھر چکر کاٹتے دیکھ ضرار جنجھلایا

-نہیں، سکون سے کھڑی ہوسکتی -مجھے گھر سے باہر اتنا وقت ہوگیا ہے"

سب کو پتہ لگ گیا ہوگا-پتا نہیں سب کیا سوچ رہے ہوں گے- "وہ آخر

-میں خود سے بولنے لگی

مطلب گھر والوں کا کچھ تو ڈر موجود ہے۔ اسے دیکھتے ضرار نے سوچا۔

جو سچ ہے وہ کہہ دینا- "اس نے مفت مشورہ دیا۔ "

تمھیں لگتا ہے کہ مجھے صحیح سلامت دیکھ کر کوئی اس بات پر ٹھہرے"

گا کہ ایکسیڈنٹ ہوا تھا- بچی کو کچھ نہ کہیں -"وہ تیز تیز بولتی اسے اپنا

-مسلہ بتانے لگی

تم نے مجھے ٹکر کیوں ماری؟ میں گھر جا ہی رہی تھی- اب تک تو "

-پہنچ بھی جانا تھا- "انزر نے ہر چیز کا الزام ایک مرتبہ پھر ضرار کو دیا

- یا اللہ ! صبر- "سیاہ آسمان کو دیکھتے اس نے آہستہ سے کہا"

پاس کھڑی انزر کے کانوں میں اس کی آواز بخوبی پڑی۔ وہ اب سینے پر

بازو لپیٹے رخ موڑے اس طرح کھڑی تھی کہ ضرار کو اس کا دایاں زخمی گال دکھائی دے رہا تھا-

دیکھو، تم خود اچانک میری گاڑی کے سامنے آئی - اب میں تمھیں" ہسپتال لے کر جارہا تھا-"وہ ٹیک چھوڑ کر سیدھا کھڑے ہوتے تحمل سے بولا- "لیکن جیسے کہ تم بالکل ٹھیک نظر آرہی ہو- آو میں تمھیں گھر چھوڑ دوں- "ضرار کا اشارہ اس کے یوں لڑنے پر تھا -

انزر کو ہنوز خاموشی سے رخ موڑے دیکھ کر وہ کندھے اچکاتے بولتا ہوا گاڑی کیطرف بڑھا- "ٹھیک ہے - جیسے تمھاری مرضی-"

ضرار نے اسے چھوڑ کر جانے کی اداکاری کی، ورنہ آدھی رات تو اس لڑکی نے یوں ہی بحث و مباحثے میں گزار دینی تھی-

اس کو جاتا دیکھ انزر کو سمجھ نہ آئی کہ کیا کرے-

اس پر یقین کرے یا نہیں -

اس کے ساتھ جائے یا نہیں -

اس نے اردگرد کا جائزہ لیا- دور دور تک کسی ذی روح کا کوئی نام و
-نشان نہ تھا- ہر چیز کو گہری ہوتی سیاہی نے اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا
-اسے خوف محسوس ہوا

ویسے اگر اس شخص کے ارادے ٹھیک نہ ہوتے تو یہ مجھے یوں چھوڑ
کے نہ جاتا- دیکھنے میں بھی شریف لگ رہا ہے- اس نے قیاس آرائیاں
کرتے خود کو تسلی دی - اک نگاہ اس شخص کی طرف ڈالی جو گاڑی کا
-دروازہ کھولتے اندر بیٹھ رہا تھا

اندر بیٹھ کر سیٹ بیلٹ لگاتے ، ضرار سائیڈ مرر کے ذریعے انزر کو دیکھنے
لگا-جو سڑک پر جھکے نجانے کیا کر رہی تھی- اور پھر اس کو اٹھ کر آگے
-کی طرف آتا دیکھ وہ زیر لب مسکرا اٹھا

وہ نہیں جانتا تھا وہ کیا اور کیوں کر رہا ہے-ہمیشہ دماغ کی سننے والا ہر
چیز کو پہلے سے سوچ کر کرنے والا آج نجانے کیوں بنا سوچے سمجھے
-سب کچھ دل کی آواز پر کرنا چاہتا تھا

ٹھہرو - "سامنے سے گزرتے اس نے بونٹ پر ہاتھ مارتے کہا۔"

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

-اس انجان شخص پر یقین کرنے کے سوا اس کے پاس کوئی چارہ نہ تھا لیکن جاتے جاتے سڑک کنارے پڑا قدرے چھوٹے سائز کا پتھر ہاتھ -میں پکڑنا وہ نہ بھولی

فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھتی انزر کو اس نے اک نظر نگاہیں ترچھی کرکے دیکھتے پہلے سے اسٹارٹ گاڑی کو آگے بڑھایا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

****

دین مینشن کے پورچ اور اس کی بائیں جانب بنے لان میں سفید اور - زرد روشنیاں روشن تھیں

پورچ کے بیچ و بیچ فوارہ چل رہا تھا- ہری ہری گھاس سے سجے لان کے اردگرد سبز بیلوں سے ڈھکی لکڑی کی باڑ لگائی گئی تھی-لان میں لگے طرح طرح کے پھول اور پودوں کی کانٹ چھانٹ سے لگ رہا تھا کہ

گھر کے اس حصے پر کافی توجہ دی جاتی ہے-

ایک کونے میں دو سفید بینچ پڑے تھے- جن میں سے ایک پر ثمن اور صالحہ تائی بیٹھی ہوئیں تھیں-

کافی وقت گزر گیا تھا- صالحہ تائی مسلسل انزر کے لیے حفاظت کی دعائیں پڑھ رہی تھیں - پریشانی سے ان کے دائیں بازو میں درد شروع ہوگئی تھی - جبکہ ساتھ بیٹھی ثمن تائی وقفے وقفے سے انزر اور اس کی ماں کو برا بھلا کہنے میں مصروف تھیں -

اس پریشانی کے وقت میں ثمن تائی کے الفاظ ان کے دل پر لکھے جارہے تھے -

عام حالات میں انسان پھر بھی کسی کی طنز آور تکلیف دہ باتوں کو در گزر کر جاتا ہے- مگر جو باتیں کسی انسان کی مشکل، پریشانی کے وقت پر کہی جائیں وہ اس کے دل پر لکھی جاتیں ہیں - اور انہیں بھولانا مشکل ہوتا ہے-

پورچ میں غیض و غضب اور پریشانی سے ٹہلتے دادا جان سے کچھ ہی فاصلے پر صنم پلر کیساتھ لگ کر کھڑی تھی- وہ انزر کی متوقع عزت افزائی کا سوچ سوچ کر خوش ہو رہی تھی- بس ایک دفعہ اس کے آنے کی دیر تھی پھر اسے دادا جان کے غصے سے کوئی نہیں بچا سکتا تھا- اس کی تلاش میں کب کے نکلے آمین ڈرائیور کو دادا جان دو دفعہ کال ملا کر انزر کے متعلق دریافت کرچکے تھے- لیکن انزر کے بارے میں فلحال کچھ معلوم نہیں ہوسکا تھا- اب تو دادا جان نے کام کے سلسلے میں قصور گئے حسیب صاحب کو بھی کال کر کے جلد از جلد واپس آنے کو کہا تھا-

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دوسری جانب گاڑی کو جانے پہچانے راستوں پر گامزن دیکھ سارا راستہ خاموش بیٹھی انزر نے ضرار کو اسے وہیں سائیڈ پر گاڑی روک کر اتارنے کا کہا- سڑک پر ٹریفک رواں دواں تھی- یہاں سے آگے وہ ٹیکسی کروا کر بھی جاسکتی تھی-

"مجھے یہیں کہیں اتار دو- "بے چینی سے آگے ہوکر بیٹھی انزر نے کہا-

"نہیں---"ڈرائیونگ کرتا ضرار آرام سے بولا-

کیوں نہیں؟"وہ حیرت سے اسکی طرف دیکھتی بولی۔"

ویسے کہاں سے آرہی تھی؟ "اس کے سوال کو نظر انداز کرتے ضرار"
-نے پوچھا

لفٹ دینے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اب تم میرے سے جو دل"
"-کرے سوال کرو

-یو آر رائٹ -"وہ ہارن بجاتے بولا"

ہم-"مصنوعی مسکراہٹ ہونٹوں پر لاتے انزر نے سر ہلایا -"اب مجھے"
"-یہاں سائیڈ پر اتار دو

اب تم میری کار میں بیٹھی ہو اسکا یہ مطلب نہیں ہے کہ تمھاری"
مرضی سے ڈرائیو کروں- میرا جہاں دل کرے گا میں وہاں گاڑی روک
- کر تمھیں اتار دوں گا- "ضرار نے اس کی بات لوٹائی

اس کے جواب پر انزر تلملا کر رہ گئی-لیکن اس کو مقابلے پر اترتا دیکھ
-انزر ملتجیانہ لہجے میں گویا ہوئی

پلیز سب لوگ مجھے یہاں جانتے ہیں ۔اگر کسی نے تمھارے ساتھ "
دیکھ لیا تو دادا جان تک بات پہنچے گی۔ میری بات کو سمجھنے کی کوشش
کرو۔ "اس نے اپنی مشکل بیان کی۔

ابھی تو پہلے ہی بہت کلاس لگنی تھی۔ اگر دادا جان کو اسکا کسی انجان
شخص سے لفٹ لینے کے متعلق معلوم ہوجاتا، وہ تو گئی کام سے۔

تمھارا تعلق کس فیملی سے ہے ؟ "ایک نظر انزر کو دیکھتے اس نے "
پوچھا۔

میرا تعلق شاہی خاندان سے ہے ۔ جان لیا۔اب مجھے اسی وقت یہیں "
اتار دو۔"لٹھ مار انداز میں کہتے اس نے سوچا۔ عجیب انسان ہے ۔ پیچھے
ہی پڑ گیا ہے۔

بالکل بھی نہیں ۔ "موڑ کاٹتے ضرار نے کہا۔ "میں تمھارے گھر کے"
باہر کار روکوں گا۔وہاں اتر جانا۔"

انزر کا پہلے سے برہم موڈ کچھ اور بھی سیخ پا ہوا۔

-غصے سے رخ موڑ کر باہر دیکھتے وہ کچھ سوچنے لگی

یہ رہا میرا گھر- یہاں روکو-"شاہراہ کے دائیں جانب بنے گھروں کو" دیکھتی انزر نے اسے جلدی سے گاڑی روکنے کا کہا- مبادہ گھر پیچھے نہ رہ جائے-

-او ہو !میں نے کہا وہاں میرا گھر تھا- تم نے گاڑی کیوں نہیں روکی"

-انزر حیرانگی سے بولی"

کیونکہ مجھے پتا ہے تم جھوٹ بول رہی ہو- "سیدھے سے کہنے پر جب" آزمانے کا trick ساتھ بیٹھے شخص نے گاڑی نہ روکی تو اس نے یہ سوچا لیکن اس کے اس قدر وثوق سے کہنے اور جھوٹ پکڑے جانے پر

-انزر لمحے بھر کو گڑبڑا کر رہ گئ

ضرور یہ بندہ تایا جی یا دادا جان کا کوئی جاننے والا ہے- ورنہ اسے کیسے -پتا میں جھوٹ بول رہی ہوں

اللہ کے واسطے گاڑی روک دو- دیکھو میں اللہ کا واسطہ دے رہی "

ہوں - اس ایریا میں میرا گھر ہے- اب تو کوئی ضرور دیکھ لے گا- "کچھ دیر بعد گاڑی کو مینشن کیطرف جاتی شاہراہ پر چلتا دیکھ اسکو کہتے انزر نے صحیح معنوں میں التجا کی-

لیکن وہ پر سکون انداز میں سامنے دیکھتے ڈرائیو کرتا رہا-

اب تو انزر اس وقت کو کوس رہی تھی جب اسکی گاڑی کے سامنے آگئ مجھے بلا کہہ رہا تھا اور دیکھو اب خود بلا کی طرح چمٹ گیا ہے - اس نے جنجھلا کر سوچا-

میں نے کہا تو ہے میں تمھیں گھر تک ڈراپ کروں گا- "خود کو " گھورتی انزر کو اس نے رسان سے کہا- غصے کے باعث اس کی رنگت میں سرخیاں گھل گئیں تھی-

"تم پاگل ہو؟ "خود پاگل کہلوانے والی انزر نے تیز لہجے میں پوچھا"- اگر دادا جان نے مجھے تمھاری گاڑی سے اترتا دیکھ کر پوچھا ، تو میں کیا جواب دوں گی - "دل تو کر رہا تھا ہاتھ میں پکڑے پتھر کا اس شخص پر استعمال کرے -

-ضرار سلو ڈرائیو کرتے اس کے خدشات سننے لگا

اسے انزر کو یوں تنگ کرکے مزہ آرہا تھا- نجانے کیوں وہ اسے تھوڑی

-سزا بھی دینا چاہتا تھا

-یہ تو اتفاق تھا کہ انزر کو وہ مل گیا

-اگر کسی اور کی گاڑی سے ٹکڑا جاتی

-کوئی اور اسے پکڑ لیتا

-اسے کوئی نقصان پہنچا دیتا

-اور سب سے پہلی بات وہ وہاں اس سنسان علاقے میں کر کیا رہی تھی

گاڑی رکتی نہ دیکھ انزر نے چلتی گاڑی کا دروازہ کھول کے اترنا چاہا- لیکن

-لاک نہ کھلا

خواو مخواہ میں انرجی ویسٹ نہ کرو-"اسے دروازے کے ساتھ زور"

"-آزمائی کرتا دیکھ ضرار بولا- "اور پلیز آرام سے ہینڈل ٹوٹ جائے گا

-آخر میں وہ مسکراہٹ دبا کر بولا

-وہ کلس کر رہ گئی

-کوشش ترک کرتے انزر نے ضبط سے آنکھیں میچیں

دین مینشن کے باہر گاڑی رکی تو انزر نے تیزی سے دروازہ کھول کر اترنا چاہا -لیکن ابھی بھی لاک لگا دیکھ اس نے صبر کے گھونٹ بھرتے ساتھ بیٹھے شخص کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھا جو خود بھی اپنی -سیٹ بیلٹ کھول رہا تھا

"انزر کے یوں دیکھنے پر اس نے آنکھوں ہی آنکھوں میں پوچھا "کیا؟

-لاک-"وہ دانت پیس کر بولی"

-ضرار نے فورا لاک کھول دیا

لاک کھلتے وہ نیچے اترتے اپنی پیچھے آہستگی سے دروازہ بند کرگئی۔

-اس کے ساتھ ہی ضرار بھی اترا

گھر آ تو گیا ہے- اب تم کیوں میرے پیچھے آرہے ہو؟ جاو-"انزر جو" اسے جلد ازجلد یہاں سے بھیجنا چاہتی تھی۔ اسے اترتا دیکھ گیٹ کو

-دیکھتی خفگی سے دھیمی آواز میں بولی

ریلیکس - کیا ہوگیا ہے؟ تم اتنی بزدل کیوں بن رہی ہو؟ ہمم؟ "کہتے"

-وہ گیٹ کی طرف بڑھا

انزر کو ڈر کے مارے ٹھنڈے پسینے آنے لگے۔ وہ کیا سوچ کر نکلی تھی

اور کیا ہوگیا تھا۔

اس سے پہلے وہ بیل بجاتا انزر جلدی سے اس کے راستے میں حائل

-ہوئی

تمھیں میری بات کی سمجھ نہیں آرہی، میں کیا کہہ رہی ہوں؟میں "

کب سے کہہ رہی ہوں کہ کوئی ہمیں اکھٹے نہ دیکھے- "وہ اک اک لفظ

پر زور دیتے بولی۔

کیوں؟ "سٹریٹ لائٹ کی روشنی میں اس کے چہرے کو دیکھتے ضرار"

-نے اطمینان سے پوچھا

بہت برا ہوگا- چلو، جاؤ -" تحمل سے بولتے سر کے اشارے سے"

- اسے واپس گاڑی میں بیٹھنے کا کہا

مثلاً؟ کیا مجھے تم سے شادی کرنی پڑے گی - "کسی کے دیکھ لینے کے"
-ڈر سے ادھر ادھر دیکھتی انزر کو دیکھتے اس نے سوال کیا

پل بھر تو اسے سمجھ نہ آئی اس نے بات کیا کی ہے- سمجھ آنے پر اگلے
-ہی لمحے دو قدم آگے ہوکر وہ اشتعال سے بولی

-توبہ!!استغفراللہ !!تم ہوتے کون ہو، مجھ سے شادی کرنے والے"
"-حد میں رہو

جلدی پتا چلے گا، میں کون ہوتا ہوں- چہرے پر پراسرار مسکراہٹ
-لیے اسے دیکھتے ضرار نے سوچا

-جبکہ خود پر جمی اس کی نظروں سے تنگ آتے انزر مزید بولی

یہاں سے جاو- گلے کا طوق ہی بن گئے ہو- "متوقع صورتحال کے "
-ڈر سے اس کی جان نکل رہی تھی

اگر اندر سے کسی نے گیٹ کھول دیا، تو !اور

-وہ صاحب تھے کہ جان ہی نہیں چھوڑ رہے تھے

ضرار کی سحر انگیز مسکراتی گہری ہیزل آنکھوں نے حیرت سے دیکھتی

-انزر کی آنکھوں کو اپنے سحر میں جکڑا

- انزر کے لیے جیسے سب کچھ تھم گیا

- وقت جیسے وہیں کہیں رک گیا

جیسے بھری دنیا میں وہ ہی دو رہ گئے ہوں۔

-اسے اپنے سحر میں قید دیکھ ضرار نے جلدی سے مڑتے بیل بجائی

-بیل کی آواز پر سحر ٹوٹا

کیا کر رہے ہو؟ "انزرکے الفاظ منہ میں ہی رہ گئے- اس نے ایک" ہاتھ سے اپنا ماتھا تھاما- جبکہ بیل بجا کر ضرار دروازہ کھلنے کا انتظار کرنے لگا-

- اور اب خود بھی سوچنے لگا

یہ ایکدم سے اسے کیا ہوا ہے؟

وہ کیا کررہا ہے؟

- یہ کیا کردیا؟ " صدمے سے گنگ ہوتی آواز میں انزر بولی"

بیل کی آواز پر دروازہ کھولتے اصغر کو رکنے کا کہہ کر دادا جان نے خود دروازہ کھولا-

سب دروازے کی سمت متوجہ ہوئے-

دروازہ کھلا-

دادا جان کو بیچ راستے میں استدعا پا کر انزر کا اوپر کا سانس اوپر نیچے کا نیچے رہ گیا-

ہاتھ میں پکڑا پتھر نیچے گرا-

سامنے کھڑے لڑکے کو دیکھ کر باقی سب کا بھی کچھ یوں ہی حال تھا-

انہیں سنبھلنے میں کچھ لمحے لگے-

اس کے برعکس ضرار سب کو محظوظ کن سنجیدہ تاثرات سے دیکھتا سر جھکا گیا-

میرا شیر ...میرا بچہ-"باہیں پھیلائے- خوشی سے لرزتی آواز سمیت"

-کہنے والے یہ دادا جان تھے جو سب سے پہلے سنبھلے تھے

-ضرار فورا سے بیشتر ان کے گلے آلگا

اس کے ساتھ ہی باقی سب کا بھی سکتہ ٹوٹا- اور سب ضرار کی جانب

-بڑھے

اپنے جگر کے ٹکڑے، لاڈلے ، اکلوتے پوتے کو اتنے سالوں بعد غیر متوقع طور پر دیکھ کر وہ کچھ اس طور مسرت سے لبریز ہوئے کہ کچھ لمحے پہلے کے اپنے غصے کو بھی بھول گئے، انزر کی وجہ سے ان کے اندر امڈتا اشتعال اسے دیکھتے جھاگ کی مانند بیٹھ گیا - اسے بازو کے حلقے میں لے کر ساتھ لگاتے، ماتھا چوما اور اسی طرح نہال نظر آتے پلٹے اور - صالحہ تائی کو مخاطب کیا

صالحہ دیکھو ہمارا ضرار آیا ہے - ہمارا بچہ- " صالحہ تائی جو ابھی بھی " غیر یقینی کی کیفیت میں مبتلا تھیں ان کے کہنے پر خوشی کے مارے زور -و شور سے رونے لگیں

ماں کو یوں روتا دیکھ ضرار جلدی سے ان کی جانب بڑھا- اور انہیں اپنے ساتھ لگایا-

آگئے ہو- ماں کی ذرا یاد نہیں آتی تھی- میں تمھاری راہ دیکھتے نہیں تھکتی تھی۔ مجھے پتا تھا ایک دن میرا بیٹا ضرور آئے گا۔ "وہ گلوگیر آواز میں گویا تھیں - سالوں سے منتظر نگاہوں کو قرار ملا تھا- ان کی بات پر وہ دھیمے سے مسکرا کر رہ گیا-

اکثر غصے اور ناراضگی میں ہم سب سے زیادہ ان لوگوں کو تکلیف دے جاتے ہیں جو بے گناہ ہوتے ہیں، جن کا صرف یہ قصور ہوتا ہے کہ وہ ہم سے بےلوث محبت کرتے ہیں- ہم انہیں اس محبت کی جو انہیں ہم سے ہے کرنے پر سزا دیتے ہیں- یوں کرکے ہم ان کے ساتھ خود کو دوہری اذیت میں مبتلا کرتے ہیں-

اس نے بھی غلطی کر دی تھی- ماں جی کو اتنی تکلیف نہیں دینی چاہی تھی- لیکن اب وہ افسوس کے سوا کیا کرسکتا تھا-

اس تمام صورتحال میں انزر کو تو یکسر فراموش کر دیا گیا تھا - انزر دھیمے

قدموں سے اندر داخل ہوئی تو اصغر نے گیٹ بند کر دیا- وہ جو نجانے کیا کیا سوچ رہی تھی- اس سے یکسر مختلف صورت حال کو دیکھ کر وہ تھوڑا خجل ہوتی سب کے چہرے دیکھتی صورتحال سمجھنے کی کوشش کرنے لگی-

صالحہ تائی کے ساتھ کھڑے اس لمبے خوبرو مقناطیسی کشش رکھنے والے شخص کو انزر نے بغور دیکھا- لیکن تصویروں والے ضرار سے یہ شخص بہت مختلف تھا- اور وجہ اس کے چہرے پر موجود ہلکی داڑھی اور اتنے سالوں کا وقفہ تھا- اب بھی اس نے کچھ خاص پہچانا نہیں تھا۔ سب نے کہا تو اس نے بھی مان لیا کہ یہ شخص صالحہ تائی کا بیٹا ہے-

اس کے بعد وہ تائی ثمن اور صنم سے ملا-

****

سب ضرار کے وارے صدقے جارہے تھے- ایک لمحے کو بھی کسی نے اسے اکیلا نہ چھوڑا- جیسے ڈر تھا کہ وہ پھر کہیں چلا جائے گا-

کسی نے بھی انزر کی پریشانی کے باعث کھانا نہ کھایا تھا- تو اب ضرار کے آنے کی خوشی میں رات کے کھانے کی تیاری زور و شور سے جاری تھی-

دین مینشن میں رات کے ساڑھے دس بجے جشن کا سماں تھا- حسیب صاحب بھی کچھ دیر میں پہنچنے والے تھے- سب لوگ لاؤنج میں بیٹھے تھے-

بیٹا ، پاکستان کب سے آئے ہوئے ہو؟دادا جان کے ساتھ بیٹھے ضرار" سے ثمن تائی نے دریافت کیا-

چچی، پرسوں رات- "اس نے مختصر جواب دیا"-

آپ ڈاکٹر ہیں؟ تایا یوسف بتا رہے تھے-"جوش سے پوچھتے صنم نے" وضاحت دی-

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہمم- "اپنے جوش کے جواب میں ضرار کا لیا دیا انداز دیکھ کر صنم کا"
چہرہ پھیکا پڑا- جس کو نوٹ کرتے ضرار لبوں پر تھوڑی سی مسکراہٹ
کھینچ کر گویا ہوا-

ان فیکٹ ایک کانفرنس اٹینڈ کرنے ہی میں اپنی ٹیم کے ساتھ پاکستان"
"آیا ہوں-

بیٹا اب میں نے تمھیں جلدی جانے نہیں دینا- "دادا جان نے اسکو"
ساتھ لگاتے ماں سے کہا-

وہ مسکرا کر رہ گیا-

"یہ صالحہ کو بھی بلاو- بیٹا آیا ہے اور خود کچن میں مصروف ہوگئ ہے"
دادا جان گویا ہوئے-

کچھ دیر باہر لان میں ٹہل کر وہ جب اندر آئی تو سب کو گپ شپ میں
مصروف دیکھتے انزر کچن میں تیاریوں میں مصروف صالحہ تائی سے ملتی،
جو یقیناً اس کے لیے خاصی پریشان تھیں، بغیر کسی سے مخاطب ہوئے

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

-چپ چاپ اپنے کمرے میں چلی گئی

صنم اس کو اسطرح سب سے نظریں بچاکر جاتا دیکھ چکی تھی- لیکن حیرت انگیز طور پر صنم جس کو اپنا یہ کزن کچھ زیادہ ہی بھا گیا تھا وہ یہ سوچ کر چپ ہی رہی کہ اچھا ہے؛انزر چڑیل یہاں نہ ہی بیٹھے- ضرار سے دور رہے- ابھی تو اسے انزر کا ضرار کے ساتھ آنا ہی ہضم نہیں ہو رہا تھا-

روم میں آتے فریش ہوکر خراشوں پر کریم لگاتے لائٹس بند کرتی وہ بیڈ پر لیٹ گئی- اس سب چکر میں وہ جسمانی کے ساتھ ضرار کی باتوں کے باعث ذہنی طور پر بھی بہت تھک چکی تھی- صالحہ تائی نے کچن میں ہی اسے پین کیلر کے ساتھ جوس پلا دیا تھا- تو اب کھانے کا اسکا کوئی موڈ نہ تھا -

اور دوسرا نہ اس میں باہر جانے کی ہمت تھی- اور نہ ہی وہ دادا جان کے سامنے جاکر انہیں ان کا بھولا ہوا کام یاد کروانا چاہتی تھی -

اچھا تو موصوف میرے کزن ہیں- اس لیے پتا تھا کہ میں جھوٹ بول"

رہی ہوں----ویسے کتنے ہیں- اگر پہچان لیا تھا تو بتا ہی دیتے- ضرور مجھے اتنے دیر ڈرا کر میرا سانس خشک کرنا تھا---- خیر، صبح پوچھوں گی- "آنکھیں بند کیے سوچتی انزر جلد ہی نیند کی وادیوں میں چلے گئ

جبکہ رات بارہ کے قریب باہر سب کھانے کی میز کے گرد بیٹھے لذت انگیز کھانے سے لطف اندوز ہو رہے تھے-ٹیبل کے ایک سائیڈ پر مستعد کھڑی دو ملازمائیں وقفے وقفے سے سب کی پلیٹ میں کوئی نہ کوئی چیز رکھ رہی تھیں-

تایا حسیب بھی کچھ دیر پہلے پہنچ چکے تھے- کھانا کھاتے ضرار جس کو لا شعوری طور پر انزر کا انتظار تھا اس نے یہ بات نوٹ کی کسی نے اتنے اہتمام سے لگائے گئے میز پر نہ انزر کی کمی محسوس کی اور نہ ہی وہ خود آئی تھی-

****

وقت کا بہاؤ مدھم اور بے آواز تھا، گزرنے کا احساس ہی نہ ہوا اور صبح کی ہلکی سپیدی ہر سو پھیلنے لگی، روشنیاں مدھم پڑیں اور صبح کا اجالا ایک دھند کی طرح پھیلتا چلا گیا-

پھل کاٹ کر چھری دھوتے، کچن کی باہر لان میں کھلتی کھڑکی سے سیاہ ٹراؤزر پر سفید ٹی شرٹ میں ملبوس ضرار کو ایکسرسائز کرتا دیکھ وہ کٹے ہوئے پھلوں سے بھری پلیٹ پکڑے لان میں کھلتے دروازے سے باہر آگئی-

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس کی آنکھ بھوک کے احساس سے کھلی تھی- چونکہ رات کا کھانا وہ گول کر چکی تھی،اس لیے اب بھوک سے اس کے پیٹ میں مڑوڑ اٹھ رہے تھے- ابھی نماز فجر کا وقت رہتا تھا تو نماز پڑھ کر ،وہ کچن میں آگئی-

اس وقت مینشن کے تمام افراد اپنے کمروں میں موجود خواب خرگوش کے مزے لوٹ رہے تھے-

ضرار نے اک نظر اسے دیکھا جو جامنی پاجامہ شرٹ میں ملبوس سامنے بینچ پر بیٹھ گئی تھی- ورک آوٹ مکمل کرتے وہ انزر کی طرف آیا جو گود میں رکھی پلیٹ میں سے پھل کھا رہی تھی- اس کے سامنے والے بینچ پر بیٹھتے ضرار اپنا سانس بحال کرنے لگا-سورج کی ٹھنڈی سنہری روشنی میں اس کے چہرے پر آئے پسینے کے قطرے چمک رہے تھے-

گڈ روٹین - "انگور کو منہ میں ڈالتے انزر توصیفی انداز میں بولی"-

وہ کیا کہتا-اس نے محض سر ہلانے پر اکتفا کیا-

آپ صالحہ تائی کے بیٹے ہیں، آپ نے یہ بات میرے سے چھپائی" کیوں؟ "اسے چپ دیکھ کر انزر نے کل رات سے اپنے ذہن میں مچلتا سوال پوچھا-صالحہ تائی کا بیٹا معلوم ہونے کی وجہ سے وہ تم سے آپ ہوگیا تھا-

فضا میں چلتی ہلکی ٹھنڈی ہوا اسے بہت بھلی محسوس ہورہی تھی - انزر کے سوال پر سامنے کیاری میں لگے سرخ گلابوں کو دیکھتے ضرار نے جواباً اسی کے انداز میں سوال کیا- "میں تمھاری صالحہ تائی کا بیٹا ہوں، تم نے

"مجھے پہچانا کیوں نہیں ؟

میں نے اتنی دیر بعد دیکھا تھا-آپ نے پہچان لیا تھا تو آپ بتا ہی" دیتے- میں خواہ مخواہ پریشان ہوتی رہی "اپنے صفائی دیتے انزر بولی-

اب لفٹ دینے کا مطلب یہ تو نہیں تھا کہ میں تمھیں اپنے بارے" میں سب کچھ بتاتا- "اس کی آنکھوں میں دیکھ کر بولتے ضرار کھڑا ہوتا پلٹ گیا-

بہت تیز ہیں، آپ- "انزر ہنستے ہوئے بولی"-

ویسے آپ اتنے عرصے گھر سے دور کیوں رہے؟ جبکہ آپ کی اسٹڈیز" کو مکمل ہوئے بھی کچھ سال ہوچکے ہیں- اپنی طبیعت میں موجود تجسس سے مجبور انزر نے پوچھا-

جس پر اندر جاتا ضرار لمحے بھر کو رکا- لیکن پھر اسے بغیر کوئی جواب دیئے چلا گیا -

پیچھے شانے اچکاتے انزر باقی کا فروٹ کھانے لگی- یہ سب جلدی ختم

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کرتے اس نے واپس اپنے کمرے میں جانا تھا کیونکہ کچھ دیر میں دادا جان تیار ہوکر باہر آنے والے تھے-

****

دن یوں ہی بے کیف سے گزرتے گئے- گرمی کا زور کچھ کم ہوچکا تھا شام کے وقت چلتی ہوائیں ایک تازگی کا احساس پیدا کرتی جلد ہی سردیوں کے آنے کی نوید دیتی تھیں-

ضرار اور اس کی ٹیم کے تین ممبر اگلے دو ماہ کے لیے پاکستان تھے باقی ممبران دو روز قبل ہی امریکہ کے لیے روانہ ہوچکے تھے- ان تینوں نے اس دوران پاکستانی ڈاکٹرز کے ساتھ کام کرتے انہیں مختلف ہونے والی ریسرچ اور علاج معالجہ کے نئے طریقے کار سے آگاہ کرنا تھا-

شام میں جب وہ ایش گرے پینٹ پر میرون ڈریس شرٹ پہنے دس گھنٹے کی ڈیوٹی کے بعد تھکا ہوا مینشن واپس لوٹا تو لاؤنج کا دروازہ کھولتے ہی دادا جان کی سخت گرجدار آواز کانوں میں پڑی- اس کے لیے دادا جان کا یہ لب و لہجہ نیا نہ تھا- وہ چلتا ہوا اندر آیا جہاں دادا جان نظریں جھکائے کھڑی انزر کو کڑے تیوروں سے دیکھ رہے تھے- جبکہ ایک صوفے پر ثمن تائی اور ان کی بیٹی خاموش تماشائی بنی بیٹھی تھیں-

اس نے اک نظر سب کو دیکھتے سلام کیا- جس پر انزر کے علاوہ سب نے خوشدلی سے جواب دیا-

انزر جو صالحہ تائی کے کہنے پر کافی دنوں بعد دادا جان سے ملنے آئی تھی- اس کو دیکھتے ہی ثمن تائی نے اس رات کی بابت دریافت کیا - جس پر داداجان کا سویا ہوا جلال جاگ اٹھا-اور انہوں نے اسے کٹہرے میں کھڑا کر لیا-

ضرار کو دیکھتے جو دادا جان کے ساتھ ہی بیٹھتا ، معاملہ سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا وہ پلٹنے لگی- لیکن دادا جان کی آواز پر وہ وہی رک گئ-

لڑکی ... کہاں جارہی ہو؟واپس آو-"وہ غصے سے بولے- داداجان کے"

-الفاظ پر وہ واپس پلٹتی بے تاثر انداز میں وہی کھڑی ہوگئ

-تم کیوں میری جان کی دشمن بنی ہوئی ہو-اس شام کہاں گئی تھی"

- اب کی بار وہ کچھ بےبسی سے گویا ہوئے"

-انزر ہنوز خاموش نیچے بیچھے بھورے کارپٹ کے ڈیزائن کو دیکھتی رہی

جبکہ ضرار کے سامنے انزر کی اس عزت افزائی پر صنم کا دل باغ باغ

-ہوگیا- وہ اپنے نمبر بنانے کو جلدی سے انزر کے پاس کھڑی ہوتی بولی

داداجان ، ضرور کوئی کام ہی ہوگا- اب انزر کو جانے دیں - "اسکے"

-کندھے کے گرد بازو پھیلاتے صنم اس کی حمایت کرتی لجاجت سے بولی

جس پر انزر اسکا ہاتھ جھٹکتے دبے لفظوں میں گویا ہوئی، "مجھے تمھاری

-ہمدردی کی ضرورت نہیں ہے - جاو آرام سے بیٹھ کر تماشہ دیکھو

اسے ضرار کے سامنے اپنی عزت افزائی عجیب شرمندگی سے دوچار"

-کررہی تھی

ہائے...ماموں جان آپ نے اسے دیکھا- صنم کے ساتھ کیسے بات کر"
رہی ہے- "ثمن تائی بات بڑھانے کو گویا ہوئیں -"صنم،تم ادھر بیٹھو۔

"اس بدتمیز لڑکی سے بات کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

سب دیکھ رہا ہوں، میں - "ایک سخت نظر انزر پر ڈالتے وہ بولے۔"

ماما ، کوئی بات نہیں - آپ کو پتا تو ہے انزر غصے میں کسی کی پرواہ"
-نہیں کرتی- "صنم بولی

خاموشی سے سب دیکھتا ضرار بولا "صنم ، واٹر پلیز - "جس پر وہ
-مسکراتے ہوئے تیزی سے کچن کی طرف گئی

دادا جان ،کیا بات ہو رہی ہے؟ "انزر کو دیکھتے اس نے دادا جان سے"
-سوال کیا

-دادا جان کی بجائے جواب ثمن تائی نے دیا

دراصل جس دن تم آئے ، اس دن یہ لڑکی دوپہر کی گھر سے نکلی"
نجانے کہاں سیر سپاٹے کر رہی تھی - آج جب ماموں جان نے پوچھا تو

"... دیکھو کیسے پتھر بن کر کھڑی ہوگئ ہے - اس نے تو یہ کام ہی پکڑ

-ثمن چچی، اس روز انزر میرے ساتھ تھی-"وہ اعتماد سے بولا"

- تمھارے ساتھ؟ "دادا جان نے حیرانی سے پوچھا"

جی، میں نے اسے بلایا تھا- دراصل میں جس ہسپتال کیساتھ کام کررہا"

ہوں۔ میں وہاں کے چلڈرن وارڈ کے لیے کچھ پینٹنگز بنوانا چاہتا تھا۔

میں اس شام اسی سلسلے میں آرٹسٹ سے مل کر اپنے آئیڈیا ڈسکس کرنا

چاہتا تھا ۔ اتفاق سے وہ آرٹسٹ انزر نکلی۔ وہاں سے واپسی پر انزر کا

معمولی سہ ایکسیڈنٹ ہوگیا تھا۔ جسکے باعث دیر ہوگئ- "ضرار نے بات

-سنبھالنے کو جھوٹ کا سہارا لیا

-ایکسیڈنٹ ؟ "دادا جان پریشانی سے بولے"

-جبکہ انزر بھی حیرت زدہ سی ضرار کو دیکھ رہی تھی

- یہ کیوں اتنا مہربان ہو رہے ہیں؟ "اس نے سوچا"

جی، معمولی سہ ہوگیا تھا -فکر کی کوئی بات نہیں ہے-"ضرار نے انہیں"

تسلی دی۔

!معمولی سہ؟ میں بے ہوش ہوگئی تھی۔اور یہ بول رہے ہیں معمولی سہ

دل تو بڑا کیا کہ بتائے کہ اتنا بھی معمولی ایکسیڈنٹ نہیں ہوا تھا۔مگر

بول نہ پائی۔

ثمن تائی جن کو ضرار کا یوں انزرکا دفاع کرنا ایک آنکھ نہیں بھایا - وہ

نخوت سے بولیں -"اب جب سب کو پریشان کرے گی تو ایسے ہی سزا

ملے گی۔گھر سے بتا کر نہیں جاسکتی تھی۔" ہم نے کونسا روک لینا تھا۔

نہ جانے کیوں انسان دوسروں کو ملنی والی ہر آزمائش، تکلیف کو سزا کا

نام دے دیتا ہے۔

اس نے ایسے کیا تھا، تو اس کے ساتھ ایسا ہوا۔ وہ تو ہے ہی برا، تو پھر

اس کے ساتھ یہی ہونا تھا۔ اللہ نے سزا دی ہے۔

جبکہ ہم کون ہوتے ہیں اس بات کا فیصلہ کرنے والے کسے سزا ملی

ہے؟؟کس پر آزمائش آئی ہے؟؟

ایک سچے مسلمان کو دوسروں کو تکلیف میں مبتلا دیکھ کر ان کے لیے دعا کرنی چاہیے - جبکہ خود پر جو مصیبت، تکلیف آئے- اس پر ضرور سوچنا چاہیے کہ میں نے ایسا کونسا کام کیا ہے، جس سے اللہ میرے سے - ناراض ہوگیا ہے

اب ٹھیک ہو؟"انہوں نے پوچھا - دادا جان کے تنے اعصاب کچھ" -ڈھیلے پڑے

-جی- "انزر نے نگاہ اٹھا کر انہیں دیکھتے یک لفظی جواب دیا"

ضرار کو پانی دیتی صنم موجودہ صورتحال پر سوچنے لگی-"یہ دادا جان اسے "دو تھپڑ لگانے کی بجائے اس کا حال کیوں پوچھ رہے ہیں

تھینک یو- "پانی لیتے ضرار بولا - جواب میں صنم نے بتیس دانتوں کی" -نمائش کردی

-انزر-"پانی پیتے ضرار نے پکارا"

جی- "وہ ایک مرتبہ پھر اپنی سوچ سے برعکس صورتحال دیکھتے غائب"

- دماغی سے بولی

" ماں جی کہاں ہیں؟"

صالحہ تائی ، اپنے کمرے میں تایا یوسف سے بات کر رہی ہیں- میں"
- جاوں؟"اسکو جواب دیتے انزر نے دادا جان سے پوچھا

-ان کے اجازت میں سر ہلانے پر وہ پھرتی سے وہاں سے غائب ہوئی

- ثمن بھی صنم کو کمرے میں آنے کا اشارہ کرتیں وہاں سے اٹھ گئیں

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دادا جان ، اتنا غصہ آپکی صحت کے لیے ٹھیک نہیں ہے -"سب کے "
-جانے کے بعد ان کا ہاتھ تھامتے ضرار نرمی سے بولا

میں نے کہاں غصہ کیا؟ میں تو بس اس سے پوچھ رہا تھا۔ کیا اب "
-میرا اتنا بھی حق نہیں ہے؟"وہ بولے

سارے حق آپ کے ہی تو ہیں۔"وہ دھیمے سے مسکراتا بولا۔"

-ہمارا شیر، اب ناراض تو نہیں ؟ "انہوں نے اپنے دل کی بات پوچھی"

- میں نہ ناراض تھا، اور نہ ہوسکتا ہوں- بس مجھے کچھ وقت چاہیے تھا"

سب کچھ اچانک سے میرے لیے بہت ناقابلِ قبول تھا- "ان کے ہاتھ کی ابھری ہوئی رگوں پر آہستگی سے ہاتھ پھیرتے وہ ٹھہرٹھہر کے بولا-

بارہ سال کا وقت؟ "وہ اداسی سے گویا ہوئے-"پتہ ہے یہ آنکھیں" تمھیں دیکھنے کے لیے، یہ بوڑھے ہاتھ تمھیں پیار کرنے کے لیے کتنا ترسے ہیں-"

بعض سوالوں کا، باتوں کا انسان کے پاس خاموشی کے سوا کوئی جواب نہیں ہوتا- جیسے ان کی بات کا ضرار کے پاس کوئی جواب نہیں تھا- اس لیے وہ خاموشی سے دادا جان کے گلے لگ گیا-

******

یہ باہر دو منٹ میں کیا ہوگیا؟"اندر آتی صنم نے بیڈ پر دراز اپنی ماما" سے پوچھا-

بس پوچھو مت میرے تو سر میں درد شروع ہوگیا ہے - میری سر"

-درد کی گولی دو- "اپنا سر تھامے ثمن تائی نے کہا

اب بتائیں تو سہی ہوا کیا؟ "دوائی کھلا کر ان کے ہاتھ سے خالی گلاس"
-پکڑتے صنم قریب ہی بیڈ پر بیٹھتی تجسس سے پوچھنے لگی

"-بقول ضرار ، انزر اس دن اس کے بلانے پر باہر گئ تھی"

-کیا "!!!"صنم بھونچکا کر رہ گئ"

اتنے دنوں میں صنم جو دل کی تسلی کو یہ سوچے بیٹھی تھی کہ شاید
- دونوں اکھٹے نہ آئے ہوں - الگ الگ ایک ہی وقت میں آگئے ہوں
-اپنی سوچ پر پانی پھرتا دیکھ اسکا موڈ اچھا خاصا خراب ہوا

وہی تو ...یقین آیا؟خود دیکھو جس لڑکے نے اتنے سالوں میں ماں اور"
دادا کے سوا کسی سے بات کرنا نہ گوارہ کیا -اسے اچانک سے ڈائن کی
-بیٹی مل گئ- کیسا اتفاق ہے- "ثمن تائی نے ٹیک لگا کر بیٹھتے کہا

وہ جانتی تھیں ضرار جھوٹ بول رہا ہے- لیکن ماموجان کے سامنے انکے
- لاڈلے کو جھوٹا کہہ کر وہ ان کی ناراضگی مول نہیں لے سکتیں تھیں

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یہ ٹھیک نہیں تھا- ضرار کو اس انزر چڑیل کی طرف داری نہیں کرنی چاہیے- تھی - اپنی سوچوں میں گم صنم کھوئے کھوئے لہجے میں بولی

ضرار اس کو بچانے کے لیے جھوٹ بول رہے ہیں -شاید ویسے ہی" راستے- میں مل گئی ہو- "دونوں ماں بیٹی نے ایک جیسی قیاس آرائی کی

ثمن تائی ماں تھی- ضرار کی طرف اپنی بیٹی کا جھکاو محسوس کرچکی تھیں اسکا بھاگ بھاگ کر ضرار کے کام کرنا - اسکا مسکرانا ، کھوئی کھوئی رہنا - اور اب اس کے لہجے میں موجود جلن- وہ نہیں چاہتی تھیں جس آگ - میں وہ جلیں ہیں اس میں ان کی پھول جیسے بیٹی جلے- اس لیے اسے باز - رکھنے کو بولیں

تم سے بڑا ہے -صنم، بھائی بولا کرو- "ثمن تائی کی بات اسے حال" میں- لائی

صنم- جس کو بھائی کا لاحقہ بڑا چبھا وہ لاڈ سے بولی "ماما کیا ہوگیا ہے اب چاہے جتنا بھی ایج ڈیفرنس ہو بھائی ، باجی کوئی نہیں بولتا- سب نام سے ہی بلاتے ہیں -"

صنم ایک دفعہ میں بات کا اثر ہونا چاہیے - پتا نہیں یہ آج کل کی"
نسلوں کو کیا ہوگیا ہے-ماں ، باپ کو بھی نام سے پکارتے ہیں-چاہے
" -جتنا بھی میل جول، مذاق ہو کبھی کسی بڑے کو نام سے نہیں پکارنا
نجانے کیوں وہ یہ سوچ رہی تھیں کہ بھائی کا لاحقہ لگنے سے صنم کے
-لیے ضرار بھائی بن جائے گا

ماما احترام سے ہی بلاتی ہوں- کونسا کوئی بدتمیزی کی ہے-"صنم کو ماں"
- کا یوں بلاوجہ غصہ کرنا اچھا نہیں لگا

کوئی چھوٹے بڑے کا فرق ہی نہیں رہ گیا ہے - جو بات ماں بتاتی ہے"
-اسے سمجھ جایا کرو- "ثمن تائی نے اسے جھاڑا

مجھے نہیں پتا - یہاں بات کیا ہورہی تھی- اور آپ مجھے کیا سمجھانے"
-بیٹھ گئیں ہیں - "چڑ کر کہتے صنم دروازہ کھولتی باہر چلی گئ

جبکہ پیچھے بیٹھی ثمن تائی جن کو اس میں اپنا عکس نظر آرہا تھا وہ وقت
- میں کہیں پیچھے چلی گئیں

****

سراج بھائی، میرے منو کے آنے میں کتنا وقت رہ گیا ہے؟ "لاؤنج" میں لگے بڑے سائز کے ٹی وی پر خبریں دیکھتے سراج الدین خان سے ان کی چھوٹی بہن زرینہ نے پوچھا جو جوانی میں ہی بیوگی کی چادر اوڑھ کر اکلوتی بیٹی ثمن کے ساتھ اپنے بھائی کے پاس رہ رہی تھیں۔

صبح سے تم اور تمھاری بھابھی ایک ہی سوال کررہی ہو۔ حسیب گیا ہوا ہے لینے کچھ دیر میں آجائے گا۔"ان کی بات پر کچن سے نکلتی ممتاز بیگم مسکرا دیں۔ کہہ تو وہ ٹھیک رہے تھے۔ پر وہ دونوں بھی کیا کرتیں جن کی منصور میں جان اٹکی رہتی تھی۔

۔ ممتاز بیگم چلتی ہوئی وہیں ان کے ساتھ بیٹھ گئیں

میرا شیر نہیں نظر آرہا ہے؟ کہاں ہے؟ "سراج صاحب نے ضرار"

کے بارے میں دریافت کیا-

باہر باغیچے میں کھیلتے سارے کپڑے گندے کر لیے تھے۔"

صالحہ نہلانے لے کر گئی ہے- "انہوں نے ہنستے ہوئے پوتے کا کارنامہ بتایا-

دن بدن شرارتی ہوتا جا رہا ہے- "-زرینہ بولیں" -

سارے گھر کی رونق ہے- اس کو دیکھ کر ہی تو ہمارے دن گزرتے" ہیں- "سراج الدین نے ٹی وی بند کرتے بہن سے کہا-

جس پر زرینہ نے تائیدی انداز میں سر ہلایا - چار سالہ ضرار نے سارے گھر والوں کا دل لگایا ہوا تھا-اس کے باپ یوسف صاحب کے کاروبار کے سلسلے میں پردیس رہنے اور اکلوتا ہونے کے باعث سب ہی اسے ہاتھوں ہاتھ لیتے تھے-

وہ لوگ اسی کی باتیں کر رہے تھے کہ صالحہ کی انگلی پکڑ کر لاؤنج میں آتا ضرار بھاگ کر سراج صاحب کی گود میں چڑھ گیا- اس کو دادا کے

پاس بیٹھا دیکھ صالحہ کچن کی جانب بڑھی-

صالحہ ٹیبل پر برتن رکھ رہی تھی کہ اتنے میں گاڑی کے ہارن کی آواز سنائی دی-

اپنے کمرے میں تیار ہوتی ثمن بھاگتی ہوئی بیرونی دروازے کی طرف گئی-آج اس کی چال ڈھال اسکی تیار سب مختلف تھا

اس کے پیچھے سراج صاحب، ممتاز اور زرینہ بھی منصور جو کہ سیر و تفریح کر کے دو ماہ بعد گھر آرہا تھا اس سے ملنے کے لیے اٹھے -

لیکن لاؤنج کے داخلی دروازے سے اندر آتے منصور کے ساتھ سنہری بالوں، عربی نین و نقش، خوب صورتی کا مجسمہ ہدی کو دیکھتے سب جہاں تھے وہیں ٹھہر گئے-

ان کے پیچھے ہاتھ میں گاڑی کی چابی پکڑے پریشان سہ حسیب اندر داخل ہوا-اس کے چہرے سے لگ رہا تھا جیسے اسے سب معلوم ہو

حسیب کے ہاتھ میں چابی دیکھ کر اشتیاق سے ہدی کو دیکھتا ضرار چھک

کر اس کے پاس بھاگا -حسیب نے ضرار کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے اسے چابی تھمائی جس کو لے کر وہ باہر پورچ میں چلا گیا-

جھیل سی آنکھوں والی ہدی سب کو محظوظ کن تاثرات سے دیکھ رہی تھی- منصور آگے بڑھ کر باری باری سب سے ملا- اس کی دیکھا دیکھی ہدی نے بھی اپنے عربی لب و لہجے میں سب کو سلام کیا-

کوئی بھی سر ہلانے کے سوا دونوں کو جواب نہ دے سکا- دونوں کو اکھٹے دیکھ کر جو انہیں سمجھ آرہا تھا اگر ویسا تھا تو حالات بہت خراب ہونے والے تھے-

سراج صاحب اور ممتاز بیگم نے منصور کی نسبت اس کے علم میں لائے بغیر پیچھے سے وہاں گم صم کھڑی ثمن سے طے کر دی تھی- ثمن کی تو دلی مراد بر لائی تھی- سوچا تھا اس کے آنے پر منگنی کا کوئی چھوٹا سہ فنکشن کر لیا جائے گا- جبکہ شادی اس سے بڑے بیٹے حسیب کے ساتھ کر دیں گے-

لیکن یہ کیا ہوگیا تھا؟

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

!وہ تو گھومنے گیا تھا

یہ ساتھ کون آگئی تھی؟

اس کا منصور سے کیا تعلق تھا ؟

بیٹا، یہ کون ہے؟ "سب سے پہلے ممتاز بیگم نے سنبھل کر گھبرائے"

-ہوئے لہجے میں پوچھا

امی یہ آپ کی بہو ہے- ہدی! "ہدی کے پاس جاکر کھڑے ہوتے"

-منصور نے سب کو دیکھتے مضبوط لہجے میں مسکراتے کہا

-ڈائیننگ ہال سے باہر نکلتی صالحہ بھی اس کی بات سن چکی تھی

ثمن کو لگا جیسے بھری محفل میں اس کا مذاق اڑایا گیا ہو- اس کو انتہائی ہتک کا احساس ہوا- وہ چہرے پر ہاتھ رکھتی جس طرح بھاگتی ہوئی کمرے سے نکلی تھی ویسے ہی الٹے قدموں واپس اندر چلی گئی- لیکن تب اس کے چہرے پر اک الو سی مسکان، آنکھوں میں خوش کن جذبات تھے-اور اب مسکان کی جگہ رنج نے لے لی تھی- آنکھوں میں سجے

خواب پورے ہونے سے پہلے ہی کرچی کرچی ہوگئے تھے- دل ٹکرے ٹکرے ہوگیا تھا-

بیٹا، تم مذاق کر رہے ہو-"زرینہ پھوپھو نے پھیکا سہ ہنستے کہا"-

پھوپھو کیسا مذاق، یہ جیتی جاگتی لڑکی آپ کو مذاق لگتی ہے؟ "منصور" نے لاڈ سے پوچھا -

سراج صاحب لڑکھڑا کر صوفے پر بیٹھے گہرے گہرے سانس لینے لگے-

سب ان کی جانب بڑھے جن کا یقینا اس وقت بی پی ہائی ہوگیا تھا-

ابو جی- "منصور بھی ان کی طرف بڑھا جبکہ ہدی جہاں تھی وہیں" کھڑی رہی-

اپنی بیوی کو لو اور انیکسی میں چلے جاو- "سراج صاحب نے ضبط سے" کہا-

صالحہ، اپنے ابو کی زبان کے نیچے رکھنے والی گولی لاو- "ممتاز بیگم نے" پریشانی سے کہا- صالحہ جلدی سے میڈیسن لینے گئیں- ممتاز بیگم کو سمجھ

نہیں آرہی تھی کہ شوہر کو سنبھالیں یا بیٹے سے اس انتہائی اقدام کے متعلق بازپرس کریں۔

حسیب بیٹا بھائی جان کا بی پی چیک کرو۔ "روتی ہوئی ثمن کو دیکھ کر" زرینہ پھوپھو کا دل تو بہت برا ہوا لیکن بھائی کی حالت کو دیکھتے وہ اپنا غم و غصہ پس پشت ڈال گئیں۔

پر ابو جی "..منصور نے کچھ کہنا چاہا کہ سراج صاحب بیچ میں ہی دھاڑ اٹھے۔

"نافرمان انسان تم جاتے ہو کہ میں تمھیں گھر سے باہر نکالوں"

آرام سے آپکی طبیعت "... ممتاز بیگم نے انہیں پر سکون کرنا چاہا کہ ،وہ پھر بولے "کیا آرام سے؟ اس کی حرکت دیکھی ہے۔ کیسے بتا رہا ہے شادی کرلی ہے۔اسی دن کے لیے بڑا کیا تھا اسے۔ دفع ہوجاو، جاو۔ "وہ منصور کو دیکھ کر چلائے۔

منو ابھی جاو۔ بعد میں بات کرتے ہیں۔" زرینہ پھوپھو نے اس کے"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

قریب آتے کہا-

منصور فکرمندی سے باپ کو دیکھتا ہدی کے ساتھ انیکسی چلا گیا- منصور کا خیال تھا اس کی ہر بات کی طرح یہ بات بھی بہت آسانی سے مان لی جائے گی- لیکن سب کے گم صم چہرے دیکھ کر وہ تھوڑا پریشان ہوا

اب اسے کون سمجھاتا کہ باقی سب باتیں تو اس کے سب سے چھوٹے سب کا لاڈلہ ہونے کے باعث مان لی جاتی تھیں - لیکن شادی عمر بھر، کا فیصلہ جس کا اثر آنے والی نسلوں تک پر پڑتا ہے وہ کیسے ایسے ہی مان لیتے-

شاید اس کی محبت میں مان بھی جاتے اگر بہن کو زبان نہ دے چکے ہوتے-

****

کمرے میں لیمپس کی زرد روشنی پھیلی تھی -وہ اسٹڈی ٹیبل کی کرسی پر بیٹھی تھی- سامنے کھلی سکیچ بک پر بنے پھول میں شیڈنگ کرتے وہ ضرار کے متعلق سوچ رہی تھی -

کیوں اس نے سب کے سامنے اس کے لیے جھوٹ بولا؟ اس کی سائیڈ لی-

اسے یہ کرنے کی کیا ضرورت تھی؟

ضرور کوئی مطلب ہی ہوگا- ورنہ ہم دونوں میں کونسی ایسی دوستی ہے کہ وہ میری طرف داری کریں- وہ اپنی مرضی کے مطلب اخذ کرنے میں مصروف تھی-

جب کمرے کا دروازہ کھول کر صالحہ تائی اندر آئیں - اسکو دیکھتیں وہ ٹیبل کے قریب رکھے کاوچ پر بیٹھیں - ان کی نظریں انزر پر جمی تھیں جو خاموشی سے سر جھکائے پنسل چلارہی تھی-اس کی سیاہ آنکھوں میں خفگی تھی-

کیا اب میرے سے ناراض ہوگئی ہو؟ "اسکے متوجہ نہ ہونے پر صالحہ"
-تائی نے مخاطب کرنے کی غرض سے پوچھا

-شیڈنگ کرتا ہاتھ رکا - اس نے نظر اٹھا کر انہیں دیکھا

میں نے آپ کو کہا بھی تھا کہ میں نے ان سے نہیں ملنا- وہ ڈانٹیں"
گے- "اس نے شکوہ کیا-

انزر بیٹا، کتنے دن ہوگئے تھے تم اپنے داداجان سے نہ ملی نہ انہیں"
-سلام کیا- ایسے نہیں کرتے- کچھ نہیں ہوتا اگر انہوں نے کچھ کہا ہے
وہ گھر کے بڑے ہیں - پتا ہے اس روز وہ تمھارے لیے کتنا پریشان
-ہوگئے تھے-"صالحہ تائی نے اس کا دل صاف کرنا چاہا

اس لیے تو انہیں آج ثمن تائی کہ کہنے پر مجھ سے پوچھنا یاد آیا-"وہ"
-بدگمانی سے بولی

انزر، تمھیں بھی پتا ہے اس دن ضرار اتنے سالوں بعد گھر واپس لوٹا"
تھا-تو خوشی میں ان کے ذہن سے یہ بات نکل گئی-ورنہ وہ تمھارے

-لئے بہت فکرمند تھے-"انہوں نے اپنے مخصوص نرم خو لہجے میں کہا
- بات تو اسکی ٹھیک تھی مگر وہ اسکا دل صاف کرنا چاہتی تھیں

-ریوالونگ چیئر کا رخ ان کی طرف کرتے انزر تلخی سے گویا ہوئی

وہ آپ کے بھی بیٹے ہیں - آپ سے زیادہ تو کسی کو خوشی نہیں ہوئی"
ہوگی- لیکن آپ تو میری خیریت دریافت کرنا نہیں بھولیں- انہیں دیکھ
کر میرے لیے اپنی فکرمندی نہیں بھولیں -تائی جان، جن کے لیے ہم
اہم ہوں ، جنہیں ہماری فکر ہو وہ ہمیں خوشی غم کسی موقع پر فراموش
نہیں کرتے- میرے اس گھر میں ہونے نہ ہونے سے کسی کو فرق
نہیں پڑتا - میں چاہے دس دن اور نہ ملتی دادا جان کو میری یاد بھی
نہیں آنی تھی- انہیں فکر تھی تو بس اپنے نام و عزت کی- "وہ تو بھری
بیٹھی تھی- صالحہ کے سمجھانے پر وہ اپنے اندر کا سارا غبار نکالتی چلی
گئی-

ایسے مت سوچو - بیٹا،تم بھی تو بتا کر جایا کرو- چلو اور کسی کو نہیں"
لیکن یہ تو مانتی ہو نہ مجھے تمھاری فکر ہے-نکلنے سے پہلے مجھے ہی بتا دیا

www.neweramagazine.com

کرو - وہ تو اس دن شکر ہے تم ضرار کو مل گئی-ورنہ اللہ رحم کرے کچھ بھی ہوسکتا تھا- "صالحہ تائی نے اسے سمجھانے کی کوشش ترک نہ کی ورنہ وہ پہلے سے ہی احساس کمتری کا شکار لڑکی اور احساس کمتری میں مبتلا ہو جاتی-

جیسے پھر آپ مجھے جانے دیں گی-ڈرا کر گھر ہی بیٹھا لیں گی -دین" مینشن کی اس چار دیواری میں میرا دم گھٹتا ہے- میں پاگل ہوجاتی ہوں میں نے یہاں سے کسی دن بھاگ جانا ہے-"رندھی آواز میں کہتی وہ- اٹھ کر واش روم جانے لگی لیکن بیچ راستے میں ہی صالحہ تائی نے اپنی جگہ سے اٹھتے اسے گلے لگالیا-

میری انزر---میری شہزادی "نرمی سے اسکے براؤن بالوں میں ہاتھ" پھیرتے وہ گویا ہوئی-

کمرے کی چھت کو دیکھتے آنکھوں میں امڈ آنے والے آنسوؤں کو اندر دھکیلتی وہ گویا ہوئی-

- صالحہ تائی آپ بہت اچھی ہیں - بس آپ ہی مجھ سے پیار کرتی ہیں"

"

ایسا نہیں سوچتے-سب تم سے پیار کرتے ہیں- "دھیرے سے اسے"
- الگ کرتے وہ بولیں

اب میری اچھی بیٹی ایک کام کرے-"اس کا دھیان بٹانے کو وہ بولیں"
-

- کیا؟ "انزر نے سوالیہ نگاہوں سے دیکھا"

"-ضرار کے لیے کافی بنادو- اس نے کہا ہے"

بنا دیتی ہوں- "آج تھوڑی سی مدد کیا کر دی ساتھ ہی موصوف کام"
کہنے لگ گئے-میں نے صحیح سوچا تھا- اب مجھے بلیک میل کرکے میرے
سے کام کروائیں گے - چلو اس بہانے ذرا ان کی طبیعت سیٹ کرتی

-ہوں - اس نے سوچا

اس کے کمرے میں دے دینا وہ وہیں موجود ہے- "باہر نکلتی انزر کو "
-صالحہ تائی نے بتایا

-وہ سر ہلاتی نیچے کچن میں چلی گئی

صالحہ تائی چلتی ہوئیں رائیٹنگ ٹیبل کے قریب آئیں جہاں کھلی سکیچ بک پر بنے پھول کی کچھ پتیوں میں ابھی شیڈنگ کرنی باقی تھی- بک بند کرتیں وہ اس کے بیڈ پر دراز ہوگئیں- آج انکا ارادہ انزر کے ساتھ -سونے کا تھا

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

******

باہر رات نے ہر چیز کو اپنے گہرے سائے میں ڈھک لیا تھا-آسمان صاف تھا مگر تارا کوئی کہیں کہیں اور دھندلا سا تھا- نہ چاند تھا...اور نہ - ہی اسکی روشنی

دن کے برعکس اس ٹائم موسم کافی اچھا تھا- باہر ہلکی ہلکی ہوا چلنے کے باعث درختوں کے پتے سرسراتے ہر طرف چھائے سکوت کو توڑ رہے

-تھے

رات کے کھانے کے بعد سب اپنے کمروں میں موجود تھے- کافی بنا کر
-وہ ضرار کے کمرے کی جانب بڑھی جو اوپر صالحہ تائی کے ساتھ والا تھا
-تایا حسیب کی فیملی دادا جان کے ساتھ نیچے رہتی تھی
- جبکہ انزر، صالحہ تائی کے ساتھ اوپری منزل پر رہتی تھی
کافی کا بھاپ اڑاتا مگ ٹرے میں رکھتی وہ ضرار کے کمرے کی طرف
-چل پڑی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ادھ کھلے دروازے سے اندر جھانکتی وہ کمرے میں داخل ہوئی- بالکونی
میں اندھیرا تھا،وہ وہیں کھڑا تھا، اندھیرے کا ہی کوئی حصہ معلوم ہوتا
- ہوا- ضرار اپنے کچھ دیر پہلے کیے عمل کے بارے میں سوچ رہا تھا
باوجود غلطی اس نے انزر کو کیوں بچایا وہ خود نہیں جانتا تھا- شاید اس
لیے کہ اسے یہ چیزیں پسند نہیں تھی- سب کہ سامنے کھڑے کر کے
ڈانٹنا، سمجھانا- یا ماں جی کا انزر سے بہت لگاؤ ہونے کے باعث یا پھر

وجہ کچھ اور تھی جو وہ جانتے ہوئے نظر انداز کررہا تھا۔

جو بھی تھا ، اب اسے انزر سے معلوم کرنا تھا- وہ کہاں گئی تھی؟ کہاں سے آرہی تھی ؟

کھٹکے کی آواز پر سوچوں کا تسلسل ٹوٹا اور اس نے مڑ کر دیکھا - جہاں زرد پرنٹڈ سکرٹ کے اوپر سفید شرٹ پہنے گلے میں گرین سلک کا اسکارف لیے انزر ٹیبل پر ٹرے رکھ کر کھڑی اسے ہی دیکھ رہی تھی -

تھینک یو - "وہ اسے توقع نہیں کررہا تھا- بالکونی سے نکل کر ٹیبل پر" رکھا مگ اٹھاتے وہ خوشدلی سے بولا- "میں تمھارے بارے میں ہی سوچ رہا تھا،آو"!کہتے وہ واپس بالکونی میں چلا گیا-

اس کے پیچھے انزر بھی بالکونی کی لائٹس جلاتی وہیں آگئی- اندھیرے کو روشنی نے چیڑا اور ساری بالکونی جگمگا اٹھی- بالکونی میں رکھی براؤن لکڑی کی کرسیوں پر وہ دونوں آمنے سامنے بیٹھ گئے - گرما گرم کافی کا گھونٹ بھرتے ضرار نے مگ درمیان میں رکھی میز پر رکھا -

اچھی بنی ہے - آئی لائیک اٹ- "جبکہ سینے پر بازو باندھے بیٹھی انزر"
-خاموش نظروں سے اسے دیکھتی رہی

بلیک ٹراوزر کی جیب میں سے چاکلیٹ نکالتے ضرار نے اس کی جانب
-بڑھائی- کافی کے ساتھ چاکلیٹ کھانا اسے پسند تھا

لیکن وہ ساکت بیٹھی اسکے چہرے کو کچھ کھوجتی نگاہوں سے دیکھ رہی
-تھی

" -کیا بات ہے؟ تم میرے چہرے پر سے نظریں نہیں ہٹا پا رہی"

-اسکے خود کو ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے پر چاکلیٹ کھولتے ضرار نے چوٹ کی

-کیا چاہتے ہیں؟"خاموشی توڑ کر انزر گویا ہوئی"

" - میں سمجھا نہیں"

ٹیبل کی ہموار سطح پر ہاتھ رکھ کے آگے کو ہوتے انزر ٹھنڈے لہجے میں

"ایک ایک لفظ پر زور دیتی بولی-"آپ میرے سے کیا چاہتے ہیں؟

" -ایسا لگ رہا ہے جیسے میں نے تم سے زبردستی کافی بنوائی ہو"

وہی نہ گھر میں اتنے ملازم موجود ہیں - پھر اس فرمائش کی وجہ جان" -سکتی ہوں؟ "اس نے تیکھے انداز میں سوال کیا

- دیکھو تو کیسے معصوم بن رہے ہیں - اس نے دل ہی دل میں سوچا

لیکن میں نے تو بس ماں جی سے کافی کا کہا تھا- کسی خاص بندے کا" -میں نے نام نہیں لیا -"کہہ کر اس نے چاکلیٹ بار کی بائٹ لی

لیکن صالحہ تائی نے ایسے نہیں بتایا-"اس نے گڑبڑا کر سوچتے کہا- یہ" تو الٹا خود کو نا سمجھ کہلوانے والی بات تھی-شاید میں ہی زیادہ نیگیٹو سوچ رہی ہوں - لیکن پھر بھی اس نے جو وہ سوچ کر آئی تھی کہنا ضروری - سمجھا

چہرے پر مصنوعی مسکراہٹ لاتے وہ کافی کا گھونٹ بھرتے ضرار سے -بولی جو اسے ہی دیکھ رہا تھا

دیکھیں !ٹھیک ہے !آپ نے اس دن میری مدد کی لیکن آج آپ کو" " میرے لیے جھوٹ بولنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی- کیا ایسا نہیں؟

کہہ کر وہ لمحے بھر کو رکی اور اسکی آنکھوں میں دیکھا-لیکن ان ہیزل آنکھوں کے سحر میں کھونے سے پہلے اس نے نظروں کا زاویہ بدلا-

"آپ کو لگ رہا ہوگا مجھے بچا کر آپ نے بڑا کوئی ہیروں والا کام کیا ہے-لیکن ایسا کچھ نہیں ہے۔ میں خود اپنا دفاع کرسکتی ہوں - پہلے بھی بہت مرتبہ کیا ہے- آج بھی کرسکتی تھی-"اس نے بالکونی میں رکھے پھولوں کے گملوں پر نظریں جمائے کہا-

اس کا خاموشی سے سب کے سامنے پتھر کی مورت بن کر کھڑے ہونے والا دفاع وہ آج بخوبی دیکھ چکا تھا-اسے انزر کی باتوں پر ہنسی آئی جسے وہ دبا گیا-

"میں نے تو بس ایک کپ کافی کا کہا تھا- تم کیا باتیں لے کر بیٹھ گئی ہو -"اس دوران وہ کافی کا آدھا مگ پی چکا تھا-

"لیکن اب تم نے یہ موضوع چھیڑ ہی دیا ہے تو یہ تو بتاو تم اس دن کہاں سے آرہی تھی؟"

-آپ کو اس سے کیا؟"اس نے پھر تیکھے انداز میں کہا"

انزر، آرام سے بات کیا کرو-"ضرار کو انزر کا لب و لہجہ پسند نہ آیا۔"
-اس نے تحمل سے تنبیہی انداز میں کہا

عجیب لڑکی ہے ہر سوال کا اس کے پاس الٹا ہی جواب ہوتا ہے- اس
-نے سوچا

" میں نے بس اتنا ہی پوچھا ہے- کہاں سے آ رہی تھی ؟"

- آئی ایم سوری - لیکن میرے پاس ایسے سوالوں کا کوئی جواب نہیں "
-کہہ کر وہ اٹھتی ہوئی تیزی سے باہر چلی گئی"

-اسے روک ٹوک ، اور دوسروں کے تفتیشی سوالوں سے سخت چڑ تھی
جن کے جواب میں یا تو وہ خاموش رہتی یا ایسا ہی کچھ الٹا سیدھا جواب
- دیتی جو وہ ضرار کو دے چکی تھی

اور ہاں آپکو کیسے پتا چلا کہ مجھے پینٹنگ آتی ہے؟ "اس نے اٹھتے"
ہوئے یاد آنے پر پوچھا۔

یہ جو تم نے اوپر والے سارے پورشن میں جگہ جگہ پینٹنگز بنا کر" آویزاں کی ہوئی ہیں ان پر لکھے تمھارے نام سے۔ تم تو کچھ بتاتی "نہیں۔

جیسے آپ نے تو اس دن بتا دیا تھا نہ کہ آپ اتنے دیر بعد کیوں" واپس لوٹے ہیں۔ "وہ دوبدو بولی۔ اسکی حاضر جوابی پر ضرار خاموشی سے مسکرا دیا۔

ویسے کیا وہ پینٹنگ والا کام اصل میں ہے؟ "اس نے پوچھا۔"

ہمم۔ "وہ بولا۔"

تو کیا میں کرسکتی ہوں؟ میں آج کل فری ہی ہوتی ہوں۔ "اس نے" پوچھا۔

شیور۔ یہ تو بہت اچھی بات ہوگی۔ "وہ بھی اپنی جگہ سے کھڑے" ہوتے بولا۔

پھر کب سے کام کریں؟ کل سے ہی کریں؟ "کافی کا خالی مگ ٹرے"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میں رکھ کر اٹھاتے اس نے اشتیاق سے پوچھا۔

اتنی بھی کیا جلدی ہے۔ آرام سے، کرلیتے ہیں تین چار دن میں"
شروع۔"وہ بولا۔

تھینک یو۔ "وہ خوش ہوتی بولی۔ اسے خود کو مصروف رکھنے کو ایک"
اچھا مشغلہ مل گیا تھا۔

لیکن ایک شرط ہے تم میرے ساتھ جاؤ گی اور میرے ساتھ ہی"
واپس آؤ گی۔ اوکے؟"اس نے جواب طلب نگاہوں سے انزر کو دیکھا۔

پھر کیا کہتی ہو؟ "اسے جواب نہ دیتا دیکھ وہ بولا۔"

اتنی بھی کیا جلدی ہے۔ آرام سے تین چار دن میں سوچ کر بتاتی"
ہوں۔ "وہ شرارت سے کہتی وہاں سے نکلتی چلی گئی۔

کیا گھر کے باقی لوگ کم ہیں جو اب یہ بھی شروع ہوگئے ہیں-"اپنے"
کمرے کا دروازہ بند کرتے وہ بڑبڑائی- بیڈ پر لیٹی صالحہ تائی کو دیکھ کر
-وہ خوش ہوتی چینج کرنے کی غرض سے واشروم چلی گئی

دوسری طرف اسکی باتوں پر مسکراتا ضرار کمرے کے کھلے دروازے کو بند کرتے جہاں سے کچھ لمحے قبل انزر نکلی تھی، اپنا لیپ ٹاپ کھول کر بیٹھتا فٹبال میچ دیکھنے لگا۔

****

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سراج الدین صاحب کا غصہ وقتی ثابت ہوا تھا - دو سے ڈھائی ماہ میں ختم ہوگیا- ان کے حکم پر منصور ہدی کو لے کر انیکسی سے مینشن شفٹ ہوگیا۔

تھوڑے دنوں بعد ایک شاندار تقریب کی گئی- جس میں ہدی اور منصور کے ولیمہ کے ساتھ سب کی باہمی رضا و مشورے سے حسیب اور ثمن کو رشتہ ازدواج میں منسلک کر دیا گیا- جس سے بہن کے سامنے سراج الدین صاحب کا سر اٹھا- یہ ممتاز بیگم کا خیال تھا- جسکو شوہر تک

پہنچانے سے پہلے انہوں نے حسیب سے اس کی رضامندی جان لی تھی-
وہ پہلی غلطی دوبارہ نہیں دوہرانا چاہتی تھیں-

ثمن جو ان دونوں کی ہنستی مسکراتی زندگی کو دیکھ کر اندر ہی اندر جلتی کڑھتی رہتی تھی - شادی کے بندھن میں بندھنے کے بعد اس کے باغی دل کو کچھ قرار آیا - اور اس نے منصور کی محبت کو اپنے دل کے کسی انجان کونے میں ہمیشہ کے لیے بند کردیا- وہ منصور کو اپنے دل سے نکال تو نہ سکی- لیکن اس نے اپنے دل پر قائم اس کی حکمرانی ختم کرتے اس کے لیے دل میں موجود تمام نرم گرم جذبات کو ختم کر دیا-

وقت گزرا- سیر و تفریح ، روز کی ناز برداریاں کم ہوئیں تو ہدی کے سر پر سے عشق کا خمار اترا- اور پھر دونوں کی شادی شدہ زندگی میں کبھی نہ ختم ہونے والے مسائل جنم لیتے چلے گئے-

شادی کے بعد کچھ ماہ تو ان دونوں کو ایک دوسرے سے فرصت ہی نہ تھی- منصور اسے آدھا پاکستان گھما چکا تھا- اب تو وہ بھی لاہور کے

-راستوں سے مکمل طور پر واقف ہوچکی تھی

ولیمہ کے بعد منصور پھر اسے گھمانے لے گیا تھا- واپس آنے پر جب اس نے اپنی ذمہ داریاں سنبھالنی شروع کیں تو وہ ہدی کو پہلے کی طرح وقت نہ دے پاتا- اس دوران ہدی نے گھر کے ہر فرد کی ذہنیت -کو سمجھا اور جلدی ہی اردو زبان سیکھ لی

اس نے جلد ہی الگ گھر کے بارے میں سوچنا شروع کر دیا- جس تہذیب و ثقافت سے اس کا تعلق تھا وہاں پر مخلوط خاندانی نظام کا کوئی تصور نہیں تھا- شادی کے بعد لڑکی اپنے شوہر کو لیتی اور علیحدہ ہوجاتی- مگر یہاں آکر اسے سب کے بیچ رہنا پڑ گیا۔ جو وہ زیادہ عرصہ برداشت نہ کرسکی۔ اور اس نے منصور سے الگ گھر کا مطالبہ کیا- اس دن ان دونوں کے درمیان پہلی لڑائی ہوئی- وہ تو اردو زبان سیکھ چکی تھی لیکن منصور عربی زبان نہیں جانتا تھا- اس لیے اس سے خوب لڑنے جھگڑنے کے بعد اس نے کھلے دل کیساتھ تمام گھر والوں کو عربی میں برا بھلا کہتے اپنی بھڑاس نکالی - اپنا غصہ کنڑول کرتا منصور یہ تو نہیں جان پایا

کہ وہ کیا کہہ رہی، مگر اس کے انداز لب و لہجے سے وہ سمجھ گیا کہ وہ
-کچھ برا ہی کہہ رہی تھی

اس روز منصور کو شدت سے اس بات کا احساس ہوا کہ شاید اس نے
شادی کرنے میں جلدبازی سے کام لیا ہے- اسے ہدی کو کچھ اور جاننا
-چاہیے تھا

پسند کی شادی کرکے وہ پہلے ہی اپنے گھر والوں کو ایک دھچکا دے چکا
تھا- اب علیحدگی اختیار کرکے وہ اور گناہ گار نہیں ہونا چاہتا تھا- وہ ان
-لوگوں کے پیار کا مزید امتحان نہیں لے سکتا تھا

ہدی کو بہو کے روپ میں قبول کرلیا گیا تھا- تو اب اس نے کھل کر اپنا
اصل دکھانا شروع کیا- وہ پہلے بھی کوئی خاص کام کاج یا بات نہیں کرتی
تھی- لیکن اب تو وہ گھر کے ہر فرد کیساتھ اللہ واسطے کا بیر ڈال کر بیٹھ
چکی تھی- خاص طور پر جب سے اسے ثمن کے متعلق پتا چلا وہ اس سے
لڑنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیتی-ثمن بھی چپ نہ رہتی اور
پھر گھر میں وہ لڑائی ہوتی کہ اللہ کی آمان۔

ان سب لڑائی جھگڑوں سے تنگ آکر سراج الدین صاحب نے دل پر جبر کرتے گھر کے امن و سکون کے لیے منصور کو علیحدہ گھر میں منتقل کر دیا -نئے گھر آکر منصور کا دل ہدی سے اچاٹ ہوگیا- کیونکہ نئے گھر کے ساتھ ہدی کے نئے مسائل شروع ہوچکے تھے-

****

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پوری مارکی کو بہت خوب صورتی سے سجایا گیا تھا - کام کے بھرے سوٹ پہنے دلہے اور دلہن کی رشتےدار خواتین لہک لہک کر ادھر سے ادھر چلتی مہمانوں سے مل رہی تھیں - ولیمہ کا فنکشن تھا- اس لیے سب آرام سے میل ملاقات میں مصروف تھے -

خوش شکل سی دلہن کچھ دیر قبل ہی دلہے کی معیت میں ہال میں داخل ہوئی تھی -مرد اور خواتین کے درمیان پارٹیشن تھی اس لیے

تھوڑی دیر دلہن کے ساتھ بیٹھنے کے بعد دلہا مرد حضرات کی سائیڈ پر چلا گیا تھا- دلہے کے جاتے ہی دلہن کی بہنیں اور دوستیں دلہن کے گرد سٹیج پر جمع ہوگئیں-

مارکی میں لگے گول میزوں میں سے ایک کے گرد صالحہ تائی کیساتھ بیٹھی انزر اپنے من موہنے چہرے پر بوریت سجائے سب کو دیکھ رہی تھی-

یہ فنکشن دادا جان کے بھائی کے گھر تھا- یعنی ثمن تائی کے ماموں کے گھر- اس لیے ثمن تائی اپنے رشتہ داروں کے بیچ بیٹھی خوش گپیوں میں مصروف تھیں - صنم بھی اپنی ہم عمر لڑکیوں کیساتھ ہنس بول رہی تھی-

انزر کا بڑے کیا چھوٹے اجتماعات میں بھی دل گھبراتا تھا- اس لیے وہ حتی الواسع ہر قسم کے فنکشنز میں جانے سے بچتی تھی- لیکن داداجان کے سخت آرڈرز پر بہت ہاتھ پاؤں مارنے کے باوجود اسے بھی آنا پڑا-

تائی جان ، یہ کھانا کب کھلے گا؟ "نیوی بلیو ہلکے کام والے شارٹ"

فراق اور بنارسی ٹراوزر پر گولڈن ڈوپٹہ گلے میں لیے ، ہلکے سے میک اپ کے ساتھ وہاں موجود تمام لڑکیوں کو مات دیتی انزر نے صالحہ تائی کے کان میں سرگوشی کی ۔

-کب یہ کھانا کھلتا، کب وہ کھاتے اور کب وہ لوگ وہاں سے جاتے

اس کی بات پر مسکرا کر اسکو گھورتے صالحہ تائی نے صبر سے کام لینے کا کہا-

انزر اکیلی نہ رہے اس لیے سب سے مل کر وہ اس کے ساتھ ہی بیٹھ گئی تھیں ۔

انزر کے ہونٹوں پر شریر سی مسکراہٹ کھلی- پر اگلے ہی پل کان میں سیسہ کی طرح پگھلتے ہوئے الفاظوں نے اس کے ہونٹوں سے مسکراہٹ چھین لی- آنکھوں کو جھپکاتے ادھر ادھر نظریں دوڑاتے اس نے خود کو نارمل رکھنے کی کوشش کی-

ان کے پچھلی ٹیبل پر بیٹھی دو جاننے والی عورتیں انزر کی موجودگی سے

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

-لاعلم آپس میں بات کر رہی تھیں

وہ صالحہ باجی کیساتھ نیلے سوٹ والی لڑکی کون تھی؟ بڑی پیاری بچی" -تھی- "انزر نے ایک خاتون کو لہجے میں ستائش لیے کہتے سنا

خوب صورت !!!شکل پر نہ جاو- اس میں کیا رکھا ہے- ہدی کی بیٹی" -ہے-اپنی ماں کیطرح خوبصورت شکل کے پیچھے اپنا اصلی چہرہ چھپایا ہوگا -دوسری عورت نے اپنے ساتھ والی کو سمجھانا فرض اول سمجھا "

ہائے اسکی بیٹی ہے- صحیح کہہ رہی ہو جیسی ماں ویسی بیٹی ہوگی-" لہجے" -میں حیرانی و افسردگی لیے پہلی خاتون نے بات سمجھتے کہا

اور، کیا !سنا ہے گھر سے گاڑی لے کر گھنٹوں غائب رہتی ہے- پتہ" نہیں کہاں جاتی ہوگی- "دوسری نے پہلی خاتونِ کی معلومات میں اضافہ -کیا

"...جانا کہاں ہے- کہیں چکر"

بس اس سے زیادہ وہ برداشت نہیں کرسکتی تھی- جھٹکے سے اٹھتے ان

-خواتین پر ایک غصے بھری نگاہ ڈالتے وہ مارکی سے باہر نکلنے کو بڑھی

صالحہ تائی بھی سب سن چکی تھیں- متاسف نگاہ سے ان خواتین کو دیکھتی

-جو خود بھی شرمندہ نظر آرہی تھیں وہ انزر کو پکارتی اسکے پیچھے ہوئیں

ہونہہ، دیکھا کیسے گھور کر گئ - صحیح سنا جو بھی سنا ہے- "نخوت سے"

کہتی پہلی خاتون بول کر بوتل پینے لگی- جبکہ دوسری خاتون اپنی

شرمندگی مٹانے کو پھیکا سہ ہنس دی-

انزر...بیٹا رکو تو سہی- "تیز قدموں سے چلتی انزر کو بازو سے پکڑ کر"

روکتے صالحہ تائی پھولے ہوئے سانس کیساتھ بولیں -وہ دونوں اس وقت

-مارکی کے بیچ و بیچ کھڑی تھیں

- اوپر دیکھ کر لمبا سانس کھینچتی انزر انکو لے کر سائیڈ پر ہوئی

-ذلت و ہتک کے احساس سے اس کے اندر طوفان سر اٹھا رہا تھا

- ایسے کہاں جارہی ہو؟"وہ فکر و پریشانی کی کیفیت میں مبتلا گویا ہوئیں"

اس لیے میں کہیں نہیں جاتی- میں نے آپکو بار بار کہا تھا کہ میں نے"

نہیں جانا۔"وہ دل گرفتگی سے بولی۔ کہتے ہوئے لمحے کو اسکی آواز لڑکھڑائی۔

"میں ابھی ان دونوں سے پوچھتی ہوں۔ تم میرے ساتھ واپس چلو"

انہوں نے اسے کسی چھوٹے بچے کیطرح ہینڈل کرتے کہا۔

"نہیں میں نے گھر جانا ہے۔"

انزر....آو چلیں وہاں جاکر بیٹھتے ہیں ۔ "اس کا ہاتھ تھام کر ایک" میز کیطرف اشارہ کرتے وہ گویا ہوئیں۔

میں نے گھر جانا ہے۔ "وہ ضدی لہجے میں بولی۔بچپن سے ہی وہ اس" معاملے میں کافی حساس تھی۔

کیسے جاؤ گی؟"وہ پریشانی سے بولیں۔ "۔تمھیں بھی پتا ہے ہم حسیب" بھائی کے ساتھ آئے ہیں ۔ اگر ڈرائیور ہوتا تو میں خود تمھیں بھیج دیتی۔
"

دوپہر کا ٹائم ہے میں خود چلی جاؤں گی۔ "اب اگر ایک دفعہ وہ ٹھان"

چکی تھی کہ اس نے گھر جانا ہے تو چاہے کچھ بھی ہو جاتا اس نے جا کر

-ہی رہنا تھا

"-اچھا فون دو-میں ضرار کا پتہ کرتی ہوں"

صبح دادا جان نے ناشتے کی میز پر اسے بھی لازمی آنے کو کہا تھا- جس

-پر اس نے "آنے کی کوشش کروں گا- لیکن کنفرم نہیں - "کہا تھا

-وہ کہاں سے آ گئے- میں "..اس نے بولنا چاہا"

چپ، اب بھیج رہی ہوں، ناں- فون "!ان کے کہنے پر اس نے"

خاموشی سے ہاتھ میں پکڑے گولڈن کلچ سے موبائل نکالتے انہیں

-تھمایا

ضرار کا نمبر ڈائل کرتے انہوں نے فون کان سے لگایا- ایک ہاتھ سے

-انہوں نے انزر کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا- جیسے اس کے بھاگ جانے کا ڈر ہو

السلام علیکم !ضرار ،ماں جی بات کر رہی ہوں- "کال ریسیو ہوتے وہ"

- بولیں

ضرار جو دس منٹ قبل ہی وہاں پہنچا تھا- داداجان کے ساتھ کھڑا مختلف لوگوں سے مل رہا تھا-اپنے ڈاکٹر پوتے کو سب سے متعارف کرواتے داداجان کے لہجے میں فخر در آتا-وہ بہت جوش و مسرت سے سب کو -اپنے اکلوتے پوتے سے متعارف کروا رہے تھے

داداجان کا دل تھا کہ اس کے آنے کی خوشی میں سارے دوست احباب کی شاندار دعوت کی جائے- ضرار کے منع کرنے پر وہ چپ ہوگئے - لیکن اب جب انہیں موقع مل گیا تھا-تو وہ ہر کسی کو بلا بلا کر اس سے ملوا رہے تھے - خاکی پینٹ پر ہلکے آسمانی رنگ کی ڈریس شرٹ پہنے وہ محفل کی جان لگ رہا تھا۔

کسی غیرشناسا نمبر سے کال آتی دیکھ وہ ایکسکیوز کرتا سائیڈ پر ہوا-اور کال -ریسیو کی

ماں جی کی آواز سنتے وہ انہیں پہچان گیا-"جی پہچان لیا ہے-یہ کس کا - نمبر ہے - سب خیریت؟ "اس نے اپنے دھیمے دلکش لہجے میں پوچھا

انزر کا فون ہے-بیٹا تم فنکشن میں آئے ہو؟"بتاتے ہوئے انہوں نے"

-پوچھا - ساتھ کھڑی انزر کے کان بھی فون پر لگے تھے

جی، بس ابھی پہنچا ہوں- آپ بتائیں کیا بات ہے - "ائیر پیس سے" آتی اس کی آواز فکرمندی سموئے ہوئے تھی-

"- ضرار- بیٹا - انزر نے گھر جانا ہے-تم اسے لے جاؤ"

-ماں جی، سب خیریت ہے؟ "اس نے دوبارہ پوچھا "

"-ہمم- بس وہ جانا چاہ رہی ہے"

اوکے-اسے کہیں آدھے گھنٹے تک چلتے ہیں - "وہ فوری طور پر" -داداجان کو چھوڑ کر نہیں جانا چاہ رہا تھا

انزر جو اس کی بات سن رہی تھی-ہٹ دھرمی سے بولی- "نہیں، میں "- نے ابھی جانا ہے- ورنہ میں اکیلی چلی جاؤں گی

ضرار اس کی آواز سن چکا تھا- ضرور کوئی بات ہوئی تھی -ائیر پیس سے آتی انزر کی آواز سنتے اس نے اندازہ لگایا-

- بیٹا -"صالحہ تائی بےبسی سے بولیں"

انزر سے کہیں باہر پارکنگ میں آئے- میں آرہا ہوں - "کہہ کر "
-فون رکھتے وہ دادا جان کی طرف بڑھا

-چلو آو ، پارکنگ تک چھوڑ آؤں- "انہوں نے شائستگی سے کہا"

میں خود چلی جاوں گی - آپ پلیز جائیں - اب تو میں ضرار کیساتھ"
جارہی ہوں-"انزر نے ان سے موبائل لے کر کلچ میں رکھا- بولتے
-ہوئے اس نے کلچ کی گولڈن چین کو اپنے ہاتھ پر لپیٹا

دھیان سے - "اس کا گال سہلا کر انہوں نے پیار سے بولا- وہ ہولے"
- سے سر ہلاتی باہر نکلی

دھوپ میں وہ تندی نہیں رہی تھی - یا اس کے دل پہ دھوپ کی تپش
سے بھی جھلسا دینے والا کوئی احساس غلبہ پاچکا تھا- ذات اور عزت نفس
- کا یوں سرعام پیروں تلے کچلے جانے کا احساس

اس کے ساتھ سن سن کرتی دھوپ کی شعاعیں تھیں یا ذلت بھرا
احساس جو کچھ ان خواتین نے کہا وہ ناقابل برداشت ہی نہیں ناقابل

-قبول تھا

قصور نہ انزر کا تھا اور نہ صالحہ تائی کا لیکن پھر بھی لوگوں کی باتوں کی
- وجہ سے وہ دونوں دکھی و پریشان ہوتیں

نجانے کیوں خوشیوں کے مسرت بھرے موقع پر ہم خواتین کا کام
دوسروں کے کپڑوں، جوتوں، تیاری یا اس کی زندگی پر ایک دوسرے
-سے اپنی قیمتی رائے کا اظہار کرنا ہوتا ہے

-کوئی کیسا پہنتا اوڑھتا ہے اس سے ہمیں کوئی سروکار نہیں ہونا چاہیے
ہر کوئی اپنی حیثیت کے مطابق یا اس سے بڑھ کر ایسے موقعوں پر
تیاری کرتا ہے-اس طرح بات کرکے کسی کی دل آزاری کرنے مفت
-میں گناہ کمانے سے ہمیں کیا ملتا ہے

- جبکہ کسے کے حالات زندگی پر تو بھول کے بھی بات نہیں کرنی چاہیے
یہ سب تو قسمت اور وقت کے باہمی کھیل ہوتے ہیں - آج میں، کل
----آپ ، پرسوں کوئی اور

پارکنگ میں آتے وہ یہاں وہاں نگاہ دوڑاتے چل رہی تھی- ضرار اسے کہیں نظر نہیں آیا-

اچانک سے ایک تیرہ،چودہ سالہ بچے کی آواز پر وہ ڈر کر ایک قدم پیچھے ہوئی -

باجی جی کل کا بھوکا ہوں- کچھ دے دو- باجی جی- "کہتے کہتے اس نے" پلک جھپکنے کی تیزی سے اسکا ہاتھ میں پکڑا گولڈن کلچ جھپٹا-

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

****

یہ ان دنوں کی بات ہے جب ہدی کی بہن وردہ پاکستان آئی ہوئی تھی- کہ اچانک خطرناک حد تک شگر لو ہونے کے باعث زرینہ پھوپھو کا انتقال ہوگیا- منصور کے لیے وہ ماں کی طرح تھیں- ان کی جدائی سے

-وہ بہت غمگیں ہوا-اور وہ روز روز دین مینشن جانے لگا

کچھ دن تو ہدی خاموشی سے اس روٹین کو دیکھتی رہی-پر ایک دن جب

-شام کو منصور دین مینشن جانے لگا تو ہدی نے اسے روکا

- وہ سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا

-کہاں جارہے ہو؟ "صوفہ سے اٹھ کر اسکے قریب آتے اس نے پوچھا"

مینشن جارہا ہوں- تم بھی چلو-"پہلے دن کے بعد وہ مینشن نہیں گئ"

- تھی - جب منصور اسے چلنے کا کہتا تو صاف انکار کردیتی

میں نے نہیں جانا - "شہد رنگ آنکھوں سے اسے دیکھتی وہ سہولت"

-سے انکار کرگئ

چلو،پھر انزر کو تیار کردو- کل امی جان اسکا پوچھ رہی تھیں - "اسے"

اپنی بیوی کے نہ آنے پر سب کے سامنے کافی شرمندگی کا سامنا کرنا پڑتا

-لیکن سب ہدی کو جانتے تھے- اس لیے کسی نے منہ سے کچھ نہ کہا

شادی کے تین سال بعد ان کے گھر پری چہرہ گول مٹول سی انزر کی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آمد ہوئی - جو کہ اب دو سال کی ہوچکی تھی- ثمن کی بھی ایک چار سالہ بیٹی صنم تھی-

"تم آج نہ جاو- میں نے وردہ سے ہوٹل لے جانے کا وعدہ کیا ہے- "
ہدی نے اسکے بازو پر اپنا مرمریں ہاتھ رکھتے کہا-

"تم ٹھیک تو ہو؟ میری پھوپھو کو دنیا سے گئے ایک ہفتہ نہیں ہوا اور تم کہہ رہی ہو کہ میں تمھیں ہوٹلوں میں گھماتا پھیروں- "منصور ششدر رہ گیا-

"تین دن کا سوگ ہوتا ہے- وہ تم اچھے سے منا چکے ہو- میری بہن پہلی مرتبہ پاکستان آئی ہے -اب کیا اسے گھر پر ہی بٹھائی رکھوں؟ "ہدی نے تیوری چڑھا کر کہا-

"ہدی تمھیں میرے گھر والوں سے ملنا پسند نہیں ہے تو میں نے کبھی مینشن جانے کے معاملے میں تم پر زور زبردستی نہیں کی- لیکن تم کچھ تو ہماری تکلیف کا اندازہ کرو- دو مہینے سے تمھاری بہن یہاں ہے- اس سے پہلے اس کی سیر و تفریح، موج مستی میں کوئی کمی نہیں آنے دی-

-منصور نے دل گرفتگی سے کہا "

ان پانچ سالوں میں منصور جان گیا تھا کہ اس پر ڈانٹ ڈپٹ چیخنے چلانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے-ایسی صورتحال میں وہ منصور سے زیادہ -چیختی تھی- اس لیے اس نے آرام سے بات کر کے معاملہ سلجھانا چاہا

یہ تم اپنی پھوپھو کے غم میں وہاں کھینچے چلے جاتے ہو یا اس زہریلی" ٹمن کی دل جوئی کرنے؟"اس نے اپنے دماغ کا فتور منصور کے سامنے -رکھا

ہدی "!!!اس کی ڈھار سے نیچے فرش پر رکھے کھلونوں سے کھیلتی" انزر ڈر کے رونے لگی- وردہ جسکا کمرہ اوپری منزل پر تھا ڈھار کی آواز -سن کر وہ بھی بیچ سیڑھیوں میں آکھڑی ہوئی

-مٹھیاں بھینچے اس نے سرخ ہوتے چہرے کے ساتھ ضبط کرنا چاہا
- لیکن ہدی کی بے خوف شکل دیکھتے اسے اپنا ضبط ٹوٹتا محسوس ہوا

وہ فوری طور پر پلٹا۔ تیز قدموں سے چلتا وہ گاڑی میں بیٹھا اور وہاں

-سے نکلتا چلا گیا- پیچھے روتی ہوئی انزر کو وردہ نے پکڑا

سچ کہہ رہی تھی نہ اس لیے دیکھو کیسے بھاگ گیا- "ہدی نے تنفر"
- سے اپنے سنہری بالوں کو جھٹکتے کہا

شاید ایسا نہ ہو۔ تم غلط سوچ رہی ہو۔ تھوڑا دھیان سے رہا"
کرو۔"وردہ اپنی بہن کی طبیعت سے واقف تھی۔ اس لیے اسے سمجھاتے
بولی۔

چلو تیار ہو جاو- "اسکی بات کو نظر انداز کرتے ہدی نے وردہ سے "
-انزر کو لیتے کہا

- کدھر؟"وردہ نے سوالیہ نگاہوں سے دیکھتے عربی میں پوچھا"

-ماں کے پاس آتے وہ چپ ہوگئی تھی

آج رات ہم ہوٹل ٹھریں گے-"عربی میں بولتے ہوئے وہ اپنے"
-کمرے کی جانب گئی تاکہ اپنی اور انزر کی تیاری کرسکے

- منصور کیا کہے گا؟ "یہ سب تماشا ابھی اس وجہ سے ہی تو ہوا تھا"

-اندر آتے وردہ بولی

تم اسکی فکر مت کرو- جلدی سے تیار ہو- "اس کی بےفکری پر وردہ"
-شانے اچکاتے باہر نکل گئی

رات دس بجے منصور واپس گھر آیا تو سارا گھر اندھیرے میں ڈوبا ہوا
تھا- بتیاں جلاتے وہ لاؤنج میں ہی بیٹھ گیا- یہاں سے وہ سیدھا مینشن
- گیا تھا- جہاں جاکر اس کا غصہ سنبھلا

وہ کیسی عورت تھی؟

وہ بالکل پاگل تھی۔

جو اپنے ساتھ اسکو بھی پاگل کر رہی تھی۔

- وہ اپنے فیصلے پر جتنی خود کو ملامت کرسکتا تھا وہ کرتا رہتا تھا

یہ شادی صرف انزر کی وجہ سے قائم تھی - ورنہ آج تو اسکی بس
-ہی ہوگئی تھی

انزر کا خیال آتے وہ اس کے کمرے کی جانب بڑھا - جب وہ غصے میں

گھر سے نکلا تھا تو وہ رو رہی تھی - اسے کمرے میں نہ پاکر وہ اپنے کمرے میں گیا- بعض اوقات ہدی اسے وہیں سلالیتی تھی- مگر کمرہ خالی تھا- الماریوں کے پٹ وا تھے- سامان بکھرا پڑا تھا- کمرے کی یہ حالت - تب ہوتی جب ہدی نے کہیں جانا ہوتا- اس نے وردہ کا روم چیک کیا -وہ بھی خالی تھا

اسے ہدی کی حرکت پر بہت غصہ آیا - اپنا غصہ دباتے وہ واپس لاؤنج میں آکر بیٹھ گیا - سامنے دیوار پر لگی گھڑی پر ٹائم دیکھا- ساڑھے دس -ہونے والے تھے

اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے اس نے ہدی کا نمبر ڈائل کیا- جو کہ بند -جارہا تھا- پتہ نہیں کب سے گئی ہوئی تھی-اس نے کچھ دیر اور انتظار کیا بارہ کےقریب وقت ہوگیا تھا - اسے اپنی بیٹی کی فکر ستانے لگی- وہ کئی بار وردہ اور ہدی دونوں کا نمبر ٹرائی کرچکا تھا پر دونوں کے فون بند -جارہے تھے

ہر گزرتے لمحے کیساتھ اسکی تشویش اور پریشانی بڑھتی چلی گئی-پہلے تو

پھوپھو کی وفات سے اچانک ملنے والے صدمے کے باعث اس نے کسی کو خبر نہ کی۔ لیکن اب بتائے بغیر گزارہ نہیں تھا۔ بہت سوچ کر اس نے یوسف بھائی کا نمبر ڈائل کیا۔ جو کہ ان دنوں پاکستان آئے ہوئے تھے۔

مختصر الفاظ میں ساری صورتحال سے آگاہ کرتے منصور نے گھر میں کسی کو مطلع کرنے سے منع کیا۔ پندرہ منٹ بعد یوسف بھائی اس کے سامنے موجود تھے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ دونوں مل کر سوچ رہے تھے کہ اب کیا کیا جائے۔

اڑتالیس گھنٹوں سے پہلے پولیس کچھ نہیں کرے گی۔"یوسف صاحب " بولے۔

لیکن ہم ایسے نہیں بیٹھ سکتے۔ اگر وہ میری بیٹی کو لے کر بھاگ " گئی۔ "وہ بے بسی سے اپنے بال جکڑے بولا۔

تم ایسا کرو کہ ہدی کی تمام دوستوں کے گھر چیک کرو۔ اور میں"

ہسپتالوں میں چیک کرتا ہوں۔ "منصور کے ہمراہ صوفہ پر آگے کو ہو کر بیٹھے یوسف بھائی نے رائے دی۔

ہسپتال کے نام پر اسکا چہرہ زرد پڑا۔ اب تو وہ خود کو ہی قصوروار سمجھ رہا تھا ۔کاش وہ بحث کرنے کی بجائے اسے لے ہی جاتا۔

"اسکی تین چار ہی جاننے ملنے والی ہیں۔ میں ان سے پتا کرتا ہوں" اس نے اٹھتے کہا۔

بات تو بڑی شرمندگی کی تھی۔ کہ وہ رات کے اس پہر لوگوں کے گھر اپنی بیوی کا پوچھنے جائے۔ پر اس کے سوا کوئی راستہ نہ تھا۔

، دونوں بھائی آگے پیچھے باہر نکلے - ساری رات ان دونوں کی ہسپتالوں لوگوں کے گھروں کا چکر کاٹتے گزری - صبح صادق کے وقت وہ پریشان حال سے گھر لوٹے۔

کل رات لوگوں کے طرح طرح کے سوالوں، باتوں ، نظروں سے اس کا دل کٹ کر رہ گیا۔

لاؤنج کے صوفے پر بیٹھے دونوں ہاتھوں میں سر دیئے وہ رو پڑا-کل رات سے اب تک خوف، اندیشے، وسوسوں، پریشانی کے باعث اس کی آدھی جان تو نکل گئی تھی-

لاڈلے بھائی کو اس طرح شکستہ حال دیکھ کر یوسف صاحب کے دل کو کچھ ہوا- اس کے پاس ہوتے انہوں نے منصور کے کندھے پر ہاتھ رکھا-

حوصلہ کرو - اللہ بہتر کرے گا- "انہوں نے کہا"-

بھائی جان ، اب میرا صبر جواب دے گیا ہے - پچھلے پانچ سالوں سے" اس عورت نے مجھے ایک پل سکون سے رہنے نہیں دیا- ہر وقت کے تماشوں، بلیک میلنگ سے میں تنگ آگیا ہوں - "منصور نے پانچ سالوں سے اپنے اندر دبائی باتیں کہیں - وہ سب یہی سمجھ رہے تھے علیحدہ گھر میں جانے کے بعد ان کے تمام مسائل ختم ہوگئے ہوں گے- لیکن یہاں تو اور ہی کہانی چل رہی تھی -

اب جو بھی ہے تمھیں اپنی اولاد کے لیے اس کے ساتھ گزارا کرنا"

"- پڑے گا

اسی کے لیے تو کر رہا ہوں- "آنسو پونچھتے اسے اپنی بے اختیاری کا"
احساس ہوا- منہ پر ہاتھ پھیرتے اس نے ایک مرتبہ پھر ہدی کا نمبر
-ڈائل کیا- جو کہ اب اون تھا

-دوبارہ ٹرائی کرنے پر فون اٹھا لیا گیا

-ہیلو !ہدی کہاں ہو؟ سب ٹھیک تو ہے؟ "اس نے چھوٹتے ہی پوچھا"

تم اپنی پھوپھو کا سوگ مناو-"وہ نخوت سے بولی- "

ہدی میں کل رات سے بہت پریشان ہوں- انزر کہاں ہے ؟ تم بتاو"
کدھر ہو میں لینے آرہا ہوں- "وہ صبر کے گھونٹ بھرتے بولا- ورنہ اس
-کا دل تو کر رہا تھا کہ فون سے نکال کر ہدی کا حشر نشر کردے

" - تو بیٹی کی یاد ستا رہی ہے"

-ہدی، پلیز - "منصور نے التجا کی"

ہوٹل آئے ہوئے ہیں - شام تک آجائیں گے- "آخر کار اس نے"

بتانے کا احسان کیا-

شام کو ...!اچھا کونسے ہوٹل میں ہو؟ "اسے ساتھ بیٹھے یوسف بھائی" کے سامنے عجیب خفت محسوس ہوئی - اس کی باتوں سے وہ بات چیت کا اندازہ تو لگا چکے تھے-

بس شام کو آجائیں گے - اب فون مت کرنا- "کہہ کر اس نے بغیر" منصور کی سنے کال کاٹ دی-

ہیلو، ہدی-"وہ بولتا ہی رہ گیا- "آپ بتائیں میں کیا کروں ؟ "اس نے" یوسف بھائی سے ہی مشورہ مانگا-

کمپرومائز - "دھیمے سے مسکرا کر کہتے وہ جانے کو اٹھ کھڑے " - ہوئے-

وہ جانتے تھے شادی کا فیصلہ غلط اور جلدبازی میں لیا گیا تھا - منصور یہ بات ایک نہ ایک دن سمجھ جائے گا- پہلے بھی ان گھر والوں کو تکلیف اٹھانی پڑی اور اب جب وہ سب سمجھ رہا تھا تو اس کی حالت دیکھ کر وہ

-پہلے سے بڑھ کر اذیت میں مبتلا ہوئے

پیچھے لفظ کمپرومائز پر منصور کا ذہن اٹک گیا- کہنے کو تو یہ ایک چھوٹا سہ
- لفظ ہے لیکن اپنے اندر ایک وسیع معنی لیے ہوئے ہے

شادی لو ہو یا ارینج کمپرومائز تو کرنا پڑتا ہے- بس فرق اتنا ہے کہ ارینج
میرج میں آپ کا دل و دماغ پہلے لمحے سے ہی کمپرومائز کرنے کے لیے
تیار ہوتا ہے- اور لو میرج میں روز روز کے لڑائی جھگڑے تلخ کلامی
- کمپرومائز کرنا سیکھا دیتی ہے یا اسے کرنے پر مجبور کردیتی ہے

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

****

اس لڑکے نے بھاگنا چاہا- لیکن برا ہوا-کلچ کی چین انزر کے ہاتھ میں
لپٹی ہوئی تھی- انزر کے چین کو زوردار جھٹکہ دینے پر وہ لڑکا لڑکھڑا کر
مڑا- لمحے بھر کی دیری سے پہلے انزر نے اس لڑکے کے چہرے پر

-زناٹے دار تھپڑ مارا- اس کے تو چودہ طبق ہی روشن ہوگئے

انزر کو تو جیسے اندر پکتے لاوے کو باہر نکالنے کا موقع مل گیا تھا- وہ

-پھٹ پڑی -اس نے ان خواتین کا غصہ اس لڑکے پر اتارا

پارکنگ میں آتا ضرار جو دادا جان کو ایک ایمرجنسی کام کا کہہ کر وہاں

سے نکلا تھا-اس لڑکے کو پرس چھینتا دیکھ تیزی سے آگے بڑھا - تھپڑ

کی آواز پر حیران نظروں سے اسے دیکھتا وہیں رک گیا- عجیب کیساتھ یہ

لڑکی بعض معاملات میں کافی جرات مند اور بہادر ہے- یہ اسکے ذہن

- میں انزر کے لیے ابھرنے والا دوسرا خیال تھا

تمھاری ہمت کیسے ہوئی میرا پرس چھیننے کی -جس کا دل کرتا منہ"

اٹھا کر میرا جینا مشکل کرنے آجاتا ہے-"بے یقین کھڑے لڑکے جسکو

اب وہاں سے گزرتے چوکیدار نے پیچھے سے پکڑ رکھا تھا کی آنکھوں

میں دیکھتے ، دھیمی آواز میں غراتے انزر نے اسے مارنے کو دوبارہ ہاتھ

اٹھایا-"تمھیں تو "…. پر اس سے پہلے وہ دوبارہ اس لڑکے پر ہاتھ

-اٹھاتی ضرار نے فوراً سے بیشتر آکر اسکا اٹھا ہاتھ کلائی سے پکڑا

-اس نے ایک زبردست گھوری کے ساتھ ہاتھ پکڑنے والے کو دیکھا

انزر ڈیئر، ٹیک اٹ ایزی- "اس کا ہاتھ نیچے کرتے اس نے نظروں"

-ہی نظروں میں پرسکون رہنے کا اشارہ کیا

-ضرار کو دیکھتے اس نے آنکھیں بند کرتے گہرہ سانس لیا

صاحب جی معافی چاہتا ہوں پتہ نہیں یہ کہاں سے آگیا- "چوکیدار"

-شرمندگی سے بولا- اسے اپنی نوکری کے لالے پڑ گئے تھے

"-آگے سے دھیان کیجئے گا"

جی صاحب- بڑی معذرت جی- "بولتے ہوئے وہ اس لڑکے کو کھینچتا"

-ہوا لے گیا

کافی اچھے ہیں- "اس کے نرم و نازک ہاتھ کو reflexes تمھاری"

اپنے مضبوط ہاتھ میں دبائے انزر کو گاڑی کی طرف لے کر چلتے ضرار

-نے کہا- مقصد اسکو متوجہ کرنا تھا

انزر جو چوکیدار کے ساتھ گھسیٹتے معافی مانگتے لڑکے کو دیکھ رہی تھی-

-ضرار کی آواز پر چونک گئی

کار کہاں ہے- "کھلے براؤن بالوں میں ہاتھ پھیر کر خود کو نارمل" کرتے اس نے فورا سے اپنا ہاتھ چھڑایا جسے ضرار نے بغیر کسی حیل و -حجت کے چھوڑ دیا

آو اسطرف ہے -"پرشوق نگاہوں سے اسے دیکھتے ضرار کہتا ہوا بائیں " -جانب کیطرف بڑھا

وہ جس نے پہلی مرتبہ اسے شلوار قمیض میں دیکھا تھا دل ہی دل میں سراہے بغیر نہ رہ سکا- سمندر کے گہرے پانی میں ڈوبتے سورج کا حسین دل موہ لینے والا منظر وہ اپنے اترے ہوئے چہرے کے ساتھ - پیش کررہی تھی

-دین مینشن کے پورچ میں گاڑی رکی- سارا راستہ خاموشی سے گزرا تھا چہرہ اوپر کیے گاڑی کی چھت کو دیکھتے وہ نجانے کیا سوچ رہی تھی- ضرار -کے پکارنے پر اس نے غائب دماغی سے چہرے کا رخ اس کی جانب کیا

.گھر آگیا ہے- "وہ بولا"

-ہمم"اس نے دھیمے سے سر ہلایا"

تم کل سے ہسپتال میں کام شروع کرسکتی ہو۔ "اسے متوجہ کرنے کو"

وہ بولا۔

گڈ نیوز۔"وہ بے دلی سے بولی۔"

"تم ٹھیک ہو؟"

-ٹھیک ہوں - "اس نے سیٹ بیلٹ کھولتے کہا"

"A cup of coffee will have a good effect on you."

وہ ہسپتال سے ایک گھنٹے کی لیو پر نکلا تھا-اسکا انزر کو اتارنے کے بعد

- یہیں سے جانے کا ارادہ تھا

خود کو انوائیٹ کروانے کا اچھا طریقہ ہے- "ہینڈل کی طرف ہاتھ "

-بڑھاتے وہ ہلکے پھلکے انداز میں بولی

میں نے ایسا کب کہا؟ لیکن آفر اچھی ہے۔ سوچا جاسکتا ہے۔ "شاید"
اس دوران وہ اسے کچھ بتا دیتی-وہ اسکی اداس آنکھوں کا راز جاننا چاہتا
تھا۔

-تھینک... تھینک یو- "بہت مشکل سے اس نے یہ دو الفاظ ادا کیے"

-میں نے سنا نہیں - کیا کہہ رہی ہو-"اس کو تنگ کرنے کو ضرار بولا"
اب تک انزر کی جتنی اس نے مدد کی تھی اس کے نتیجے میں ضرار کو یہ
-معلوم ہوا تھا کہ لفظ شکریہ انزر کی ڈکشنری میں موجود نہیں ہے

میں کہہ رہی ہوں ... تھینک یو - "اب کی بار اس کے ہونٹوں پر
-مسکراہٹ تھی-کہہ کر وہ دروازہ کھولتی نیچے اتری

-جبکہ ضرار حیران سہ مسکرایا

کیا میں اس تھینک یو کے پیچھے وجہ جان سکتا ہوں؟"بات کرتے اس"
- کی ہیزل آنکھیں چمک رہی تھیں

کافی آپ کو رات ڈنر کے بعد مل جائے گی-"اس کی بات کو نظر"

-انداز کرتے گاڑی کے کھلے شیشے پر تھوڑا جھک کر بازو رکھتے وہ بولی

مطلب ابھی کے لیے نہ کررہی ہو-"ضرار نے چہرے پر مسکینیت "

-طاری کرتے کہا

کیا آپ نے مجھے کافی کا کہا ہے؟ہمم؟ یہ تو میں بس ویسی ہی کہہ رہی"

تھی- "اسکی بات کو پکڑتے وہ سوچنے کی ایکٹنگ کرنے لگی- جیسے یاد نہ

-آرہا ہو

اس کی چالاکی پر ضرار ہنستے ہوئے بولا- "انزر سدھر جائیں- "وہ مسکراتی

-ہوئی پیچھے ہوئی- تو ضرار گاڑی ریورس کرتا باہر نکالنے لگا

****

صالحہ تائی، انزر کہاں ہے؟"جب سب گاڑی میں بیٹھ چکے تو صنم نے"

-لاعلمی سے پوچھا

- بیٹا، وہ چلی گئی ہے- "صالحہ تائی نے دھیمے سے جواب دیا"

کہاں گئی ہے؟ "داداجان جن کے کان انزر کے نام پر کھڑے ہوچکے
- تھے انہوں نے کرخت لہجے میں استفسار کیا

- ابو جی، گھر گئی ہے - "وہ بولیں"

-اکیلی گئی ہے؟ "گاڑی ریورس کرتے تایا حسیب نے پوچھا"

ضرار کے ساتھ گئی ہے- "ضرار کا نام سن کر تو صنم کو پتنگے لگ
-گئے- اس کے اندر غصے اور حسد کی شدید لہریں سر اٹھانے لگیں

وہ تو انزر کو جیلس کرنے کے لیے اپنی ہم عمر لڑکیوں کیساتھ بیٹھی
تھی- تاکہ اسے احساس ہو اس کا یہاں کوئی نہیں ہے - وہ اپنی ماں کی
طرح یہاں اکیلی ہے-لیکن یہ سب محسوس کرنے کے لیے انزر چڑیل
وہاں موجود ہی نہیں تھی - وہ تو نجانے کب کی ضرار کے ہمراہ وہاں
-سے جا چکی تھی

تو اسے یہ ضروری کام تھا- "داداجان کو انزر کا اسطرح پہلے چلے جانا"

ایک آنکھ نہیں بھایا-"ایسی کیا آفت آگئی تھی کہ وہ تھوڑی دیر انتظار نہ کرسکی؟ "ان کا موڈ سخت آف ہوچکا تھا - ابھی اتنے جاننے ملنے والے رہتے تھے جن سے انہوں نے ضرار کو ملوانا تھا-

آفت کے اوپر کہاں آفت آئے گی-"صالحہ تائی کے ساتھ بیٹھی تائی" ثمن بڑبڑائیں-

بچی کی طبیعت خراب ہو رہی تھی- "ان کی بات کو نظر انداز کرتے" صالحہ تائی نے جواب دیا-

ان سب باتوں سے اب انکا اپنا دل بھی بہت پریشان ہوگیا تھا- انہوں نے اپنے شوہر جو کہ اگلے ہفتے پاکستان واپس آرہے تھے سے اس معاملے پر حتمی بات کرنے کا سوچا-

صالحہ ،آئندہ میرے سے پوچھے بغیر کوئی ایسا کام نہ ہو -"داداجان" بولیں-

جی بہتر- "صالحہ تائی کہتے ہوئے کھڑکی کے پار دیکھنے لگیں جہاں "

- ٹریفک رواں دواں تھی

اگر اپنے دوپٹہ کے پلو کو سختی سے مٹھیوں میں جکڑے سڑتی کڑھتی صنم ، انزر کے جانے کی اصل وجہ جان جاتی تو شاید وہ اتنی بے چین نہ ہوتی-ایک طرح سے اسکا مقصد تو کامیاب ہوگیا تھا-

****

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہدی اپنے کہے کے مطابق شام کو واپس آئی تھی- کچھ ماہ مزید ٹھہر کر وردہ بہت سارے تحفے تحائف وصولتی واپس چلی گئی تھی -

اس واقعے کو سات سال بیت چکے تھے۔ منصور اس عرصے میں کبھی بھی ہدی کو لے کر دین مینشن نہ گیا-وہ خود کام کے دوران وقت نکال کر تھوڑی دیر کے لیے ماں سے ملنے مینشن چلا جاتا- جبکہ باپ اور بھائی سے آفس میں ملاقات ہوجاتی تھی -

نو سالہ انزر کو وہ کبھی کبھار سکول سے واپسی پر مینشن لے جاتا- یہ بات ان دونوں باپ بیٹی کے درمیان سیکرٹ رہتی- انزر مینشن میں سب سے مل کر کافی خوش ہوتی۔

گزرتے وقت کیساتھ منصور اور ہدی کی شادی شدہ زندگی سے تمام رنگ ختم ہوتے چلے گئے- پہلے پہل تو وہ حتیٰ الامکان کوشش کرتا کوئی ایسی بات نہ ہو جس سے ہدی کو ناراضگی کا موقع ملے- لیکن چونکہ یہ یکطرفہ کوشش تھی اس لیے وہ جلد ہی تھک گیا- اور اس نے وقت گزاری کے لیے باہر مختلف لڑکیوں سے دوستی کرلی- جس سے اس کی توجہ گھر پر کم ہوتی چلی گئی-

یوسف صاحب کے ساتھ وہ مسلسل رابطے میں تھا-وہ اس کے تمام حالات و واقعات سے واقف تھے- ان کی دی ہوئی نصیحتوں کا نتیجہ تھا کہ وہ اس رشتے کو نبھا رہا تھا- ورنہ درمیان میں دو مرتبہ دونوں کی اتنی زبردست لڑائی ہوئی کہ اس نے ایک بار تو ہدی پر ہاتھ اٹھانے سے بھی گریز نہ کیا- جبکہ دوسری بار وہ ایک مہینے تک گھر ہی نہ آیا تھا-

ہدی نے بہت چاہا کہ گھر کے ساتھ منصور اپنا کاروبار بھی الگ کر لے لیکن اس نے بڑی مشکل گھر اس کے نام لگا کر ہدی کو قائل کیا - اور - یوسف صاحب کے مشورے پر اسے ایک بوتیک کھول دی

وہ کچھ مصروف ہوئی تو گھر میں روز روز کی بجائے مہینے میں ایک آدھ -دفعہ لڑائی جھگڑا ہونے لگا

انزر سے دونوں بہت پیار کرتے تھے- اس کے لیے دونوں نے کبھی -کسی بھی چیز کی کمی نہ آنے دی تھی

دین مینشن میں چھوٹی سی صنم گیارہ سال کی ہوچکی تھی - وہ اور انزر - کلاسسز کے فرق کے ساتھ دونوں ایک ہی سکول میں پڑھتی تھیں - جبکہ ضرار ان دنوں اپنے میٹرک کے امتحانات کی تیاری کررہا تھا اسے اپنے باپ کے ساتھ رہ کر امریکہ سے ڈاکٹر بننے کا شوق تھا- اس -لیے وہ ہر وقت پڑھائی میں مصروف کڑی محنت کرتا رہتا تھا

جیسے بھی سہی زندگی رفتہ رفتہ گزر رہی تھی- جمعے کا دن تھا- منصور گھر پر تھا-وہ سو کر اٹھا تو ساڑھے گیارہ بج رہے تھے -گھڑی میں ٹائم دیکھتے

منہ پر پانی کے چھپاکے مارتا وہ جلدی سے باہر نکلا -انزر کو آدھے گھنٹے پہلے کی چھٹی ہوچکی تھی -یقیناً وہ اب تک بہت پریشان ہوچکی ہوگی-ہدی - بھی بوتیک تھی ورنہ وہ اسے اٹھا دیتی

راستے میں ٹریفک کے باعث وہ اور لیٹ ہوگیا- منصور سکول پہنچا تو اسے گارڈ سے معلوم ہوا کہ انزر کافی رو رہی تھی- ابو جی جو صنم کو لینے -آئے تھے وہ اسے بھی اپنے ساتھ مینشن لے گئے ہیں

منصور نے جب انہیں فون کرنے کو جیب سے موبائل نکالنا چاہا تو اسے یاد آیا جلدی میں وہ اپنا موبائل گھر پر ہی بھول گیا تھا- وہ تیزی سے گاڑی میں بیٹھا اور گھر کے لیے نکلا- ہدی نے کسی بھی وقت گھر واپس پہنچ جانا تھا- اگر ہدی کے ہاتھ اس کا موبائل لگ جاتا تو اسے منصور کی سہیلی ارم کے متعلق معلوم ہوجانا تھا۔ جس سے وہ عنقریب شادی کا -ارادہ رکھتا تھا - انزر کو بعد میں لینے کا سوچتے وہ گھر کے لیے نکلا

گھر آنے پر اسے جس بات کا ڈر تھا وہی ہوئی- ہدی اسکا فون کان سے لگائے کسی کو اونچی اونچی بول رہی تھی- اس نے جب قریب جاکر فون

لینا چاہا تو منصور کو دور رہنے کا کہتے اس نے قریب میز پر پڑا ڈیکوریشن پیس پوری قوت سے زمین پر پھینکا۔

ہدی اس عورت)ارم (کو عربی میں وہی کچھ کہہ رہی تھی جو کہ وہ جھگڑا ہونے پر منصور کو کہتی تھی۔ اس کے انداز سے لگ رہا تھا کہ دوسری جانب سے بھی برابر کی جوابی کارروائی کی جارہی ہے۔

اللہ اللہ کرکے جب آدھے گھنٹے بعد فون بند ہوا تو اس نے منصور کا گریبان پکڑ لیا۔ پہلے تو غلطی پر ہونے کے باعث وہ خاموشی سے سنتا رہا لیکن جب ہدی نے مزید حدود کو پھلانگتے اس کو تھپڑ مارنا چاہا تو وہ بھی نہ رکا۔ اور گھر میں جنگ شروع ہو گئی۔ ان کے چیخنے چلانے کی آوازیں باہر گیٹ تک جارہی تھیں۔

تھوڑی دیر بعد ہدی کو انزر کا خیال آیا تو اس نے منصور سے پوچھا۔ اسکے مینشن میں موجودگی کا سن کر ہدی نے پاگل ہوتے خود کو مارنا شروع کر دیا۔ بڑی مشکل سے منصور نے اسے روکا اور مینشن سراج الدین صاحب کو کال ملائی۔

بیٹی کی یاد آگئی-"اس کا فون ہدی توڑ چکی تھی تو اس نے لینڈ لائن پر"
-کال ملائی- جسکو ہدی اسپیکر پر لگا چکی تھی

اس کے سلام کرکے انزر کے بارے میں پوچھنے پر انہوں لطیف سا طنز
-کیا

آپ کے بیٹے کو غیر لڑکیوں کے چکر سے فرصت ملے تو بیٹی کی یاد"
-آئے گی-"ہدی نے جواباً بھرپور طنز کیا

-منصور نے اسکو آنکھیں دکھاتے فون اسپیکر سے ہٹایا

یہ کیا کہہ رہی ہے؟ "سراج الدین صاحب نے سخت گیر لہجے میں"
- پوچھا

ابو جی کچھ "....وہ کہہ رہا تھا کہ ہدی اسکے ہاتھ سے ریسیور پکڑتے"
بولنا شروع ہوئی- "مجھے معلوم ہے آپ سب اس میں شامل ہیں - آپ
لوگوں نے ہی میرے شوہر کو یہ راہ دکھائی ہے - میں کسی کو معاف
نہیں کروں گی- میری آہ لگے "....اس کی آواز بلند سے بلند ہوتی

جارہی تھی کہ تنگ آکر سر کے بال مٹھیوں میں جکڑے منصور نے
-فون کی لیڈ نکال دی- وہ گاڑی کی چابی لیتا باہر کو نکلا

-کہاں جارہے ہو؟ میری بیٹی کو لے کر آو- "ہدی نے حکم چلایا"

وہ بنا کوئی جواب دیئے خاموشی سے گاڑی میں بیٹھ گیا- اس کا ذہن بری
طرح سے منتشر ہوچکا تھا-کچھ دیر کو اس سے جان چھڑانے کو منصور
-نے انزر کو لینے جانے کا سوچا

تم کیوں بیٹھ گئی ہو؟ "اس نے دروازہ کھول کر ساتھ بیٹھتی ہدی کو"
-دیکھتے چڑ کر کہا

وہ منہ بنائے خاموشی سے باہر نجانے کس چیز کو گھورتی رہی- منصور نے
- بگڑے موڈ کیساتھ گاڑی سٹارٹ کرتے گھر سے نکالی

گاڑی کے مین روڈ پر آتے ہی ہدی کی بند زبان پھر سے اپنے جوہر
-دکھانے لگی

منصور میں تمھیں معاف نہیں کروں گی - ساری دنیا میں تمھارا تماشا"

بنادوں گی-میں تمھارے لیے اپنے ملک سے دور ایک غیر ملک میں رہ رہی ہوں۔ اور تم نے میرے ساتھ بے وفائی کرنا چاہی-میں تمھیں کہیں کا نہیں چھوڑوں گی۔ "وہ دھمکی آمیز لہجے میں چبا چبا کر بولی-

پہلے کم تماشا بنایا ہوا ہے-"غصے سے بڑبڑاتے اس نے سر جھٹکا - ابھی" نجانے مینشن جاکر اس عورت نے کیا کرنا تھا-

میں نے بنایا ہوا ہے؟"اس نے استہزائیہ انداز میں خود کی طرف اشارہ" کیا-"چلو پھر اب تمھارے پورے خاندان کا سارے لاہور میں تماشا بناتی ہوں- "

خبردار اگر تم نے وہاں جاکر کچھ کیا- میں کال کروں گا انزر باہر" آجائے گی- "منصور نے اسکی طرف دیکھتے وارن کیا-

تم دیکھو تو سہی- "وہ بولی"-

ہدی تم کچھ بھی "......اسکو بازو سے پکڑ کر کہتے اسٹیرنگ وہیل پر" اسکا کنٹرول ڈگمگایا -

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

منصور آگے گاڑی....آہ "وہ سامنے سے آتی گاڑی کو بچانے کے چکر" میں دوسری لین میں آتے ٹرک سے بری طرح ٹکرائے - ان کی گاڑی اڑتی ہوئی دور گری- ہر طرف کانچ ، خون ہی خون بکھر گیا- گاڑی کا اگلا حصہ مکمل طور پر کچلا جاچکا تھا- ٹرک بھی پلٹا کھا کر سڑک کنارے کھڑی ریڑھیوں کے اوپر گرا- وہ تو شکر تھا کہ ایکسیڈنٹ ہوتا دیکھ سب -ریڑھی والے اپنی جگہوں سے بھاگ گئے تھے

فضا میں ہر طرف گاڑیوں کے ہارن ، دھواں ، شور، چیخیں پھیلتی چلی گئیں -کوئی ویڈیو بنارہا تھا تو کوئی ایمبولینس کو کال کررہا تھا-ٹریفک پولیس کے اہلکار فورا جائے وقوعہ پر پہنچے-ان کو گاڑی سے نکالنے کی کوششیں - شروع ہوچکی تھیں

لیکن ہدی اور منصور اس قدر ہولناک تصادم کی تاب نہ لاتے ہوئے انزر کو اس دنیا میں تن تنہا چھوڑتے خالق حقیقی سے جا ملے - ٹرک ڈرائیور کو معمولی سی چوٹیں آئیں تھی- لوگوں کی مدد سے وہ ٹرک سے نکل چکا -تھا- وہ اپنے ہوش و حواس میں تھا

دوسری جانب سراج الدین صاحب ہدی کی یہ بدزبانی سن کر جلال میں آگئے - اس کی اتنی جرات کہ وہ ان لوگوں کو بد دعا دے-انکے ساتھ براجمان ممتاز بیگم ائیر پیس سے آتی ہدی کی آواز سن چکی تھیں- وہ - صنم کے ساتھ جوس پیتی انزر کو دیکھتے تاسف کے سوا کچھ نہ کرسکیں

ارے ہیرے جیسا میرا بیٹا جسکو یہ عربن چمٹ گئی-اسکا کچھ رہ نہیں" گیا- اور یہ ہمیں ہی سنا رہی ہے- اس کی تو میں طبیعت صاف کرتا ہوں -سراج الدین صاحب اپنی بیگم سے بولے"-

وہ کچھ کہنے لگیں کہ اچانک سے جوس پیتی انزر بابا ، ماما کہتی بلک بلک کر رونے لگی- ممتاز بیگم اچھی بھلی بچی کو یوں بری طرح روتا دیکھ اس کی طرف بڑھیں-سیڑھیاں اتر کر وہاں آتا ضرار بھی پریشانی سے اسے دیکھنے لگا- جبکہ سراج الدین صاحب باہر کی جانب بڑھ گئے- تاکہ منصور ان -سے ملے بغیر ہی روانہ نہ ہوجائے

وہ نہیں جانتے تھے کہ ان کے ہیروں جیسے بیٹے کو وہ عربن ان سب سے دور اپنے ساتھ دائمی سفر پر لے کر روانہ ہوگئی ہے-ان کا بیٹا اپنے

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interview

آخری سفر پر روانہ ہوچکا ہے- اب منصور نے آنا تو تھا لیکن کسی کے کندھوں پر اپنے بے جان مردہ وجود کیساتھ، آخری سفر پر جانے کی تیاری کرنے -ان سب کو الوداع کہنے-

یہ گلابی جاڑے کا خوشگوار دن تھا،اس حسین دن کے دامن کو خاموش بارش کی پھوار نے بھگو ڈالا-بارش کے قطرے گاڑی کی کھڑکیوں سے دھیمے سروں میں ٹکراتے بہہ رہے تھے-

بیٹا ، تم سوچ نہیں سکتے کہ تمھارے اس فیصلے سے مجھے کتنی خوشی" ہوئی ہے - " ائرپورٹ سے اپنے ابو جی کو ضرار ریسیو کرنے آیا تھا-

گاڑی سگنل پر رکی تو یوسف صاحب نے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے اپنے بیٹے سے کہا- جس نے ایک بار پھر ان کی بات کا مان رکھتے یوسف صاحب کا دل بڑا کردیا تھا-

ابو جی ، یہ میرا فیصلہ نہیں تھا- "اس نے ونڈ اسکرین پر گرتے بارش"
- کے قطروں کو دیکھتے دھیمے سے کہا

تو پھر کس کا فیصلہ تھا؟ "انہوں نے ضرار کی طرف رخ کرتے پوچھا- "
جب صالحہ نے فون پر ضرار کی آمد کے متعلق بتایا تو انہیں یہی لگا کہ
-اس بار ان کا سمجھانا بیکار نہیں گیا

بس کہہ سکتے ہیں قسمت وہاں لے گئی-"کہتے ہوئے اسے انزر کا اپنی"
گاڑی سے ٹکرانا یاد آیا- سگنل گرین ہونے پر اس نے گاڑی آگے
-بڑھائی

- یوسف صاحب تین سال پہلے مستقل طور پر پاکستان شفٹ ہوچکے تھے
لیکن کام کے سلسلے میں ان کے سال میں چار سے پانچ امریکہ کے چکر
لگ جاتے تھے-اس بار وہ دو مہینے کے بزنس ٹرپ کے بعد واپس لوٹے
-تھے

یوسف صاحب کو ضرار کی بات سمجھ نہ آئی- فلحال ان کے لیے یہ کافی
- تھا کہ وہ اپنوں میں آگیا ہے

اچھا ، جو تمھیں دوسرا کام کہا تھا اسکا کیا بنا؟ "کچھ دیر بعد انہوں " نے اس کے تاثرات جانچتے سرسری لہجے میں دریافت کیا-

کچھ کچھ بن رہا ہے- دیکھ رہا ہوں- سمجھ رہا ہوں-لیکن مجھے مزید کچھ " وقت چاہیے -"وہ پرسکون انداز میں بولا-

ڈاکٹر صاحب، آپکو مزید کتنا وقت چاہیے؟"وہ اس کے چہرے سے کچھ " اندازہ نہ لگا پائے-

جتنا زیادہ آپ دے سکتے ہیں۔ "کہتے ہوئے اسکے لہجے میں شرارت کی" آمیزش تھی۔

یوسف صاحب اسکی بات پر مسکراتے کچھ سوچتے ہوئے خاموش رہے-

بارش کے باعث دھیمے رفتار سے چلتی گاڑی کا رخ دین مینشن کیطرف تھا-

****

آج منصور کو گئے دو ماہ گزر چکے تھے - جوان جہاں بیٹے کی موت پر

گھر میں اک کہرام مچ گیا تھا-

دو ماہ گزرنے کے بعد بھی ہر کوئی بے یقینی کی کیفیت میں تھا-

کسی کو یقین ہی نہ آرہا تھا-

ہر کسی کے لب پر ایک ہی جیسی باتیں تھیں۔ ابھی کل ہی تو ملا تھا!

کچھ دیر پہلے ہی تو بات ہوئی تھی!

ایسا لگتا تھا کل کی ہی بات ہو جب ننھے منصور نے آکر ایک رونق لگا دی تھی- چھوٹا ہونے کے باعث وہ ہر کسی کا لاڈلا رہا تھا - سراج الدین صاحب جنہوں نے بڑے دو بیٹوں کو بگڑ نہ جانے کے ڈر سے کھل کر زیادہ پیار نہ کیا اپنی ساری پدرانہ شفقت منصور پر لٹا کر اسے تھوڑا بگاڑ دیا تھا-

آئے روز منصور کی نت نئی فرمائشیں ہوتی جسے وہ سب ہنسی خوشی پورا

کرتے نہ تھکتے- وہ بھی ان سب کی محبتوں کا بدلہ تعلیمی میدان میں اپنی کامیابیوں سے دیتا-

پتا ہی نہیں چلا کب وہ اتنا بڑا ہوا کہ وہ سب سے چھوٹا سب سے پہلے چلا گیا-

انسان کا اس دنیا میں آنا جانا یہ سب اللہ کے فیصلے ہیں- جو وہ اپنے ہر بندے کے لیے پہلے سے ہی کرچکا ہے- انسان اللہ کے فیصلوں کو قبول کرتا اپنے پیاروں جن کے ساتھ وہ آنکھ کھلتے ہی اٹھا بیٹھا ، جاگا سویا، ہنسا رویا کو جاتا دیکھتا ہے- اور ایک دن ان کی جدائی کا غم دل میں لیے خود بھی اپنے متعلق اللہ کا فیصلہ آنے پر اس فانی دنیا سے کوچ کر جاتا ہے- جس کا ہر رشتہ ، ہر احساس، ہر چیز فانی ہے -

یوسف صاحب بھائی کی موت پر اگلے روز ہی پاکستان پہنچ گئے تھے - سراج الدین صاحب اس سب کا قصوروار ہدی کو قرارتے تھے۔وہ انزر کو جو پہلے ہی انکے قریب نہ تھی اسے اپنے سے اور دور کرچکے تھے- ممتاز بیگم اس دن کی بستر سے لگ کر رہ گئ تھیں۔

جوان اولاد کی موت ماں باپ کو وقت سے پہلے بوڑھا کردیتی ہے۔

جبکہ ہدی کی طرح ثمن کو بھی ہدی اور اسکی بیٹی برداشت نہ تھی- پہلے کچھ روز تو اس نے خود پر کنڑول کیا- لیکن پھر آئے روز وہ انزر کی سچی جھوٹی شکایتیں لیے گھر میں پریشانی کا ماحول بنائے رکھتی-وہ اپنے رویے سے سب کو صاف ظاہر کر چکی تھی کہ اسے ہدی کی بیٹی اس گھر میں کسی صورت قبول نہیں ہے-

انزر کو اس روز سے صالحہ تائی نے سنبھالا ہوا تھا - جب وہ ماں باپ کی یاد میں رات کو نیند میں بولتے بولتے رونے لگتی، جب کسی بات پر وہ ننھی ننھی آنسوؤں سے بھری آنکھیں لیے اپنے باپ کا ذکر کر کے کہتی ان کی بہت یاد آتی ہے وہ کہاں ہے، ان کے پاس جاوں گی تو یہ کروں گی ، وہ کروں گی- ان کے کلیجے پر ہاتھ پڑتا- یوسف اور حسیب صاحب ہر ممکن طریقے سے اپنے بھائی کی نشانی کا خیال رکھ رہے تھے-

ضرار پیپر دے کر فارغ ہوچکا تھا - اس کا اپنے مشاغل کے بعد زیادہ تر وقت انزر کے ساتھ گزرتا- جسکا دل بہلانے کے لیے وہ ماں جی کے

کہنے پر کبھی اسے پارک لے جاتا تو کبھی چاکلیٹ دلانے لے جاتا- جس سے کچھ دیر کو اسکا دھیان بٹ جاتا-

بڑا ہونے کے باعث وہ اپنے چچا جان کے تمام حالات و واقعات سے واقف تھا- اسے انکے کے ساتھ دلی ہمدردی محسوس ہوتی- اور اب ان کے جانے کے بعد وہ یہ ہمدردی انزر کے لیے محسوس کرنے لگا-

منصور کی ذہانت کو دیکھتے اسے ڈاکٹر بنانا سراج الدین صاحب کا خواب تھا۔ لیکن چونکہ اس نے صرف بات منوانا سیکھا تھا۔ اس لیے دلچسپی نہ ہونے کے باعث وہ ان کا یہ خواب پورا نہ کرسکا۔

یوسف صاحب نے باپ کی خواہش کو دیکھتے یہ شوق اپنے بیٹے میں ڈالا۔ جو وقت گزرنے کے ساتھ اس کا جنون بنتا گیا۔

بیس دن بعد یوسف صاحب نے واپس امریکہ جانا تھا- اپنے بھائی تمام حالات و واقعات سے واقف رہے تھے - گھر کا ماحول اور حالات دیکھتے انہوں نے اپنے جانے سے پہلے ایک فیصلہ لیا- جو کہ بہت ساری زندگیوں کو بدلنے والا تھا-

****

فارم ہاوس کے لان میں سرما کی سہ پہر کی ٹھنڈی دھوپ اب اپنا آپ سمیٹتے ہوئے جارہی تھی - سنہری دھوپ میں ہری گھاس کے رنگ میں عجیب سا سنہری پن آگیا تھا، وہ اس سنہری گھاس کو روندتی اندرونی حصے کی جانب جارہی تھی کہ اچانک پاؤں میں ہونے والی زبردست درد اور چبھن کے باعث وہ "آہ" کی آواز کے ساتھ جھکتے ہوئے نیچے گھاس پر بیٹھتی چلی گئی -

سنڈے کا دن تھا -ماسوائے تائی ثمن کے سب فارم ہاؤس چھٹی کا دن منانے آئے ہوئے تھے -

انزر کی تکلیف بھری آواز پر لان کی کرسیوں پر بیٹھے صالحہ تائی، ضرار اور صنم متوجہ ہوئے-

میں دیکھتا ہوں - "ان کو بیٹھے رہنے کا کہتے ضرار اٹھتا ہوا اس کی"
- جانب بڑھا

صنم بھی دھیمے قدموں سے اس کے پیچھے چل پڑی- صالحہ تائی پریشان
- نظروں سے انزر کو دیکھ رہی تھیں

کیا ہوا؟"قریب بیٹھ کر انزر کے پاؤں کو دیکھتے اس نے پوچھا جس کو"
-اس نے درد کی شدت کم کرنے کے لیے زور سے پکڑا ہوا تھا

-موچ آگئی ہے؟"وہ فکر سے بولا"

پتہ نہیں - " پاوں میں ہونے والی جلن کے شدید احساس پر انزر نے"
- ضبط سے کہا

ہاتھ ہٹاو،مجھے دیکھنے دو-"بلیو پیراشوٹ جیکٹ میں ملبوس ضرار اسکے"
-چہرے کو دیکھ کر بولا جس پر درد کے واضح آثار نظر آرہے تھے

-نہیں - "اس نے گردن ہلاتے بولا"

جس پر کلائی سے پکڑ کر اسکا ہاتھ ہٹاتے ضرار نے پاوں کا معائنہ کیا-

پاوں کی بائیں طرف بھڑ کے کاٹنے کا نشان تھا- ضرار نے فوراً اس جگہ کو زور سے دبا کر پکڑا تاکہ زہر نہ پھیلے-

کیا کررہے ہیں - بہت درد ہورہا ہے -"اس نے پاوں پر ہوئی سوزشِ" کو دیکھتے کہا-

وہی کررہا ہوں جو کہ ایک اچھا ڈاکٹر اس سچویشن میں کرتا ہے-"پاوں" پر انگلیوں کا دباؤ بڑھاتے وہ بولا-

ضرار آپ چھوڑیں۔ میں انزر کا پاوں پکڑتی ہوں۔"اس کے بلیو نیل" پینٹ لگے سفید پیر جو کہ اب سرخ ہوگیا تھا پر نظر ڈالتے صنم نے اپنی خدمات پیش کیں۔ تاکہ ضرار، انزر سے دور ہوجائے۔

میں یہ کرتا ہوں۔ صنم آپ ، پلیز اندر سے سرکہ اور کاٹن لے "آئیں- جلدی-"

اس کی بات پر وہ اندر ہی اندر تلملاتی اندر کچن کی طرف سرکہ اور کاٹن لینے گئی-

انزر ، تم تو بہت سٹرونگ ہو-"اس کے تکلیف بھرے تاثرات دیکھتے" اس نے مسکرا کر حوصلہ دینے کو کہا- کچھ لمحے خاموشی سے اسے دیکھتے - وہ اپنا درد بھلائے گویا ہوئی

اس کا یہ مطلب نہیں اگر ایک انسان کہہ رہا کہ میں سٹرونگ ہوں" تو وہ ہے- شاید وہ باہر سے ایکٹ کررہا ہو- اندر سے وہ چار سال کے بچے جتنا دل رکھتا ہو - "کہنے کے دوران بےساختہ امڈنے والے -آنسوؤں کے ریلے کو اس نے پلکوں کی باڑ پھلانگنے نہ دیا

اس کی آواز میں کیسا سوز تھا؟

کیسا درد تھا؟

جو ضرار کو جکڑتا گیا- ضرار خان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ سمٹتی چلی گئی -وہ ششدرر رہ گیا -کتنی گہری بات کی تھی انزر نے -

صنم کی آواز پر متوجہ ہوتے اس نے اسکی طرف دیکھا- جو ہاتھ میں سرکہ کی بوتل اور کاٹن لیے ان دونوں کے پاس ہی نیچے بیٹھ گئی تھی-

-اتنے میں صالحہ تائی بھی چلتی ہوئی ان کے پاس آگئیں

صنم جوکہ سرکہ کی بوتل کھول کر اسے کاٹن پر ڈال رہی تھی اسے دیکھتے انزر نے نخرے سے صالحہ تائی کو کہا "تائی جان انہیں کہیں مجھے سرکہ نہ لگائیں - ایک پہلے ہی اتنی درد ہو رہی ہے اوپر سے اس کی اسمیل"-

ماں جی آپ اس کی ناک پکڑلیں-"جس پر ضرار نے مسکراہٹ دباتے" شرارت سے کہا- ضرار کے ساتھ ہسپتال پینٹنگ کے لیے آنے جانے کے دوران دونوں کے درمیان موجود تکلف کی دیوار کافی حد تک گر چکی تھی۔

دونوں کی باتوں پر وہ دل ہی دل میں ماشاءاللہ کہتی مسکرا دیں-پاس بیٹھی صنم ان دونوں کو دیکھتی سوچنے لگی کاش انزر کی جگہ مجھے بھڑ نے کاٹا ہوتا-

****

ماموں جان مجھے وہ بچی برداشت نہیں ہوتی- جب بھی اسے دیکھتی" ہوں تو ہم سب کا نقصان یاد آتا ہے- ہمارے ہنستے کھیلتے گھر کو اسکی ماں نے آکر نظر لگادی- "نم آنکھیں لیے بیٹھی ثمن تائی داداجان سے ہمکلام تھیں-

ہمم، اس کی خالہ کا فون آیا تھا- وہ اپنی بہن کی بیٹی کو پالنا چاہتی ہے" سوچ رہا ہوں اسے باہر بھیج دوں- "وہ دونوں اس وقت ڈرائنگ روم میں اکیلے بیٹھے گفتگو کررہے تھے -

صحیح بات ہے- جن کا مال ہے انکے حوالے کریں-"ثمن تائی نے" رونے کے باعث سرخ ہوتی آنکھیں دوپٹے کے پلو سے پونچھتے کہا-

منصور کی موت کی خبر پر دل میں سوئی محبت انگڑائی لے کر جاگی تھی- یہ سوچ، اگر وہ میرا ہوتا تو آج خوش سب کے ساتھ ہوتا،اندر ہی اندر ڈستی انہیں زہریلا کررہی تھی-

وہ پوچھنا چاہ رہی تھی کب یہ بلا جائے گی کہ ڈرائنگ روم کا بند دروازہ

کھولتے یوسف اور حسیب صاحب دونوں بھائی اندر داخل ہوئے۔

وہ شام کے اس وقت قبرستان سے واپس آرہے تھے۔ نم آنکھیں لیے

وہ وہیں بیٹھ گئے۔

قبرستان سے آرہے ہو؟ "دادا جان نے کمزور آواز میں پوچھا" -

جس پر حسیب صاحب نے سر ہلایا۔

گڑیا، اماں اور صالحہ کو بلاو۔"یوسف صاحب نے وہاں سے گزرتی کام"

والی کو کہہ کر دادا جان کو دیکھتے بتایا "مجھے آپ سب سے کچھ ضروری

بات کرنی ہے - "ثمن تائی الرٹ ہوکر بیٹھ گئیں۔

بتاو بیٹا کیا بات ہے۔ "ممتاز بیگم اور صالحہ تائی کے آنے پر داداجان"

نے یوسف صاحب کو بولنے کا کہا۔

بولنے سے پہلے یوسف صاحب نے اک نظر ساتھ بیٹھی اپنی شریک

حیات کو دیکھا ان کی طرف سے حوصلہ ملنے پر وہ بولے "میں آپ کو

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

منصور کی بیٹی انزر کا ولی بناکر اپنے بیٹے ضرار کے لیے اس کا رشتہ مانگتا ہوں- امید ہے آپ میرے بیٹے کو اپنی پوتی کے لائق سمجھتے مجھے مایوس نہیں کریں گے۔ "یوسف صاحب ممتاز بیگم اور صالحہ تائی سے اس متعلق پہلے بات کرچکے تھے-وہ دونوں انکی ہم خیال تھیں- حسیب صاحب سے انہوں نے قبرستان سے واپسی پر صلاح مشورہ کیا تھا-

"تم پھر وہی بات لے کر بیٹھ گئے ہو-یہ کسی طور پر بھی مناسب نہیں ہے - "داداجان ناگواری سے پہلو بدلتے بولے-"اس بچی کی خالہ کا فون آیا تھا - میں جلد ہی کاغذات تیار کروا کر اسے بھیج رہا ہوں - "ابھی انکا زخم ہرا تھا جسکے کے باعث وہ جذبات سے فیصلہ لے رہے تھے -

ثمن تائی تو بھونچکا کر رہ گئی- پہلے ماں اور اب بیٹی- وہ تو صنم کو بڑی پوتی ہونے کے باعث یہ اس کا حق سمجھ رہی تھیں لیکن یہاں ایک بار پھر ان کے حق پر ڈاکہ ڈالا جارہا تھا -

"ابو جی، آپ ہمارے منو کی بیٹی کے بارے میں ایسا فیصلہ کیسے کر سکتے ہیں؟ "حسیب صاحب بولے-

یوسف صاحب بھی اپنی جگہ ششدر رہ گئے-انہوں نے کچھ روز قبل بھی ابو جی سے اس متعلق بات کی تھی- پر سراج الدین صاحب نے انہیں زیادہ بات کرنے نہ دی- وہ سنبھل کر بولے- "کیا میں جان سکتا ہوں یہ کیوں مناسب نہیں ہے ؟ "آج انکا ارادہ سب میں بٹھا کر ان سے ہاں کروا کر اٹھنے کا تھا-

تم کیا چاہتے ہو؟ اپنے بیٹے کے بعد اب اپنے پوتے کو آگ میں" جھونک دوں-ہم نے اپنا سونے جیسا بیٹا دیا تھا۔ جسکو اس ڈائن نے مٹی کردیا۔ "وہ کچھ جلال سے بولے- ماتھے کی ابھری ہوئی رگ انکے غصے کی نشاندہی کررہی تھی-

ایسے مت کہیں - "ان کی بات سنتے ممتاز بیگم رونے لگیں -ان کا" دل و دماغ اب کسی بھی قسم کے صدمے کو قبول کرنے سے قاصر تھا - صالحہ تائی نے اٹھ کر انکے کندھے پر ہاتھ رکھا-

ابو جی وہ ہمارا خون ہے-وہ ادھر ہی رہے گی۔ میں آپ کو اسے" انجان لوگوں میں نہیں بھیجنے دوں گا۔ ہم کونسا بچی کی خالہ سے ملیں

ہیں۔ نجانے کیسے کی ہو۔ میں اپنی بھتیجی کو کسی صورت اوروں کے رحم و کرم پر نہیں چھوڑوں گا - "مضطرب بیٹھے یوسف صاحب نے اٹل لہجے میں کہا -

نہیں چھوڑ رہے- بس وہ اس کی پرورش کرے گی- خرچہ سارا اسکا" پاکستان سے ہی جائے گا- "اب کہ وہ ذرا آرام سے بولے -

پر کیوں ابو جی، آپ اسے اپنوں سے کیوں دور کررہے ہیں؟ "ان کا" لہجہ متاسفانہ تھا-

کیسی باتیں کرتے ہو- اپنوں میں ہی جارہی ہے- "انہوں نے سمجھایا"-

لیکن...- "یوسف صاحب نے کچھ کہنا چاہا پر خاموش ہوگئے"-

یوسف بھائی یہ شادی بیاہ کی عمر نہیں ہے - آپ اسے جانے" دیں- یہاں پر ہدی کی بیٹی کی کوئی جگہ نہیں ہے - "ثمن تائی شوہر کے خاموش رہنے کے اشارے کو نظر انداز کرتے بولیں-

صالحہ تائی ہمیشہ کی طرح خاموشی سے ساری کارروائی دیکھ رہی تھیں-

-انکے نزدیک شوہر کی خوشی میں انکی خوشی تھی

"اتنے دنوں میں ، میں دیکھ چکا ہوں منصور کی بیٹی کی اس گھر میں کوئی جگہ نہیں ہے -لیکن میری بہو کی حیثیت سے اسے سب اس گھر میں قبول کریں گے- "آگے ہوکر بیٹھتے وہ سب کو دیکھ کر گویا ہوئے- کہتے ہوئے انہوں نے منصور کی بیٹی پر زور دیا۔

کافی دیر اس بات پر بحث ہوتی رہی۔ آخر میں تنگ آکر سراج الدین -صاحب نے ممتاز بیگم کو دیکھا-کہ انکی اس بارے میں کیا رائے ہے

"آپ اسے صرف منصور کی بیٹی کر کے دیکھیں - وہ صرف ہدی کی بیٹی نہیں بلکہ ہمارے بچے کی آخری نشانی بھی ہے- مجھے اس میں میرا منصور نظر آتا ہے-"ان کی نظروں کا مفہوم سمجھتے وہ گلوگیر لہجے میں -بولیں

داداجان کچھ دیر خاموشی سے سوچتے رہنے کے بعد گویا ہوئے "ٹھیک ہے- فیصلہ تو تم سب پہلے ہی کرچکے ہو- "انہوں نے وقتی طور پر ان -سب کو ٹالنا چاہا

ان کی بات پر ماسوائے ثمن تائی کے سب نے سکون کا سانس لیا - ثمن
- تائی کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا تھا

ابو جی میں اپنے جانے سے پہلے نکاح کروانا چاہتا ہوں-"یوسف"
صاحب کی بات پر وہ تذبذب کا شکار ہوئے۔

"-ابھی دونوں بہت چھوٹے ہیں - وقت آنے پر نکاح کردیں گے"

جی میں جانتا ہوں - اگر منصور حیات ہوتا تو بات اور تھی۔ لیکن اب"
- حالات بدل گئے ہیں -"انہوں نے اپنا نکتہ نظر بیان کیا

-ثمن تائی احتجاج کے طور پر تن فن کرتی وہاں سے اٹھ کر چلے گئیں

تمھیں ہم پر بھروسہ نہیں ہے؟ "دادا جان نے قدرے ناراضگی سے"
-پوچھا

-ابو جی ، ایسی بات نہیں ہے - آپ پر بھروسہ ہے پر زندگی پر نہیں"
یوسف صاحب اٹھ کر انکے قدموں میں بیٹھے- انکے ہاتھوں کو اپنے"
-ہاتھ میں لیے بولے

ہمم- "انہوں نے ہنکارا بھرا " صحیح ہے کرلو اپنی مرضی -اللہ مبارک" کرے- "وہ آہستگی سے بولے- دل انکا دل اس رشتے پر راضی نہیں تھا- پر یوسف صاحب کو وہ مزید منع نہ کرسکے-

حسیب صاحب نے اٹھ کر بھائی کو گلے لگایا- صالحہ تائی یوسف صاحب نے باری باری داداجان اور ممتاز بیگم سے پیار لیا-

ضرار سے بات ہوئی ہے؟ "انہیں پوتے کی فکر ہوئی"-

بس اب اسکے پاس ہی جارہے ہیں -ہم نے کہا پہلے آپ سے بات" کرلیں- "یوسف صاحب بولے-

میرے پوتے کے ساتھ زبردستی نہ کرنا- "انہوں نے تنبیہی انداز میں" کہا-

جس پر یوسف صاحب سر ہلاتے مسکرانے لگے-

****

-وہ نہیں جانتے تھے سب سے مشکل کام ضرار کو راضی کرنا ہوجانا ہے
وہ کسی صورت نکاح پر راضی نہیں ہو رہا تھا- صالحہ تائی کافی سمجھا کر
باہر انزر کے پاس جاچکی تھیں- اب کمرے میں یوسف صاحب اور ضرار
-رہ گئے تھے

میں جانتا ہوں بیٹا کہ انسان کی زندگی کی بہت سی خواہشات ہوتی"
ہیں۔ اسکے خواب ہوتے ہیں۔ میں تم سے یہ سب چھین لینے کی بات
کررہا ہوں۔ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ میں تم سے ایک ناجائز قربانی
مانگ رہا ہوں۔ لیکن میرا بچہ میں بہت مجبور ہوں۔ میرا جوان بھائی مر
گیا ہے۔ میں اس کی زندگی کے ہر پہلو سے آگاہ رہا ہوں۔ ہم نے اسے
کتنے لاڈوں میں پالا اور اک غلط فیصلے کی وجہ سے وہ کیسی زندگی
گزارنے پر مجبور ہوگیا۔ میں نہیں چاہتا اسکے بعد انزر رل جائے۔ اگر
میں اسکی بیٹی کو وہ تحفظ فراہم نہ کرسکا جو اسکا حق ہے، تو میں خود کو
کبھی معاف نہیں کرسکوں گا۔ضرار، میری مجبوری کو سمجھ کر میرا ساتھ

دو- "بیڈ پر اسکے برابر میں بیٹھے وہ بےبسی و لاچاری کی عملی تصویر بنے بولے-

ضرار جو سر ہاتھوں میں دیئے سمجھنے کی کوشش کررہا تھا کہ اچانک یہ بات کہاں سے آگئی - کیا ہوگیا ہے۔ ابھی اسکی عمر ہی کیا ہے- پھر ان دونوں کے درمیان عمروں کا فرق- "ابو جی میری تو سمجھ میں نہیں آرہا۔ میں ابھی شادی کے بارے۔۔۔ "اسکے دل کی بات زبان پر لانے سے قبل ہی یوسف صاحب گویا ہوئے۔

نہیں بیٹا۔ آرام سے خوب سوچ سمجھ کر جواب دینا۔ رات کو مجھے "جواب دے دینا۔ لیکن مجھے سمجھنے کی کوشش ضرور کرنا۔مجھے تمھاری مدد کی ضرورت ہے۔ مجھے یقین ہے کہ میرا بیٹا مجھے سب کے سامنے شرمندہ نہیں کرے گا- "اس کے کندھے کو تھپک کر وہ اٹھے اور باہر چلے گئے-

ان کے جانے کے بعد وہ دونوں ہاتھ سر کے نیچے رکھے بستر پر نیم دراز ہوگیا-وہ عجیب کشمکش میں مبتلا ہوگیا تھا- یوسف صاحب چلے تو گئے

لیکن جاتے جاتے وہ اسے ڈھکے چھپے الفاظ میں بتاگئے کہ جواب ہاں میں ہی ہونا چاہیے- زندگی میں پہلی مرتبہ وہ کچھ مانگ رہے تھے اور وہ بھی اتنا بڑا-اسکے ذہن میں ایک سو ایک سوچیں وارد ہورہی تھی- اسے -انزر میں ہدی اور خود میں چچا منصور نظر آرہے تھے

رات وہ انکے کمرے میں داخل ہوا تو یوسف صاحب کمپیوٹر پر بیٹھے دفتری کام کررہے تھے۔

ضرار آو۔"اسے دیکھتے وہ اپنی جگہ سے اٹھتے بولے۔"پھر کیا فیصلہ " کیا؟"انہوں نے امید سے پوچھا۔

ابو جی، آپ ایک بار پھر سوچ لیں۔ مجھے انزر سے شادی پر کوئی" اعتراض نہیں ہے۔ لیکن ابھی ہماری عمر ہی کیا ہے۔ آگے بہت وقت پڑا ہے۔ مستقبل میں ہوسکتا ہے میں اس کے لیے ٹھیک نہ ہوں یا وہ میرے لیے ۔"انکے مقابل کھڑے ہوتے وہ دھیمے انداز میں بولتا اپنی بات رکھ گیا۔

"پھر تم کیا کہتے ہو؟ مجھے کیا کرنا چاہیے؟"

ابو جی اصل ایشو تو انزر کا اس گھر میں رہنا ہے ، ناں۔ تو وہ میں خود" داداجان سے بات کروں گا۔ وہ میری بات مانیں گے۔ "وہ چٹکیوں میں پہلے سے سوچا حل پیش کرتے بولا۔

تم سمجھے نہیں۔ میں اس کا حال کے ساتھ مستقبل بھی محفوظ کرنا چاہتا" ہوں۔ آگے زندگی کا کچھ معلوم نہیں ۔اس بات کی کیا گارنٹی ہے کہ میرے بعد بھی اسے وہی تحفظ ملے گا جو میں اپنے ہوتے ہوئے اسے فراہم کرسکتا ہوں۔ اس کا مستقبل محفوظ ہوگا ۔ اس بات کی کیا گارنٹی ہے؟ "وہ نفی میں سر ہلاتے اس کے سامنے سراپا سوال بنے کھڑے تھے۔

ابو جی یہ گارنٹی تو کوئی بھی نہیں دے سکتا۔ "وہ نیچے دیکھتے بولا۔"

مگر میں اس بات کی گارنٹی دے سکتا ہوں۔ اپنے بیٹے کی"

گارنٹی۔مقصد صرف انزر کا نکاح کردینا نہیں ہے۔ مقصد ہے اسکا مستقبل۔ اس کا آنے والا کل۔ اس کا تحفظ۔ اور یہ گارنٹی مجھے تم سے نکاح کی صورت میں ہی مل سکتی ہے۔"وہ اسے دونوں کندھوں سے

تھامتے بولے۔ انکے خود پر اس قدر اعتماد پر وہ حیرت سے انہیں دیکھتا گیا۔

"آئم سوری ابو جی، لیکن میں انزر کو خوش رکھ پاؤں گا کہ نہیں اس بات کی گارنٹی تو میں بھی نہیں دے سکتا۔"

ضرار کے جواب پر انکے چہرے پر جلتا امید کا دیا بجھا۔

" میں نہیں جانتا تھا کہ مجھے شاید یہ حق ہی حاصل نہیں کہ میں اپنے بیٹے سے کچھ مانگ سکوں۔"وہ نم آنکھیں لیے سر نیچے کر گئے۔

"ابو جی آپ ایسے مت کہیں۔ آپ کو سب حق ہیں مجھ پر۔"انہیں اشک بہاتا دیکھ وہ مضطرب ہوتا بولا۔

"تو بیٹا میری یہ خواہش پوری کردو ۔ انزر سے نکاح کرلو ۔پلیز۔"

انہوں نے اسکے سامنے ہاتھ جوڑتے اپنا مطالبہ دہرایا۔

"ابو جان پلیز ایسے مت کریں۔ میں اتنا بھی برا، نافرمان بیٹا نہیں ہوں کہ آپ کو اپنی بات منوانے کے لیے یہ سب کچھ کرنا پڑے۔" انکے

جڑے ہاتھ کھولتے ضرار دل گرفتگی سے بولا۔

آپ جو بھی کہنا چاہتے ہیں کہیے لیکن پلیز مت روئیں ۔پلیز ابو جی۔"
آپ جو چاہیں گے وہی ہوگا ۔میں انزر سے شادی کرنے کے لیے تیار
" ہوں۔مگر میری ایک شرط ہے۔

میرے بچے ، میرا بیٹا تھینک یو۔ تمھاری ہر شرط قبول۔"انہوں نے"
مسرت سے نم لہجے میں کہتے اسے گلے لگا لیا۔

ضرار نے ہار مانتے اس شرط پر اپنی رضامندی دی کہ وہ بھی انکے ساتھ
-امریکہ جائے گا - آگے کی تعلیم وہ وہیں سے مکمل کرے گا

-یہ کوئی ایسی مشکل بات نہ تھی کہ وہ اسے منع کرتے- وہ فورا مان گئے
انکے لیے یہ بہت بڑی بات تھی کہ ضرار اپنے باپ کا مان رکھ گیا
-ہے

مان رکھنا بھی ایک فن ہے- جو کم لوگوں کو آتا ہے-اس کو برقرار
- رکھنے کے لیے انسان کو چھوٹی بڑی قربانیاں دینی پڑتی ہیں

بعض اوقات ہم چھوٹی چھوٹی باتوں پر اوروں کا دل توڑ دیتے ہیں-
یقین جانیے آپ کی ایک چھوٹی سی ہاں، تعریف سے دوسرے بندے کا دل اتنا بڑا ہوتا ہے کہ اللہ بھی آپ سے خوش ہوجاتا ہے-

کچھ روز بعد گھر والوں کی موجودگی میں دونوں کا نکاح پڑھا دیا گیا- انزر کی جگہ داداجان نے ولی کے طور پر دستخط کیے تھے-باہر لان میں کھیلتی نو سالہ انزر کو معلوم بھی نہ ہوا کب وہ انزر منصور سے انزر ضرار خان بن گئی-

نکاح کے ایک ہفتے بعد یوسف صاحب چلے گئے- اور ڈیڑھ ماہ کے وقفے سے واپس نہ آنے کا پختہ عہد کیے اندر ہی اندر سب سے ناراض ضرار خاموشی سے چلا گیا-

نکاح کے بعد بدلتے احساسات کو وہ سمجھ نہیں پارہا تھا- اسے سب سے شدید چڑ محسوس ہونے لگی -جتنے عرصے وہ پاکستان رہا اس نے انزر کو بھول کر بھی نہ بلایا- وہ بچی اپنے غم میں مصروف تھی- اس نے کچھ محسوس نہ کیا-

گزرتے وقت کے ساتھ یہ چڑ بارہ سال کی طویل دوری اور خاموشی میں بدلتی گئی- پہلے تو سب نے اس کی خاموشی کو وقتی ناراضگی سمجھا- بارہ سال میں صالحہ تائی ، داداجان سب نے اسے بہت بلایا لیکن وہ بات ٹال دیتا یا خاموشی اختیار کر لیتا-

داداجان نے اس سب کا موردِ الزام انزر کو قرار دے کر اس سے فاصلہ برقرار رکھا- اور کبھی بھی اسے وہ پیار نہ دیا جو وہ صنم کو دیتے تھے- وہ معصوم بچی ہمیشہ اداس نظروں سے انہیں صنم کو پیار کرتے، اسکے ناز اٹھاتے دیکھتی رہتی -

اس دوران ایک رات خاموشی سے ممتاز بیگم اس دنیا سے کوچ کر گئیں- ان دنوں ضرار کے امتحان ہورہے تھے جسکے باعث وہ نہ آسکا

اب بھی اسکو بہت ضروری کانفرنس کے سلسلے میں آنا پڑا ورنہ نہ جانے وہ کب آتا- اسی موقع کا فائدہ اٹھاتے وہاں گئے یوسف صاحب نے اسکی خوب برین واشنگ کی جسکا اس پر کوئی خاطر خواہ اثر نہ ہوا - وہ تو اگر انزر اسکی گاڑی سے نہ ٹکراتی تو اس نے خاموشی سے کام نمٹا کر واپسی

کی راہ پکڑ لینی تھی-نجانے اس روز اسکے دل میں کیا سمائی کہ وہ بارہ سال بعد یوں اچانک اپنوں میں واپس آگیا-

کچھ دل کی مرضی اور پھر یوسف صاحب کے کہنے پر ضرار نے اس رشتے کو ایک موقع دینے کا سوچا۔ یوسف صاحب نے اسے انزر کو دیکھنے سمجھنے، کوئی فیصلہ کرنے کو کہا تھا- وہ کب تک یوں ہر چیز سے بھاگ سکتا تھا-

****

رات کی سرد ہوا کا جھونکا آیا، تب وہ چونکی، اندھیرا پھیلنے لگا تھا، شام کب کی ڈھل چکی تھی - مغرب سے قبل وہ کچھ دیر ستانے کے لیے اوپر چھت پر لگے جھولے پر آبیٹھی تھی- وقت گزرنے کا اسے معلوم ہی نہ ہوا- میرون سویٹر کے بازوؤں کو نیچے کرتے اس نے اپنے

-ٹھنڈے پڑتے ہاتھوں کو حرارت بخشنی چاہی

وہ اٹھ کر جانے لگی کہ چھت کے کھلے دروازے سے اندر آتے ضرار کو دیکھ کر وہ رک گئ-

-یہاں کیا کر رہی تھی؟ "اس نے دوستانہ انداز میں پوچھا"

" - کچھ خاص نہیں"

تم ٹھیک ہو یعنی اب تمھارا پاؤں ٹھیک ہے؟ "کل فارم ہاؤس سے" -واپسی تک اسکے پیر پر ہلکی ہلکی سوزش باقی تھی

صحیح ہے - "ایک نظر پاؤں کو دیکھتے کہا-"

یہ تمھارے لیے-"ضرار نے ہاتھ میں پکڑا چھوٹا سہ گفٹ بیگ اس" -کی طرف بڑھایا

-یہ کس لیے؟ "اس نے بیگ کو دیکھتے کہا"

کل سرکہ کے ساتھ تمھارا تجربہ دیکھتے خریدا ہے- "مسکراہٹ دباتے" کہا گیا- اس نے زبردستی سرکہ لگا تو دیا لیکن پھر انزر کی حرکتیں ان

سب کو محظوظ کرتی رہیں-

اوہ، تو تلافی کر رہے ہیں - "انزر نے چہکتے ہوئے بیگ پکڑا"-

کائنڈ آف۔"جینز کی جیب میں ہاتھ ڈالتے وہ بولا" -

نکاح کے رشتے کے بعد ان دونوں میں بننے والا دوسرا رشتہ محبت کی پہلی سیڑھی دوستی کا تھا- کل انزر کی کہی باتوں کو سوچتے وہ اس سیڑھی پر بہت اوپر تک چڑھ گیا تھا۔

ضرار صاحب آپ کو بڑی بیگم صاحبہ نیچے اپنے کمرے میں بلا رہی ہیں- "ملازمہ نے آکر صالحہ تائی کا پیغام دیا"

ضرار کے سر ہلانے پر وہ پیغام دے کر واپس چلی گئی-

چلو، تم بھی آو- "اسکو دیکھتے ضرار بولا"-

آپ چلیں میں یہ رکھ کر آتی ہوں - "اس نے گفٹ بیگ کیطرف اشارہ کرتے کہا"-

اوکے- "وہ پلٹ کر چھت کے دروازے پر پہنچا تو پیچھے آتی انزر کی"

-آواز پر ایک ہاتھ دروازے پر رکھے مڑ کر اسے دیکھا

-جو کہ اسے تھینک یو کہہ رہی تھی

میں نے سنا نہیں - کیا کہہ رہی ہو-"اس نے پچھلی بار کی طرح یہ" ظاہر کرنا چاہا کہ اسے تو آواز ہی نہیں آئی- جس پر مسکراتی ہوئی انزر -اسکو گھورتے سائیڈ سے نکلتی ہوا کے جھونکے کی طرح نیچے چلی گئی

اسکے پیچھے مسرور سہ ضرار زینے اترتا نیچے پہنچ کر صالحہ تائی کے کمرے - میں گیا- جہاں وہ دونوں)ماں جی اور ابو جی (بیٹھے اسکے منتظر تھے

صالحہ تائی کو اس دن کے بعد یوسف صاحب سے بات کرنے کا اب موقع ملا تھا- انکے کہنے پر یوسف صاحب نے ضرار سے انکے سامنے بات کرنے کا سوچا- تاکہ انہیں بھی کچھ تسلی ہو- کچھ ادھر ادھر کی -باتوں کے بعد وہ اصل مدعے پر آئے

بیٹا، تمھاری ماں جی بہت پریشان ہیں -"یوسف صاحب نے بات کا" -آغاز کیا

ماں جی، سب ٹھیک تو ہے؟ "انکو دیکھتے وہ بولا- یوسف صاحب بیڈ پر" دراز تھے- جبکہ وہ اور صالحہ تائی دروازے کے قریب پڑے ٹو سیٹر -صوفہ پر براجمان تھے

ضرار پہلے تم چھوٹے تھے- لیکن اب سمجھدار بڑے ہوچکے ہو-تم" - ڈاکٹر بننا چاہتے تھے۔ وہ بھی بن چکے ہو- اب کس چیز کا انتظار ہے میں چاہتی ہوں تم اب اپنی ذمہ داری کو سنبھالو- "ان کی بات کا مفہوم سمجھتے ضرار نے یوسف صاحب کو دیکھا-جس پر انہوں نے کندھے اچکا -دیئے

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interview

باہر دل میں خوش کن جذبات لیے انکے کمرے کی طرف بڑھتی انزر -نے سوچا-"تایا یوسف اور صالحہ تائی کے ساتھ ضرار بھی بہت اچھے ہیں ضرار نے اسے ایک بہت پیارا پرفیوم گفٹ کیا تھا۔ "

کمرے کے باہر پہنچ کر وہ ناب گھما کر دروازہ کھولنے ہی لگی کہ اندر -سے آتی آوازوں پر وہیں رک گئی

ماں جی، بس کچھ وقت اور- "انکا ہاتھ پکڑتے ضرار نے التجا کی- وہ"

چاہتا تھا انزر بھی اس کے لیے وہ سب محسوس کرے جو وہ اسکے لیے کرتا تھا۔

اور کتنا وقت بارہ سال سے وہ بچی تمھارے نکاح میں ہے ۔جس" مقصد کے لیے ہم نے یہ نکاح کیا تھا وہ تو پورا نہ ہوا۔ اس لاتعلقی کا قصوروار بھی اسے ٹہرا کر تمھارے داداجان نے آج تک اسے وہ پیار نہیں دیا جسکی وہ حقدار ہے۔ ماں کی غلطیوں کی سزا سے اسے بچانے کے لیے تم سے نکاح کروایا اور بیٹا تم نے کیا کیا۔ اسے ایک اور سزا دے دی۔ "انہوں نے اچھے سے اس کی طبیعت صاف کی۔ باہر کھڑی انزر سناٹوں کی زد میں آگئی ۔ یہ صالحہ تائی کس کے بارے میں بات کر رہیں تھیں ۔ اس نے دیوار کا سہارا لیتے سوچا۔

اگر تم نے یہ یہی کرنا تھا تو پہلے منع کر دیتے۔میری انزر میں کسی " چیز کی کمی نہیں ہے ۔ "وہ انزر کی ماں بن کر بات کر رہیں تھی۔

اب ضرار کچھ کہہ رہا تھا۔ پر وہ سننے سے قاصر تھی۔ دل کی ڈھرکنوں میں ایک انتشار برپا تھا۔وہ تیز قدموں سے چلتی اپنے کمرے میں چلے

گئی۔

یہ سب کب ہوا؟

اگر نکاح ہوا تھا تو اسے کچھ یاد کیوں نہیں؟

آخر وہی کیوں دوسروں کے کیے کی سزا بھگتے؟

"...اندر ضرار کہہ رہا تھا "ماں جی

کوئی ماں جی نہیں - "وہ روٹھے انداز میں بولیں -انہوں نے انزر کے ماضی سے لے کر حال تک ہر بات اسکے گوش گزار کردی تھی۔

تم انزر کے پیپرز تیار کرواو اور اسے لے کر جاو- تمھاری امانت بہت سنبھال لی ہے- ہم تمھارے دادا جان سے رخصتی کی بات کرتے ہیں۔"

ضرار نے ہیزل آنکھوں میں معصومیت سموئے ابو جی کو دیکھتے مدد کی اپیل کی۔ لیکن انکی طرف سے ہری جھنڈی دکھانے پر اس نے ہاں کردی۔

جیسے آپ کو ٹھیک لگے-میں خوش ہوں-"اس کی ہاں سنتے انہوں نے"

-ضرار کا ماتھا چوما

گھر کا ماحول ، سب کے رویے تو وہ بھی دیکھ چکا تھا- اس سب کے باعث ماں جی الگ پریشان رہتی تھیں - ایک نہ ایک روز رخصتی ہونی تھی۔ تو پھر تب ہی کر لی جائے جب ماں، باپ دونوں راضی ہو جائیں - وہ انہیں کہہ کر اٹھتا ہوا اپنے کمرے میں آگیا -

****

آدھی رات کا وقت تھا- وہ بے دم بستر پہ پڑی تھی، سامنے کھڑکی کھلی تھی اور باہر موسم کے طوفانی مزاج کو اس تک پہنچا رہی تھی، طوفان پچھلے دو گھنٹوں سے جاری تھا، اس میں کوئی کمی نہ آئی تھی- ایک ایسا ہی طوفان اس کے اندر بھی آیا ہوا تھا، ماضی کی تلخ یادیں اطراف میں بکھری پڑی تھیں -

وہ آنسو بہاتی سوچتی تھی، سوچتی تھی اور آنسو بہاتی تھی۔

تو ماما کے علاوہ میرے ساتھ روا رکھے رویے کے ذمےدار ضرار بھی

- تھے-یہ حقیقت اسے دوہری اذیت میں مبتلا کر رہی تھی

بے قصور ہوتے ہوئے بھی وہ دوسروں کے لیئے فیصلوں ان کے عملوں

-کی سزا بھگتتی آرہی تھی

یہ صرف انزر کی کہانی نہیں بلکہ اس معاشرے میں جینے والے ہر

دوسرے مجبور اور بےبس بندے کی کہانی ہے۔ اللہ تو معاف کر دیتا

ہے لیکن یہ معاشرہ معاف نہیں کرتا۔ یہ سزا دیتا ہے۔ اگر گناہ کرنے

والے ماں باپ ہو تو اسکی سزا انکی اولاد کو ساری عمر کاٹنی پڑتی ہے۔

نیم اندھیرے کمرے میں ضرار کے دیئے پرفیوم کی اعصاب پر چھا جانے

والی دھیمی میٹھی خوشبو پھیلی تھی - انزر نے اشتعال میں آکر گفٹ

بیگ میں سے نکلے پرفیوم کی شیشی کو کچھ اس زور سے دیوار پر مارا کہ وہ

اس کے دل کی طرح چکنا چور ہوتا پورے کمرے میں کانچ کے ساتھ

اپنی دلفریب مہک پھیلا گیا- تھوڑا سہ مائع اڑ کر اس کے میرون سویٹر

-پر بھی گرا

میں ایسے کسی نکاح کو نہیں مانتی- پہلے آپ نے مجھے چھوڑا تھا- اب"
-میں آپ کو چھوڑوں گی- میں کسی پر بوجھ نہیں بنوں گی

سارا بچپن اس احساس کے ساتھ گزر گیا کہ میں ان چاہی ہوں- زندگی
کے اتنے اہم رشتے میں میرے لیے یہ احساس ناقابلِ قبول ہے- میں
تائی جان سے بات کروں گی- "انزر نے اٹھ کر بیٹھتے سوچا- "یا۔۔
ضرار ٹھیک ہیں- ان سے بات کروں گی - ہم دونوں اس رشتے کو
نہیں چاہتے۔ تو اسکا ختم ہونا ہی بہتر ہے - "دل میں ضرار کے لیے
-جو خوشگوار جذبات پنپے تھے- وہ کھلنے سے پہلے ہی مرجھا گئے

اس سے پہلے دادا جان سے رخصتی کی بات ہو ۔ میں ضرار سے بات"
کرلیتی ہوں - "باتھروم کے سنک پر جھکے چہرے پر یخ بستہ پانی کے
چھپاکے مارتے وہ خود سے ہمکلام تھی - شیشے میں نظر آتا من موہنہ چہرہ
رونے کے باعث سرخ ہوچکا تھا- آنکھوں کے پپوٹے الگ سوجھ کر
-بھاری ہورہے تھے

انزر کمرے سے نکلتے ضرار کے کمرے کی جانب بڑھی-اس نے دھڑکتے دل کے ساتھ دستک دی - ہاتھوں میں یکدم ہلکی ہلکی لرزشِ پیدا ہوگئ - وجہ شاید دونوں کے درمیان رشتے کی نوعیت کا بدلنا تھا- جب ایک بار دستک دینے پر دروازہ نہ کھلا اس نے دوسری بار قدرے زور سے دروازہ بجایا- کچھ لمحوں بعد دروازہ کھلا- رات کے اس پہر اسے اجڑی ہوئی -حالت میں کمرے کے باہر کھڑا دیکھ ضرار کو تشویش ہوئ

کیا ہوا؟"ایک ہاتھ سے آدھ کھلے دروازے کے ہینڈل کو پکڑے اس" - نے فکرمندی سے پوچھا

-پل بھر کو اسے دیکھ کر وہ بھول گئ کہ وہ کیا کہنے آئی ہے

"انزر! "

اس کے دوبارہ پکارنے پر وہ ہڑبڑا کر بولی "مجھے آپ سے بات کرنی ہے-"

- رات کے تین بجے؟ "ضرار نے اسے وقت کا احساس دلانا چاہا"

-ہمم- "دکھتی ہوئی آنکھوں کو بند کرتے اس نے ضبط سے سر ہلایا"

تم ابھی جاو- جو بھی ہے، ہم صبح بات کریں گے-"اسے اس وقت"
-بات کرنا بالکل مناسب نہ لگا

-میں نے ابھی اسی وقت بات کرنی ہے-"وہ بضد ہوئی"

- انزر، سوچ سمجھ کر بات کرو۔ "اس کا لہجہ تنبیہی ہوا"

آپ کو سمجھ "...اس سے پہلے وہ جملہ مکمل کرتی سیڑھیوں پر کھٹکے کی"
آواز پیدا ہوئی- لمحے کے ہزارویں حصے میں ضرار نے اسے کچھ بھی سمجھنے
کا موقع دیئے بغیر بازو سے پکڑ کے اندر کرتے دھیمے سے دروازہ بند
-کیا

اتنی رات کو کیا مسئلہ ہے؟کونسی ایسی بات ہے جو ابھی کرنی ہے ؟"
اندازہ ہے اگر تمھیں اس وقت یہاں کوئی دیکھ لیتا تو کیا سوچتا؟ "اس
-نے خفگی سے پوچھا- انزر کا بازو ہنوز اسکی نرم گرفت میں تھا

جو مرضی سوچیں - ہمیشہ ہر کسی نے اپنی خود ساختہ سوچ کے مطابق"

میرے ساتھ رویہ اپنایا ہے- اب بھی جو دل میں آتا ہے کریں۔ انزر منصور کو کوئی فرق نہیں پڑتا - "اسکی گرفت سے اپنا بازو آزاد کرواتے وہ تلخی سے گویا ہوئی-

اب آ ہی گئی ہو تو بتاو کیا بات کرنی ہے؟ "اس کی بات کو نظر انداز" کرتے سائیڈ ٹیبل پر پڑے جگ میں سے پانی گلاس میں بھرتے،اس نے استفسار کیا -

وہ آ تو گئی۔ پر اب اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ کیسے بات کرے بات ہی ایسی تھی- اس نے ایک نظر سامنے بیڈ پر بیٹھے ضرار کو دیکھا جو پانی پی کر اب گلاس رکھ رہا تھا-

بیٹھ جاو- "اس نے سوچ میں گم انزر کو کہا"-

جس پر ہولے سے سر کو جنبش دیتے وہ بیڈ کے سامنے پڑی سلور کرسیوں میں سے ایک پر بیٹھ گئی- باہر طوفانی تاریک رات کے برعکس سارا کمرہ روشن تھا-

تم روئی ہو؟ "اسے بات نہ کرتا دیکھ جانچتی نگاہوں سے اسے دیکھتے"

-ضرار نے پوچھا

-کیا فرق پڑتا ہے - "وہ کم مائیگی کے احساس تلے بولی"

-فرق پڑتا ہے-"جواب آیا"

-کسے؟ "فورا سوال کیا گیا"

-مجھے- "اس کی بےچین آنکھوں میں جھانکتے وہ بولا"

- کس حق سے؟ "ایک اور سوال آیا- نجانے وہ کیا سننا چاہ رہی تھی

وہ خاموش ہوا- جس پر انزر کے ہونٹوں پر استہزائیہ مسکراہٹ آئی-اور جو وہ نہ بول پارہی تھی ایک ہی سانس میں کہہ گئ-"مجھے یہ نکاح ختم کرنا ہے-"

اتنے غیر متوقع بات پر کچھ ساعت تو اسے سنبھلنے اور بات کو سمجھنے میں لگے -

آخر اس نے کہا کیا ہے؟

چپ کیوں ہیں - میں سب جانتی ہوں-"ضرار کی خاموشی پر وہ کلس"
- کر رہ گئی

کب سے؟"بیڈ سے اٹھ کر اسکی برابر والی کرسی پر بیٹھتے اس نے"
- سنجیدگی سے پوچھا

واقعی!!کیا آپ کے لیے یہ بات اہم ہے کہ میں کب سے جانتی"
"-ہوں

ہمم ، مجھے بتاو کب پتا چلا- "چونکہ اگر تو اس نے ان تینوں کی باتیں"
- سنی تھی تو وہ صحیح نہ تھا

ایسی صورتحال میں صدا کی بدگمان انزر نے نجانے کیا کیا سوچنا تھا- اس لیے وہ جاننا چاہتا تھا کہ اسے یہ بات کب سے کیسے معلوم ہے- تاکہ اس کے مطابق وہ انزر کو سب کچھ کلئیر کرسکے-

شاید آپ نے سنا نہیں ہے - میں نے کہا میں یہ نکاح ختم کرنا چاہتی"
ہوں- "اپنی جگہ سے اٹھ کر شدید غصے کے عالم میں اسکو دیکھتے وہ

-آخر کے الفاظ پر ذرا زور دے کر اونچا بولی

وہ دوسری مرتبہ یہ بات کہہ چکی تھی- چھوڑنے کا تو اس نے تب بھی نہیں سوچا جب وہ سب سے ناراض پاکستان سے گیا تھا۔ کجا کہ اب جب وہ اسے اچھی لگنے لگی تھی۔ وہ ایسا تصور بھی نہیں کرسکتا تھا- انزر کے -مطالبے پر مشتعل ہو کر اسکے مقابل کھڑے ہوتے وہ سرد لہجے میں بولا

"-آج تو تم نے یہ بات کہہ دی- مگر آئندہ مت کہنا "

"....کیوں؟ "اس نے سیخ پا ہوتے پوچھا-"میں دوبارہ بھی"

-سیدھا اپنے کمرے میں جاو- نہ تم نے کچھ کہا-نہ میں نے کچھ سنا"

وہ ابھی آگے بولتی جب بازو سے پکڑ کے جس طرح وہ اسے کمرے" میں لایا تھا اسی طرح باہر نکالتے ضبط سے بولتے ضرار نے دروازہ بند -کیا-وہ اس وقت کچھ سننے سمجھنے نہیں بلکہ صرف لڑنے آئی تھی

-ضرار کی حرکت پر وہ جھلس کر رہ گئی

میں بھی دیکھتی ہوں یہ نکاح کیسے نہیں ختم ہوتا- سب نے مجھے سمجھا"

"-کیا ہوا ہے

اپنے دائیں بازو کو سہلاتے اس نے سوچا۔ جو کچھ دیر پہلے ضرار کی آہنی گرفت میں تھا۔

انہی منفی ، لایعنی سوچوں میں بیڈ پر دراز انزر کی جلتی آنکھیں کب بند ہوئیں اور وہ نیند کی وادیوں میں ڈوبتی چلی گئی اسے کچھ خبر نہ ہوئی-

بادلوں کے گرجنے کی بجلی کے چمکنے کی ہیبت ناک آوازیں ہنوز آرہی تھیں لیکن وہ ان سب سے بے بہرہ کچھ گھڑیوں کے لیے سکون کی وادیوں میں چلی گئی تھی-

****

صبح جب وہ اٹھا اس وقت تک بارش تھم چکی تھی- آسمان دھلا دھلایا نکھرا نکھرا صاف ستھرا ہوکر چمک رہا تھا- فضا میں ہلکی خوشگوار سی

- ٹھنڈک پھیل گئی تھی

اس وقت وہ اور ماں جی ڈائننگ ٹیبل کے گرد بیٹھے ناشتہ کر رہے تھے- آج اس نے جلدی نکلنا تھا اس لیے ٹیبل پر صرف وہی دونوں موجود تھے-داداجان اپنے کمرے میں یوسف صاحب کے ساتھ صبح کی چائے پی رہے تھے۔ باقی سب گھر والے ابھی تک سو رہے تھے- پلیٹ میں رکھے آملیٹ کو وہ فورک کی مدد سے کھاتا سوچ رہا تھا- کہ ماں جی کو انزر کی بدگمانی کے متعلق آگاہ کرے یا نہیں - جس کے باعث اس کے کھانے کی رفتار سست تھی-

کیا ہو آج آملیٹ پسند نہیں آیا؟"اس کی ناشتے میں عدم دلچسپی دیکھتے" انہوں نے اخذ کیا - کیونکہ ضرار انکے ہاتھوں کا بنا ہری پیاز، دھنیا اور ٹماٹر والا آملیٹ بہت رغبت سے کھاتا تھا - جب سے وہ پاکستان آیا تھا -وہ صبح ماں جی کے ہاتھوں کا بنا یہی ناشتہ کر کے جاتا تھا

نہیں، ہمیشہ کی طرح بہت لذیذ ہے- "اس نے فریش اورنج جوس کا" -گھونٹ بھرتے جواب دیا

پھر جلدی سے ختم کرو۔ "انھوں نے مسکرا کر کہا۔وہ بھی انکو دیکھ کر"
۔مسکراتا اب آملیٹ ختم کرنے لگا

بیٹا میں کہہ رہی تھی کہ تم اپنے ہیڈ سے بات کر کے پاکستان میں "
"۔اپنا قیام بڑھا لو

جیسے آپکو بہتر لگے۔ میں بات کرتا ہوں۔"اس کو آئے ایک ماہ اور اوپر"
۔کچھ روز ہوچکے تھے

لیکن ماں جی زیادہ سے زیادہ مجھے پندرہ بیس دن کی چھٹیاں اور مل"
سکتی ہیں۔ پھر مجھے واپس جانا ہوگا۔"اس نے ابھی سے انہیں بتانا ضروری
۔سمجھا تاکہ وہ بعد میں اتنی جلدی جارہے ہو کہہ کر غمگیں نہ ہوں

کوئی بات نہیں - اب تو آنا جانا لگا رہے گا۔ "انھوں نے ہلکے پھلکے"
- انداز میں کہا

انشاءاللہ - "اس نے ہولے سے بولتے دل ہی دل میں سوچا۔ آپ کی"
وہ انزر راضی ہوگی تو ہی کوئی آنا جانا لگے گا۔ ان کا پرمسرت چہرہ دیکھتے

اس نے انہیں کل رات کے متعلق کچھ بھی نہ بتانے کا فیصلہ کیا۔

بیٹا میں آج رات تک تمھیں انزر کے ڈاکومنٹس وغیرہ دے دوں گی"

"-تاکہ تم اس کے ویزہ کے لیے اپلائی کردو

آپ انزر کے ساتھ اپنے بھی دیجیے گا - ابو جی کے پاس تو گرین کارڈ"

"-ہے- آپکے ویزہ کے لیے بھی اپلائی کرتے ہیں

- کیوں تم لوگ نہیں آیا کرو گے؟ "وہ فورا سے شاکی ہوتی بولیں"

آئیں گے - لیکن کبھی اگر نہ بھی آسکے تو آپ کو بلا لیں گے - "وہ"

ناشتہ ختم کرچکا تھا۔ کرسی کھسکا کر کھڑے ہوتے اس نے انکی پیشانی

-چومتے پیار سے کہا

جس پر وہ ہلکا سہ مسکرا کر سر ہلاگئیں- ضرار ان کو خداحافظ کرتا ہسپتال

-کے لیے نکل گیا

دوسری جانب داداجان کیساتھ چائے پیتے یوسف صاحب ان سے رخصتی

-کے متعلق پوچھ رہے تھے

پھر آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہے ؟ "انہوں نے ساری بات کرتے ہوئے پوچھا۔

ان دونوں میاں بیوی کے نزدیک اب جتنی جلدی ہوسکے اس معاملے کو طے ہوجانا چاہیے تھا۔

تم لوگوں کی خوشی میں میری خوشی ہے۔ لیکن گھر میں سب کو بتانے" سے پہلے میں اپنے شیر سے بات کرنا چاہوں گا۔ "وہ دوبارہ اس کی جدائی برداشت کرنے کے حق میں نہ تھے۔

جی بالکل ، ابو جی جیسے آپ کی خوشی۔ "یوسف صاحب بولے"

تھوڑی دیر مزید باتیں کرنے کے بعد وہ اٹھ کر باہر چلے گئے۔

پیچھے بیٹھے داداجان کسی گہری سوچ کے زیر اثر اپنی داڑھی کو سہلا رہے تھے۔

****

ہسپتال سے نکل کر، اس نے سڑک کراس کی۔ سامنے بنی کافی شاپ کے شیشے کے بند دروازے کو دھکیلتا ضرار اندر داخل ہوا۔ بیس منٹ پہلے دادا جان کی کال آئی تھی جو اس سے کوئی ضروری بات کرنا چاہتے تھے۔ انہوں نے اسے کچھ دیر کے لیے باہر ملنے کو کہا - وہ یہ نہ کہہ سکا کہ ایسی کیا ضروری بات ہے جو گھر پر نہیں ہوسکتی۔

ضرار نے داداجان کو ہسپتال کے سامنے بنی مشہور کافی شاپ میں آنے کو کہا۔جہاں وہ اکثر اپنے ساتھی ڈاکٹروں کے ساتھ کافی پینے آتا تھا۔

انہوں نے وہاں پہنچ کر اسے کال کی جس پر وہ پندرہ منٹ کی لیو پر ان سے ملنے آگیا۔

قدم بڑھاتے وہ انٹرنس سے اندر داخل ہوا۔ اس وقت وہاں معمول سے کم رش تھا۔ اسے ہال کے دائیں جانب لگی ایک میز پر داداجان بیٹھے نظر آئے۔

انکو سلام کرتا وہ سامنے والی کرسی کھینچ کر بیٹھا۔ اسکے بیٹھتے ہی
-داداجان نے ویٹر کو بلایا- ویٹر لپک کر ان کی خدمت میں حاضر ہوا
گڈ نون - "کہتے ہوئے اس نے دادا جان اور ضرار کے سامنے مینو"
cappuccino کارڈ رکھے- ضرار نے اسے کھولے بغیر اپنے لیے
- آرڈر کی- دادا جان نے اپنے لیے جوس منگوایا

مت پیا کرو اتنی کافی- وہ تو تم خانوں کے بچے ہو ورنہ اب تک کوئلہ"
بن چکے ہوتے - "دادا جان نے گرے کوٹ ، گردن میں نیلا اونی مفلر
پہنے اپنے پوتے کی دل ہی دل میں نظر اتاری۔ جسکی بڑھی ہوئی شیو
اسکی خوبصورتی میں مزید اضافے کا سبب بن رہی تھی۔

-وہ أطراف میں نگاہ دوڑاتے مبہم سہ مسکرا دیا

"ہسپتال کیسا جارہا ہے؟"

"-اچھا -ٹھیک جارہا ہے"

تمھیں پتا ہے میں یہاں کیوں آیا ہوں؟"

وہ کندھے اچکاتے نفی میں سر ہلا گیا۔

اسے بھی اندر ہی اندر تجسس تھا کہ دادا جان نے اسے یوں اچانک کیوں بلوایا۔ آخر وجہ تو معلوم ہو۔

تمھارے ماں باپ میرے سے رخصتی کی بات کررہے ہیں۔ جانتے ہو؟" ان کے لہجے میں گہری سنجیدگی تھی۔

جی، میرے سے پوچھ کر ہی کی ہے۔ "کہہ کر اس نے بھاپ اڑاتی" کافی کا گھونٹ بھرا، جو ویٹر رکھ کے گیا تھا۔ وہ نہیں جانتا کہ وہ دونوں اتنی جلدی بات کرلیں گے۔ ابھی تو انزر کو بھی منانا تھا۔

- اب کی بار دل سے راضی ہو؟ "انہوں نے پوچھا"

لمحے بھر کی خاموشی کے بعد اس نے ہاں میں سر ہلایا۔

دیکھو بیٹا، تم میرے اکلوتے پوتے ہو - میری نسل کے امین - ہے تو" وہ بھی میری پوتی۔ لیکن میں نہیں چاہتا تمھاری اور منصور کی کہانی ایک جیسی ہو۔ بیٹی وہ ہدی کی ہی ہے۔ اس کے اندر وہی ماں والی عادتیں

ہیں-اگر تم نہ کرتے ہو۔ تو تم پر کوئی دباؤ نہیں ڈالا جائے گا۔ تمھارا دادا سب کو دیکھ لے گا۔ "وہ خاموشی سے انکو سنتا رہا- "آگے جاکر مسلے مسائل بڑھیں - ابھی وقت ہے- کسی کو معلوم نہیں ہے- میں یہ -نکاح ختم کروا دیتا ہوں- "داداجان مستقبل کی فکر میں گھلے جارہے تھے

آپ فکر نہ کریں- "وہ انکے خدشات کو سمجھتا تھا- "انزر ہدی چچی" کے ساتھ منصور چچا جان کی بھی بیٹی ہے- اور اس کی پرورش ماں جی نے کی ہے- جو خون میری رگوں میں دوڑتا ہے وہی اس کی رگوں میں دوڑتا ہے- وہ کبھی بھی ایسا کوئی کام نہیں کرے گی جس سے ہم میں سے کسی کو تکلیف اٹھانی پڑے- "ضرار کی بات پر داداجان دل ہی دل میں مسکرائے- ان کی فکر کچھ کم ہوئی۔

اللہ کرے ایسا ہی ہو - میں صرف تمھاری خوشی چاہتا ہوں- "انہوں" -نے آنکھوں کی نمی صاف کرتے کہا

آپ پریشان نہ ہو جب تک آپ کا سایہ ہمارے سروں پر ہے میں" خوش ہوں- "انکے ٹیبل پر رکھے بوڑھے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتے ضرار نے

-انہیں حوصلہ دیا

"-اتنی جو تم نے اسکی وکالت کی ہے- کہیں محبت تو نہیں کر بیٹھے"

-جوس کا گلاس ختم کرتے دادا جان نے پوچھا

-انکی بات پر وہ دھیمے سے ہنس دیا

اسکی کافی بھی ختم ہوچکی تھی۔ ضرار نے جیب سے والٹ نکال کر بل ادا کرنا چاہا کہ داداجان بولے "میرا شیر بڑا ہوگیا ہے - لیکن اپنے داداجان کا وہی چھوٹا سہ ضرار خان ہے-"محبت سے کہتے انہوں نے بل ادا کیا ضرار کو رضامند دیکھ کر وہ پرسکون ہوگئے تھے- اب ان کی زبان پر اس کی دائمی خوشیوں کے لیے دعا تھی-

****

صبح جس وقت وہ اٹھی باہر سورج کی نرم گرم شعاعوں نے دین مینشن

کے وسیع لان کا احاطہ کیا ہوا تھا- کچھ دیر ساکت نظروں سے سامنے پڑے سٹڈی ٹیبل کو دیکھتی وہ یونہی ہی کروٹ کے بل لیٹی رہی- آہستہ آہستہ اسے رات والی تمام باتیں پوری جزئیات کے ساتھ یاد آتی گئیں -

اب تو اسکا رونے کو بھی دل نہیں کررہا تھا- دل یک دم خالی سہ ہوگیا تھا-

ہر فکر ، ہر غم سے آزاد-

جو ہوتا ہے ہوجائے-

پر نہیں وہ ایسا نہیں ہونے دے سکتی تھی-

یہ سب کچھ اتنا آسان نہیں تھا- جب دل چاہا اپنا لیا جب دل چاہا رد کر دیا-

اسے تو اب صالحہ تائی بھی غلط لگ رہی تھیں- جو زبردستی اسکو اپنے بیٹے کے سر پر ڈال کر خود ہر فکر سے آزاد ہونا چاہ رہی تھیں- سچ ہی کہتے

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہیں ماں باپ کی جگہ کوئی نہیں لے سکتا - اگر آج اسکے ماں باپ زندہ ہوتے تو خواہ جو بھی ہوتا اس کے ساتھ یوں نہ کرتے- سوچتے ہوئے وہ اٹھ بیٹھی-

جب کوئی انسان یا چیز ہماری زندگی میں نہ ہو - تو ہم یوں ہی دل کی تسلی کو خود سے مفروضے بنانے شروع کردیتے ہیں- کہ اگر فلاں انسان یا چیز ہوتی تو ایسا ہوتا ، یہ ہوتا، یوں ہوتا-مگر کون جانے کہ حقیقت میں اگر وہ شخص یا چیز ہوتی تو شاید جو ہے وہ بھی نہ ہوتا- یہ مفروضےانسان کو اداسی اور ناامیدی کے گہرے سمندروں میں کھینچ لیتے ہیں- جس کی وجہ سے انسان جو ہے اس پر خوش نہیں ہو پاتا- اس پر شکر نہیں کر پاتا-

بیڈ سے اٹھتے ، چپل پہنتے، وہ کسلمندی سے باتھروم کی جانب بڑھنے لگی- راستے میں پڑے کانچ کے ٹکروں کو اس نے پاوں سے سائیڈ پر کیا- اس نے سوچ لیا تھا جب صالحہ تائی یا کوئی بھی اس سے اس بارے میں پوچھے گا تو وہ صاف انکار کردے گی-

ضرار کا رات والا رویہ سوچ کر اس کا حلق تک کڑوا ہوگیا- ابھی سے ایسے ہیں نجانے بعد میں کیا کریں- نہیں، نہیں - بعد میں تو تب کریں گے جب شادی ہوگی- یہی کچھ سوچتے اس نے باتھروم کا دروازہ کھولا کہ اچانک بجتے فون کی آواز پر وہ دروازہ بند کرتی پلٹی اور فون اٹھایا-

یونیورسٹی سے کال آرہی تھی- کال ریسیو کرتے اس کی نظر فون کے نیچے پڑے سفید کاغذ پر پڑی۔ اس نے فون کان کے ساتھ لگایا-سلام کرتے اس نے تہ لگے سفید کاغذ کو ہاتھ میں پکڑتے الٹ پلٹ کر دیکھا-

انزر حال ہی میں بی ایف اے کے امتحانات دے کر فارغ ہوئی تھی- وہ ہونہار ہونے کے باعث اپنی پروفیسروں کی چہیتی بچی تھی- اب بھی یونیورسٹی سے اسکی پروفیسر فوزیہ کی کال تھی- جو اسے ڈگری لینے سے قبل ایک بار ملنے کو بلارہی تھیں - ان سے چار دن بعد ہفتے کے روز ملنے کا پروگرام بناتے اس نے کال رکھی-

تہ شدہ کاغذ کو کھول کر ، آنکھوں کے سامنے کرتے انزر نے پر لکھی سطروں کو پڑھا۔

انزر ڈیئر، مانا کہ تمھیں پرفیوم بہت پسند آیا ہے۔ جسکے کے لیے تمھارا"

شکریہ!

لیکن اتنا بھی کیا لگانا کہ اگلے بندے کو سانس ہی نہ آئے۔

خوشبو اور پیار

یہ دو چیزیں ہیں

جن کو چھپایا نہیں

جاسکتا!! "

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

...ایک بار ، دو بار ، تین بار

دل کا وہ بھید جسکو ماننے سے وہ خود بھی نظریں چرا رہی تھی اسے وہ شخص کیسے جان گیا۔

دل کی ڈھرکنوں نے منتشر ہوتے ایک شور سہ برپا کیا- کیا سب کچھ اتنا واضح تھا۔ یکدم لب بھینچتے اس نے مٹھی بند کی- غور کرنے پر اسے خود سے پورے کمرے سے ضرار کے گفٹ کیے پرفیوم روح کو

-سرشار کر کے اس میں اتر جانے والی مہک آئی

کچھ لمحے پہلے جس جملے کو پڑھ کے دل کی ڈھرکنیں تیز ہوئی تھی اب
- وہ جملہ دماغ پر ہتھوڑے کی مانند بج رہا تھا

کمرے میں یکدم آکسیجن کی کمی ہوئی- اس خوشبو میں اسکا دم گھٹ رہا
تھا- بلیک شرٹ کے اوپر پہنے میرون سویٹر کو ایک جھٹکے سے اتار کر بیڈ
-پر پھینکتے وہ باتھروم میں جاکر بند ہوگئ

اس وقت وہ بلیو پاوں کو چھوتی گرم میکسی پر براون جیکٹ پہنے چھت
پہ پڑے جھولے پر بیٹھی تھی-ہاتھ میں پکڑے سیاہ پوائنٹر سے گود میں
رکھی اسکیچ بک پر لکیریں کھینچ رہی تھی- سہ پہر کی ٹھنڈی دھوپ
-کیساتھ تیز ہوا چل رہی تھی

ملازمہ سے کہہ کر اس نے اپنا کمرہ صاف کروالیا تھا-لیکن وہ خوشبو تو
جیسے کمرے میں رچ بس گئی تھی-جس کے باعث وہ اپنی عادت کے
برعکس کمرے سے باہر آگئی تھی-انزر دن کا زیادہ تر حصہ اپنے کمرے
میں ہی گزارتی تھی- اگر کبھی باہر آتی بھی تو کسی اکیلے گوشے میں تنہا

چپ کر کے بیٹھی رہتی ۔لیکن بعض اوقات وہ اس سب سے اتنا تنگ آجاتی کہ چپکے سے گاڑی لے کر کچھ دیر کے لیے باہر نکل جاتی۔ کبھی کسی کو پتا نہیں چلتا تو کبھی چل بھی جاتا تھا ۔

پندرہ منٹ پہلے تک صالحہ تائی بھی اس کے پاس بیٹھی تھیں۔جو اسے بھی آنے کا کہہ کر نماز عصر کی نیت سے نیچے چلی گئیں تھیں ۔ لیکن جانے سے پہلے وہ اس سے بات کرنا نہ بھولیں۔

انہوں نے ساری بات کچھ اس انداز میں اس کے سامنے رکھی کہ اس کے الفاظ حلق میں ہی کہیں اٹک کر رہ گئے۔ جب اس نے صالحہ تائی کیطرف کی بات سنی تو اسے وہ بھی کچھ غلط نہ لگیں ۔ انزر کی دل آزاری نہ ہونے کے باعث وہ ان باتوں میں ضرار کا جانا، اس کی ناراضگی سب گول کر گئیں ۔ مگر کیا فائدہ وہ سب سن چکی تھی۔ وہ اس عورت کو جس نے اسے ہدی کے بعد پال پوس کر بڑا کیا۔ اپنی ذات سے اسے ماں کی مامتا کا احساس پہنچایا، ہمیشہ اس کے ساتھ کھڑی رہیں۔ وہ انہیں منع نہ کر سکی۔ وہ یہ نہ بول سکی کہ اسے یہ نکاح قبول نہیں

- ہے

- وہ اسے ختم کرنا چاہتی ہے

وہ ان کے لبوں سے وہ مسکراہٹ ، انکے چہرے پر موجود مسرت نہ چھین سکی-

پر وہ یہ شادی بھی نہیں کرسکتی تھی-اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کیا کرے- فی الحال کے لیے اس نے خاموشی اختیار کرلی- صالحہ تائی نے اس کی خاموشی کو انزر کی رضامندی سمجھا - وہ نہیں جانتی تھیں کہ یہ طوفان کے آنے سے پہلے والی خاموشی ہے- ایک ایسا طوفان جس نے ہر کسی کو اپنی لپیٹ میں لے لینا تھا-

****

ہلکی ہوائیں اور دھند گہری تھی، شام کے دھندلکے اور ہواؤں کی وجہ

-سے سردی میں اضافہ ہوا تھا

اب ہم یہاں کیوں رکے ہیں؟ "اس کے لہجے اور چہرے سے"
-بےزاریت صاف جھلک رہی تھی

- ڈنر کے لیے- "اس نے اطمینان سے جواب دیا"

-خوش فہمیاں تو چیک کریں۔ "اس کا انداز استہزائیہ ہوا"

کیوں کیا تم اندر نہیں آو گی؟"اس نے مصنوعی حیرت سے پوچھا۔"

بالکل بھی نہیں - مجھے تو یہ سمجھ نہیں آرہی آپ اس وقت ہاسپٹل کی"
"-بجائے یہاں کیا کر رہے ہیں

آج ہفتے کے روز انزر اپنی پروفیسر فوزیہ سے ملنے آئی ہوئی تھی - چھوڑ تو اسے ڈرائیور گیا تھا- لیکن واپسی پر ضرار کو دیکھ کر لمحے بھر کو اسکا دل دھڑکا۔ جس پر خود کو ملامت کرتی وہ سپاٹ تاثرات کے ساتھ فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھول کر بیٹھ گئی -اس رات کے بعد انکا اب سامنا ہوا تھا۔

اسے ضرار کا یوں ریسٹورنٹ لے کر آنے کا مقصد کچھ خاص سمجھ نہ آیا- یہ شخص کیا چاہتا تھا- کیوں باربار اس کے دل و دماغ کے ساتھ کھیل رہا تھا-

جھک مار رہا ہوں- "وہ ہولے سے بڑبڑایا -اسکی بڑبڑاہٹ انزر نہ سن پائی-

انزر ڈیئر، اسکی سمجھ میں تمھیں اندر جاکر دے دوں گا- ابھی آرام "سے اترو - اور میرے ساتھ اندر چلو- "گاڑی پارک کرکے ضرار بولا-

میں نہیں جاوں گی- "وہ ضد سے ہر لفظ پر زور دے کر بولی"-

انزر کے نخرے دیکھ کر لمحے بھر کو تو ضرار کا بھی دل کیا واپس ہی لے جائے- لیکن پھر اسکے مزاج کو سمجھتے اس نے اپنے اس خیال کو رد کیا

اسے ماں جی کی کہی بات یاد آئی-جب وہ اسے انزر کے مزاج کے متعلق بتارہی تھیں- انزر ضد دکھا کر اگلے بندے کا پیار دیکھتی ہے- کہ وہ کھڑا رہتا ہے یا ہار مان کے چلا جاتا ہے-

چلو آو بیگم اچھا سہ ڈنر کرتے ہیں- "اسکی تمام باتوں کو نظر انداز" کرتے ضرار اپنی طرف کا دروازہ کھول کر اسکی جانب آیا- انزر جو اسکو اپنی جانب آتے دیکھ منہ موڑ کر بیٹھ گئ تھی ضرار کے دروازہ کھول کر سیٹ بیلٹ اتارنے پر یکدم سانس روکے اس کی خوشبو کو اندر اتارتے یہ کاروائی دیکھتی رہی- اور پھر اتنا نہیں جب اس نے استحقاق سے اسکا دایاں ہاتھ اپنی مضبوط مردانہ ہتھیلی میں لیتے اترنے کو کہا تو وہ ایک ٹرانس کی کیفیت میں چپ چاپ اتر گئ-اور اسکے ہمراہ چلتی گئ۔

-جس پر ضرار کے ہونٹوں پر دھیمی مسکراہٹ نے اپنی چھب دکھلائی

وہ ضرار سے اس سب کی توقع نہیں کررہی تھی- اسکی سامنے والی کرسی پر بیٹھتے اس نے دونوں ہاتھوں کو ٹیبل کے نیچے رکھتے ان کی کپکپاہٹ -چھپانی چاہی

ریسٹورنٹ کے اندر کا ماحول گرم تھا- ایک سائیڈ پر درمیانی عمر کا بندہ بیٹھے پیانو پر بہت خوب صورت دھن بجا رہا تھا- جس کو سنتے وہاں بیٹھے لوگ کھانے سے لطف اندوز ہو رہے تھے - دیواروں پر جابجا رنگ

برنگے پتھروں سے بنے پھول لگے پورے ریسٹورنٹ کو اک مختلف لک دے رہے تھے۔

کچھ ہی دیر میں اس نے اپنی حالت پر قابو پالیا - اور اب گرین سویٹر کے نیچے وائٹ اسکرٹ پہنے وہ وہاں بیٹھی ضرار کے علاوہ ہر چیز پر غور کررہی تھی- جو موبائل استعمال کرتے گاہے بگاہے ایک نظر اس پر بھی ڈال لیتا- ضرار کے لیے یہی بہت تھا کہ وہ آکر خاموشی سے بیٹھ گئی تھی-

تھوڑی دیر کے انتظار کے بعد دو ویٹر ان کی ٹیبل پر حاضر ہوئے- ایک نے ہاتھ اونچا کر کے انواع اقسام کے کھانے سے سجی اسٹیل کی بڑی گولڈن ٹرے پکڑ رکھی تھی- جبکہ دوسرا ایک ایک کرکے ٹرے کے ہم رنگ برتنوں میں مختلف ڈیشز کا نام لیتے ان کو ٹیبل پر رکھ رہا تھا-

"یہ آپکے فرائیڈ رائس ود آلمنڈ چکن ، اسپیشل باربی کیو پلیٹر ، چکن چیز کڑاہی ود گارلک نان، وائٹ ساس پاستا، فش کٹلٹس ود وائٹ ڈپ اور یہ آپکے لیے تیار کیا گیا ہمارا اسپیشل سوپ-"

یہاں آنے سے قبل وہ ماں جی سے انزر کی پسند پوچھ چکا تھا - تو ٹیبل پر اسکی پسند کے ساتھ انزر کے پسند کے کھانے بھی رکھے گئے تھے-

" ویٹر کے کھانا رکھ کر جانے کے بعد اس نے "چلو شروع کرتے ہیں۔ - کہتے گرما گرم سوپ سے بھرا چمچ منہ میں ڈالا

ضرار نے چونکہ صبح کا ناشتہ ہی کیا تھا تو کھانے کی اشتہا انگیز خوشبو سے اس کی بھوک جاگ اٹھی-

یہ بہت مزے کا ہے- تم بھی لو-"ضرار نے سینے پر ہاتھ لپیٹ کر" بیٹھی انزر کو کہا - جس نے ابھی تک کچھ نہیں لیا تھا-

ٹیبل پر اپنی پسند کا کھانا دیکھ کر اسے کہیں اندر ہی اندر خوشی ہوئی-

آپ کتنے پرسکون ہو کر کھا رہے ہیں - جیسے ہم یہاں پر بہت خوشی" "-سے آئیں ہیں

تمھارا تو پتا نہیں لیکن میں اپنی خوشی سے آیا ہوں- اور جب اتنی"

پیاری اور نک چڑھی بیگم سامنے بیٹھی ہو تو کون بندہ پر سکون نہیں ہوگا- "اسکی بات پر وہ کچھ نروس ہوئی- نکاح والی بات کیا کھلی۔ یہ تو بندہ ہی بدل گیا۔ اس نے دل ہی دل میں سوچا۔

"-میں آپکی بیگم نہیں ہوں"

تو پھر کیا ہو؟ "اسکی آنکھوں میں دیکھتے ضرار نے سر کو پوچھنے کے" -انداز میں جنبش دیتے پوچھا

-کچھ بھی نہیں - "وہ نظریں چراتے بولی"

اچھا یہ ٹرائے کرو-میری پسند کا ہے-"انزر کا نروس ہونا ضرار کو مزہ" دے رہا تھا -مگر مزید اسکو تنگ کرنے کا ارادہ ترک کرتے اس نے انزر کی پلیٹ میں فش کٹلٹ رکھا-اور اپنی پلیٹ میں جھک کر کھانے لگا

-

مگر اسے ہنوز کھاتا نہ دیکھ ضرار نے لطیف سہ طنز کیا "مسز ضرار، آپ کیا بھوک ہڑتال پر ہیں؟"بھوک تو اسے واقعی ہی لگی تھی پروفیسر کے

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہمراہ اس نے یونیورسٹی میں چائے کیساتھ صرف ایک دو بسکٹ لیے تھے۔

وہ چپ رہی۔

بار بار تمھارے فائدے کے لیے کہہ رہا ہوں کہ کھالو ۔کیونکہ گھر پر" "کریلے گوشت بنے ہیں۔ کیا تمھیں واقعی بھوک نہیں لگی؟

اب کریلے گوشت کا نام سن کر اس نے مصلحت سے کام لینے کا سوچا۔

لگی ہے۔لیکن میں آپ کا کھانا نہیں کھاوں گی۔ "اس نے دل کی" بات کہی۔

تو پھر کیا گھر جاکر کریلے گوشت کھاؤ گی؟ "وہ جانتا تھا اسے کریلے" گوشت سخت ناپسند ہیں۔ "کوئی بات نہیں - تم پے کردینا۔"وہ مزے سے کھاتا سہولت سے بولا۔

جیسے میرے پاس بڑے پیسے پڑے ہیں۔ "وہ موبائل کے علاوہ کچھ نہ"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

-لائی تھی

"-چلو پھر شروع کرو- کھانا ٹھنڈا ہورہا ہے"

ٹھیک ہے- میں کھا رہی ہوں- آپ کی وجہ سے میں کیوں بھوکی"
"-رہوں

اتنا مزے کا کھانا اسکا بھی چھوڑنے کو دل نہیں کررہا تھا- اس لیے احسان کرنے والے انداز میں کہتے اس نے کانٹے کی مدد سے کٹلٹ کا ٹکڑا منہ میں رکھا- جو کہ واقعی بہت لذیذ تھا۔

مجھے کیا دیکھ رہے ہیں۔ اپنا کھانا کھائیں۔ "انزر خود کو محبت بھری" نگاہوں سے دیکھتے ضرار کی نظروں سے تنگ آکر بولی۔

میں دیکھ رہا ہوں کہ تم صحیح سے کھا رہی ہو یا نہیں۔ یہ نا ہو بعد" میں ماں جی مجھے ڈانٹیں کہ بیوی کو پہلی مرتبہ باہر لے کر گئے اور "بھوکا ہی لے آئے۔

اسی طرح کھٹی میٹھی تکرار کے درمیان کھانا کھا کر وہ نو بجے کے

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

قریب گھر پہنچے- نکاح کی بات نہ انزر نے کی اور نہ ہی ضرار نے -
دونوں نے یہی ظاہر کیا جیسے وہ رات انکے درمیان کبھی آئی نہ تھی۔
ضرار اسے اپنے قول سے زیادہ فعل سے محسوس کروانا چاہتا تھا کہ وہ
-اس کے لیے اہم ہے- اسے یہ رشتہ عزیز ہے

****

-ثمن تائی کی گود میں سر رکھ کر سوئی صنم بخار سے پھنک رہی تھی
صنم کے گھنے سیاہ لمبے بالوں میں انگلیاں چلاتے وہ اس سے مخاطب تھیں
- جو دوائی لے کر کچھ دیر کے لیے ہر چیز سے غافل ہوچکی تھی -
مشکل ہے- بہت مشکل ہے نا؟ "کہتے ہوئے جیسے انہوں نے اپنی بیٹی"
کی رائے جاننی چاہی- "بد قسمتی سے تم بھی اس درد کا مزہ چکھ رہی ہو
جب انسان محبوب کی آنکھوں میں اپنا عکس تلاش کرے لیکن ان میں-

پہلے سے کوئی اور ہو۔ "ایک آنسو گر کر اسکے بالوں میں جذب ہوا۔

محبوب کی بے رخی پر دکھی ہونا ، وہ دل جس کی سلطنت پر بڑے شان" و شوکت سے محبوب براجمان ہے اسکا کرچی کرچی ہونا اسے نظر نہ آئے۔ لیکن اس کی تمام تر بے اعتنائی کے باوجود دل کے ہاتھوں مجبور اس دروازے کے سامنے کھڑے ہوکر انتظار کرتے رہنا، جسکا معلوم ، ہے کبھی نہیں کھلے گا۔ مگر افسوس ہم جیسے کمزور انسان وہاں سے ہٹنے کا سوچ بھی نہیں سکتے۔ "یاسیت سے کہتے انہوں نے اپنا چہرہ صاف کیا۔

اس شام ضرار سے مل کر تسلی کرنے کے بعد دادا جان نے رات کے کھانے پر آج سے پچیس دن بعد کی ڈیٹ فکس کی تھی۔ کھانا کھاتی صنم کا نوالہ حلق میں پھنس گیا۔

نکاح؟

وہ کب ہوا؟

کیسے ہوا؟

مجھے اس متعلق کیوں نہیں معلوم؟

اسکے ذہن میں بھی انزر سے ملتے جلتے سوالات ابھرے۔

ثمن تائی غیر جانبدار تھیں- نہ انہیں اس فیصلے سے کوئی دلی خوشی ہوئی اور نہ ہی غم- یہ تو سو اچھا تھا کہ انزر سے جان چھوٹتی-

لیکن صنم اپنی ماں کی طرح نہ سوچ پائی- وہ اس قدر گہرے رنج و ملال میں مبتلا ہوئی کہ پچھلے تین روز سے شدید بخار میں مبتلا تھی- اس نے زبان سے تو نہ کہا لیکن صنم کی آنکھوں کی ویرانی اس کی بیمار حالت دیکھ کر ثمن تائی سب سمجھ گئیں - انہوں نے اسکی حالت کو بہت نظر انداز کرنے کی کوشش کی- کیونکہ جو وہ مانگ رہی تھی وہ ناممکن تھا- پر کب تک وہ اپنی اکلوتی بیٹی سے بیگانگی برت سکتی تھیں۔ آخر کو وہ بھی ایک ماں تھیں-

وہ ماں جو اولاد کے لیے کچھ بھی کرسکتی ہے- جھک بھی سکتی ہے اور جھکا بھی سکتی ہے- خاص طور پر تب جب ماں نے اپنی زندگی میں کوئی کمی دیکھی ہو،اور وہی کمی اسکی اولاد کی زندگی میں آجائے۔ایسے میں وہ

اس کمی کو اپنی اولاد کی زندگی میں ایک لمحے کے لیے بھی برداشت نہیں
- کرپاتی- اس کو ختم کرنے کو اپنے بس میں جو ہوتا ہے وہ کر ڈالتی ہے
ثمن تائی بھی یہی کرنے والی تھیں- جو انکے بس میں ہے انہیں وہ کرنا
تھا- پھر چاہے وہ صحیح ہو یا غلط - لیکن وہ اپنی بیٹی کے لیے ایک
-کوشش کرنا چاہتی تھیں

صنم کا سر اپنی گود سے اٹھا کر انہوں نے تکیے پر رکھا- جسکا نیند میں
ہونے کی وجہ سے اسے پتا نہ چلا-بند جوتے پہن کر گرم شال لپیٹتے وہ
-بنا آواز کے چلتی باہر آگئیں

سیڑھیاں چڑھ کر اوپر پہنچتے وہ ایک کمرے کے باہر رکیں - اس وقت
رات دس بجے کا وقت تھا- کوئی اپنے کمرے میں موجود خشک میوہ
جات کھا رہا تھا تو کوئی سونے کی تیاری کررہا تھا- نیز سارے گھر میں
-گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی

لمبا سانس کھینچ کر دل کڑا کرتے انہوں نے دروازہ بجایا- وہ اس وقت
تائی ثمن نہیں تھی- وہاں کھڑیں وہ اپنے اندر کی ثمن کو کہیں دور

!!چھوڑ آئیں تھیں- اس وقت اگر وہ کچھ تھیں تو صرف ایک ماں

جو اپنی اولاد کی زندگی میں وہ کمی نہیں دیکھ سکتی تھی جو اس نے دیکھی-

جسے اپنی اولاد کے لیے دنیا کی ہر آسائش و خوش چاہیے تھی- چاہے پھر

-اس سے کسی دوسرے کی اولاد کی خوشی ختم ہی کیوں نہ ہوجاتی

دروازہ کھلا- دروازہ کھولنے والا انہیں اس وقت دیکھ کر کچھ حیران و

-پریشان ہوا

-آپ "!!استعجابی انداز میں پوچھا گیا"

"ہاں, میں! مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے۔"

****

دین مینشن کی اونچے سفید میناروں والی عمارت روشنیوں سے جگمگا رہی

تھی -دادا جان نے اکلوتے پوتے کی شادی کی خوشی میں بیس دن پہلے ہی پورے گھر کو دلہن کی طرح سجا دیا تھا-شادی میں محض دس دن رہ گئے تھے-

پورے گھر میں زوروشور سے شادی کی تیاریاں چل رہی تھیں- خوشی سے نہال صالحہ تائی کبھی جیولر کے تو کبھی بوتیک کے چکر لگاتیں - یہ جانتے ہوئے انزر زیادہ کامدار کپڑے نہیں پہنتی وہ ایسے ڈھیروں دیدہ زیب کپڑے اسکے لیے خرید چکی تھیں-

- تائی ثمن بھی بہت بڑھ چڑھ کے خریداری میں حصہ لے رہی تھیں جس پر پہلے تو صالحہ تائی حیران ہوئیں پر انہیں اپنی خوشی میں خوش دیکھ کر انکا سیروں خون بڑھا- ثمن تائی نے صنم کے کان میں بھی نجانے کونسا منتر پھونکا کہ وہ تین دن کی بیمار اگلے ہی روز بیڈ سے تندرست و توانا اٹھ پڑی-

نیز ہر کوئی مختلف کاموں میں مصروف تھا- ماسوائے انزر اپنی اپنی جگہ ہر کسی کی خوشی کا الگ ہی عالم تھا -اسے صالحہ تائی زبردستی تیاریوں میں

شامل کررہی تھیں- اسکی بے توجہی کو وہ انزر کا گریز سمجھتیں- جو شاید
-اچانک رشتہ بدل جانے کی وجہ سے اس کے دل میں پیدا ہوگیا تھا
یکدم بڑھ جانے والی مصروفیات اور کچھ یہ سوچ ؛ ضرار انزر کے لیے
بہترین انتخاب ہے- اس نے انہیں انزر سے بات کر کے اسکی دلی
کیفیت جاننے کا موقع نہ دیا- اگر جو وہ جان جاتیں تو ضرور اسکا دل
-صاف کردیتیں

انزر دن رات دل و دماغ کی جنگ میں پیستی جارہی تھی- اس کے سر
پر ہر وقت ایک وحشت کا عالم طاری رہتا-کسی بھی چیز میں اسکا دل
نہیں لگ رہا تھا- ان دنوں وہ بڑی شدت سے ہدی اور منصور کو یاد
کرتی- وہ ماضی میں جیسے بھی بہو بیٹا ثابت ہوئے- انزر کی دونوں سے
بہت پیاری اور قیمتی یادیں وابستہ تھیں- انکی یاد میں باربار اس کی آنکھیں
-بھیگ جاتیں

کبھی یوسف تایا اور صالحہ تائی جان کا خلوص، ضرار کا رویہ دیکھ کر اسکا
دل کہتا زندگی کتنی مہربان ہوگئی ہے - لیکن اندر جمی بدگمانی کی گرد اس

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

، کو زیادہ دیر اچھا سوچنے نہ دیتی - اور پھر وہی ماضی کے تلخ رویے ضرار کا جانا اسے منفی سوچوں میں مبتلا کر دیتا- وہ اس بات کو دل سے لگا بیٹھی تھی-

اسے لگتا جیسے ضرار تایا ، تائی کے دباؤ میں آکر اس کے ساتھ اتنے پیار سے پیش آرہا ہے- وہ رشتہ جس کے باعث وہ بارہ سال گھر سے ماں سے دور رہا اس کو اب مجبوری میں آکر قبول کر رہا ہے-

اسے یہ مجبوری کا سودا ہرگز قبول نہ تھا- وہ بچپن سے لے کر اب تک وہ ان چاہے ہونے کا مطلب اچھے سے سمجھ چکی تھی- اپنی ساری زندگی وہ اس دل کو چیر دینے والےاحساس کیساتھ نہیں گزار سکتی تھی- آخر زندگی کی خوشیوں پر اسکا بھی حق تھا-

یہی سب سوچتے اس نے ایک ایسا قدم اٹھانے کا سوچا- جس کے بعد واپسی کے تمام راستے بند ہوجانے تھے- بہت سے لوگوں کا مان اعتبار ٹوٹ جانا تھا- جبکہ بہت سے لوگوں کی منہ سے نکلی باتیں سچ ہونے والی تھیں-

-رات ساڑھے بارہ کا وقت تھا-باہر سرد ، اداس اور سیاہ رات تھی گزرتے دنوں کے ساتھ سردی کی شدت بڑھ چکی تھی-دھندلے بادلوں نے ہر چیز کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔موسم سرما کے باعث پورچ کے بیچ و بیچ لگا فوارہ بند پڑا تھا۔

ایسے میں کندھے پر چھوٹا سفری بیگ لٹکائے، سیاہ ہوڈی پہنے وہ دھڑکتے دل کے ساتھ لرزتے قدم رکھتی بیرونی گیٹ کی جانب جارہی تھی-

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دل تھا کہ ایسے لگتا ابھی نکل کر باہر آجائے گا - اتنی سردی میں بھی اسکے ماتھے پر پسینے کے ننھے قطرے چمک رہے تھے- ہر قدم پہلے سے بڑھ کر بھاری لگتا جیسے کوئی قوت ہر اٹھتے قدم کے ساتھ پہلے سے بڑھ کر طاقت کے ساتھ اسکو واپس کھینچ رہی ہو- مگر وہ نہیں رکی- جیسے -رک جاتی تو ہمیشہ کے لیے قید کر لی جاتی

گھبراہٹ میں اسکا پاؤں راستے میں پڑے گملے سے ٹکرایا- شادی کی تقریبات سے قبل قریبی عزیز و اقارب کی دعوت تھی۔ اسکی ہی تیاریوں

میں لان کے درمیان میں سے کچھ گملے اٹھوا کر سائیڈ پر رکھے جانے تھے- جو کہ شاید دیر ہونے کے باعث مالی کل رکھنے کے ارادے سے وہیں راستے میں چھوڑ گیا تھا- زیادہ چوٹ تو نہ لگی لیکن یکدم لگنے والی ٹھوکر کے باعث اس کے منہ سے بے ساختہ چیخ نکلی- جو گہری خاموشی -میں ارتعاش برپا کرگئی - لبوں پر ہاتھ رکھ کر تکلیف برداشت کرتے -خوف سے دھند میں ادھر ادھر دیکھتے وہ آگے بڑھی

گیٹ کے پاس پہنچ کر اس نے چہرہ موڑتے ایک نظر پیچھے بڑی شان سے کھڑے مینشن کو دیکھا- جس کے درو دیوار اگر اس کی ہر محرومی کے گواہ تھے- تو وہی در و دیوار صالحہ تائی کی انزر کے لیے بے پناہ محبتوں کے بھی گواہ تھے- جنھوں نے اپنی ذات کے ذریعے پوری کوشش کی کہ انزر خوش رہے- مگر وہ اکیلی کتنے محاذ پر کھڑی ہوسکتی تھیں -

گہرہ سانس کھینچ کر، اس نے کانپتے ہاتھوں سے یخ بستہ پڑے لوہے کے تالے کو پکڑا--یہی اچھا موقع تھا- اصغر)چوکیدار (بھی چھٹی پر گیا

ہوا تھا۔ وہ ہاتھ میں موجود چابی سے تالہ کھولنے لگی کہ بائیں کندھے پر محسوس ہونے والے ہاتھ کے دباو نے اسے اپنی جگہ منجمند کردیا - دل کی رفتار حد سے سوا ہوئی-

انزر؟"گہری خاموشی میں ضرار خان کی تصدیق کرتی آواز ابھری"-

کندھے پر موجود دباؤ بڑھا- انزر کو پیچھے کھڑے شخص کی انگلیاں اپنے کندھے میں پیوست ہوتی محسوس ہوئیں-

ضرار کی آواز پر خاموش رہتے اس نے زور سے آنکھیں میچیں -

آج تھکن کے باعث ماں جی اسے کافی دینا بھول گئیں تھیں - کچھ دیر تو وہ اپنے کمرے میں بیٹھا انتظار کرتا رہا پھر سونے کی کوشش کرنے لگا- مگر نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی- بیڈ پر کروٹیں بدلتے تنگ آکر وہ خود ہی کافی بنانے کے لیے کچن میں آگیا- ایک پل کو دل کیا کہ انزر سے کہے مگر پھر مسکرا کر سر جھٹکتے وہ خود ہی نیچے آگیا- انزر کا تو آجکل اس کے ساتھ چھتیں کا آکڑا چل رہا تھا- کافی بناتے ہوئے وہ اسکے متعلق ہی سوچ رہا تھا- اسے بات کرکے سب کچھ کلئیر کیے بغیر

حالات کا ٹھیک ہونا نظر نہیں آرہا تھا - کافی مگ میں انڈیلتے اس نے کل انزر کے ساتھ کہیں باہر لنچ کرنے کا سوچا- تاکہ وہ اسے کھل کر ہر بات بتا سکے- اسے یقین تھا کہ ایک مرتبہ بیٹھ کر بات کرنے سے تمام صورتحال کسی کو پتا لگنے سے پہلے ٹھیک ہوجائے گی-

اچانک نسوانی چیخ کی آواز نے اس کی سوچوں میں خلل پیدا کیا- آواز باہر کی سمت سے آئی تھی -

یہ تو انزر کی آواز ہے - "خود سے بولتے وہ کچن کی کھڑکی کے پاس" آیا جو لان میں کھلتی تھی- نسوانی ہیولے کو گیٹ کی طرف جاتا دیکھ وہ تیزی سے کچن کے لان میں کھلنے والے دروازے کو کھولتا باہر نکلا-

اسکو پتھر کی مورت بنا دیکھ ضرار نے انزر کا رخ اپنی جانب کیا- کندھے پر لٹکا سفری بیگ اسے بہت کچھ بتا رہا تھا- جسکو وہ سمجھنا نہیں چاہ رہا تھا -

اس وقت یہاں کیا کررہی ہو؟ "کہتے ہوئے نجانے کیوں اس کے لہجے" میں سختی در آئی-

گرم جوتوں میں مقید ضرار کے پیروں پر نظریں جمائے وہ خاموش رہی
-

کیا تم گھر سے بھاگ رہی تھی؟ "اسے جواب نہ دیتا دیکھ اب کہ اس " نے مختلف انداز میں اپنا سوال دہرایا -ضرار کا کندھے پر رکھا ہاتھ بے یقینی سے نیچے پہلو میں گرا-

کیوں؟ "اب کے لہجے میں کچھ ایسا تھا کہ انزر کی جھکی نگاہیں اٹھیں" دونوں کی نظریں ملیں- وہ زیادہ دیر ضرار کی آنکھوں میں دیکھنے کی تاب نہ رکھ پائی- جن میں اسے اپنے لیے فکر، محبت ، غصے کی ملی جلی کیفیت نظر آرہی تھی- وہ نگاہیں چرا گئی-

سب جھوٹ ہے!

ایک حسین فریب!

اس نے خود کو باور کروایا-

کیا تمھیں اس بات کا تنکا برابر بھی اندازہ ہے کہ تم یہ کرکے اپنے"

کردار کو کتنا بڑا سوالیہ نشان بنانے والی تھی؟ میری عزت کا نہیں تو کم از کم ماں جی کا تو خیال کرتیں۔ جنہوں نے تمھیں بیٹیوں کی طرح رکھا۔" وہ تاسف سے شاکی لہجے میں بولا۔

وہ اسے بہت کچھ کہنا اور بتانا چاہتی تھی۔ لیکن ہونٹوں پر لگا چپ کا قفل نہ ٹوٹا۔

"اپنے کمرے میں جاو۔ اگر شادی سے پہلے تم مجھے گیٹ کے آس پاس بھی نظر آئی تو میں بہت سختی سے پیش آوں گا، انزر۔" اس نے یکدم دائیں بازو کو کہنی سے تھام کر باور کروایا۔

"سمجھ گئی ہو؟" تھوڑی سے پکڑ کر اسکا چہرہ اوپر کرتے ضرار نے پوچھا ۔ جس پر وہ ہاں میں سر ہلا گئی۔ ابھی خاموشی میں ہی اسے عافیت لگی۔

"یہی تمھارے لیے بہتر ہے۔" اس نے کہہ کر چھوڑا۔ اسکے چھوڑتے ہی وہ اندر کی جانب بھاگ گئی۔

پیچھے کھڑا ضرار بھی اسکے پیچھے ہوا- کچن میں آکر ٹیبل کے گرد بیٹھتے اس نے یکے بعد دیگرے پانی کے دو گلاس پیئے-

اسکے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ انزر اس حد تک بدگمان ہے کہ بغیر سوچے سمجھے اتنا بڑا قدم اٹھا لے گی-وہ بہت ہی کوئی بدماغ قسم کی لڑکی ثابت ہوئی تھی۔ کسی کی عزت ،خوشی، خلوص، اعتبار کی اسے کوئی پرواہ نہ تھی- اسکے چلے جانے سے وہ گھر جس میں شادی کی رونقیں اپنے عروج پر تھیں وہاں صف ماتم بچھ جانی تھی-

اگر وہ کچن میں نہ ہوتا-کسی کو نہ پتا چلتا ؟ اس اگر کے آگے وہ کچھ سوچنا نہیں چاہتا تھا-

بے دلی سے اٹھ کر مگ میں موجود کافی کو سنک میں پھینکا- مگ وہی سنک میں رکھ کر وہ باہر نکلا-

اوپر والے پورشن سے یکدم داداجان کی چنگھاڑتی ہوئی آواز سن کو وہ تیزی سے زینے چڑھتا اوپر پہنچا-

****

کچھ دن پہلے

بیڈ پر آلتی پالتی مار کر بیٹھے وہ گود میں پڑے باول میں سے پاپ کارن کھاتی ایل ای ڈی پر چلتی فلم دیکھ رہی تھی- اسکا دھیان فلم دیکھنے سے زیادہ پاپ کارن کھانے پر تھا- اچانک ملنے والے جھٹکوں سے اسکا دماغ چکرا کر رہ گیا تھا -کچھ دیر کے لیے وہ اپنے آپ کو پرسکون کرنا چاہتی تھی-

وہ آج کل بہت کشمکش میں مبتلا تھی- اور آئے روز ضرار اپنے رویے سے انزر کی کشمکش میں مزید اضافہ کرتا جارہا تھا -

دروازے پر ہونے والی دستک کی آواز پر اس نے فلم اسٹاپ کی ، باول

کو سائیڈ ٹیبل پر رکھتے، لاک گھماتے دروازہ کھولا- رات کے اس

-وقت تائی ثمن کو سامنے کھڑا دیکھ انزر چونک گئی

-آپ "!وہ استعجاب سے بولی

ہمم، کچھ باتیں کرنی ہیں- "اس کو راستے سے ہٹاتیں وہ اندر داخل"

-ہوئیں

- انزر کو وہیں کھڑا دیکھ صوفہ پر بیٹھتیں وہ بولیں - "دروازہ بند کرو

"-اور یہاں آکر میری بات سنو

پتا نہیں کیا مسئلہ ہوگیا ہے- دل ہی دل میں خود سے سوال کرتے اس

-نے دھیرے سے دروازہ بند کیا

بیٹھنے کی بجائے وہ کمرے کے عین وسط میں سینے پر بازو لپیٹتے کھڑی

ہوگئی- جیسے کہہ رہی ہو جو بھی بات کرنی ہے جلدی کریں اور یہاں

- سے جائیں

اپنی شادی کی خبر تو تم تک پہنچ گئی ہوگی ؟ "وہ سیدھا مدعے کی بات"

پر آئیں - سوالیہ انداز میں بات کا آغاز کرتے تائی ثمن نے بولنا شروع کیا- "تم اس نکاح کو ختم کردو- "انکا لہجہ حکمیہ ہوا-

انزر نے وجہ دریافت کرنی چاہی کہ ہاتھ اٹھا کر اسے چپ رہنے کا اشارہ کرتیں وہ گویا ہوئیں -

پہلے میری بات سنو- جس طرح تمھاری ماں نے آکر میرے حق پر " ڈاکہ ڈالا تھا-بالکل اسی طرح تم نے میری بیٹی کے حق پر ڈاکہ ڈالا ہے- تم دونوں ماں بیٹی غاصب ہو- "وہ حقارت سے بولیں -

اپنی ماں کے غاصب ہونے کے متعلق تو وہ سنتی آئی تھی- اب وہ کیسے غاصب بن گئی یہ جاننے کے لیے وہ اندر اٹھتے ابال کو دباتی خاموش رہی-

جب تمھاری ماں نے ہمارے منصور کا قتل کیا "...انکی بات کاٹتے" انزر سختی سے بولی -

میری ماما نے بابا کو نہیں مارا- وہ ایکسیڈنٹ تھا- آپ سمجھتی کیوں "

-نہیں؟ "اس نے بےبسی سے کئی بار کی دوہرائی بات کہی

-یہ تم خود کو یقین دلا رہی ہو یا مجھے؟ "انہوں نے تمسخر اڑایا"

تمھارے اور ضرار کے نکاح سے قبل ، ضرار کا اور صنم کا رشتہ طے" تھا- "انہوں نے تھوڑا جھوٹ سے کام لیا- "تم یتیم کو تو ماموں جان تمھاری خالہ کے پاس بھیجنے والے تھے- ہمیں ڈائن کی اولاد کو پالنے کی کیا ضرورت تھی۔ وہ تو یوسف بھائی کو نجانے کیا سوجھی کہ انہوں نے زبردستی یہ نکاح کروادیا- "اسکو بھیجنے والی بات کا انزر کو علم نہ تھا- انکا کہی ایک ایک بست انزر کے منہ پر طمانچے کی طرح لگی- اس قدر ذلت-

وہ کیا تھی؟

اسکی کیا حیثیت تھی؟

اس سوال کا اسکے پاس صرف ایک ہی جواب تھا۔

سوائے ہدی کی بیٹی کے کچھ بھی تو نہیں۔اسکی اپنی کوئی پہچان ہی نہ

تھی۔

ضرار کسی طور پر اس نکاح کے لیے نہیں تھا۔ اس لیے اتنے سال" ناراض رہا۔ وہ تو اب بھی نہیں راضی لیکن یہ صالحہ اور یوسف بھائی بچے کے ساتھ ایک بار پھر زبردستی کررہے ہیں۔ وہ صرف میری صنم کو چاہتا ہے۔ اگر یوسف بھائی اسے جائیداد سے عاق کرنے کی دھمکی نہ دیتے تو " ۔ وہ کب کا تمھارا فیصلہ کرچکا ہوتا۔ اس بار وہ یہی تو کرنے آیا تھا

بس کردیں۔ چپ کرجائیں۔میں غاصب نہیں ہوں۔"ان کے زہر میں" گھلے جملوں نے اس سے کھڑے رہنے کی سکت چھین لی ۔ لمبے لمبے سانس لے کر اپنا سینہ مسلتے وہ بمشکل پانی پینے کی غرض سے صوفہ کے سامنے پڑے ٹیبل کے قریب پہنچی۔

اسکا ارادہ جانتے تائی ثمن نے پانی سے بھرا گلاس اسکی جانب بڑھایا۔ وہ تھامنے لگی کہ انہوں نے گلاس پیچھے کرلیا۔انزر نے اذیت سے انہیں دیکھا۔

اگر تمھارے اندر اس خاندان کا خون دوڑتا ہے تو یہاں سے چلی جاو۔ "

ثابت کرو کہ تم غاصب نہیں ہو۔ "اسکے عین سامنے کھڑے ہوتے
۔ انہوں نے کہا

ضرار مجھے کیا دھتکاریں گے۔ میں انہیں دھتکارتی ہوں ۔ مجھے ایسے"
" ۔ دوغلے مفاد پرست شخص کا ساتھ خود نہیں قبول

تو پھر یہاں سے جاو۔ جب تک تم اس گھر میں رہو گی تمھارے ان"
کھوکھلے دعوؤں کی میرے نظر میں کوئی اہمیت نہیں ہے ۔ "جو وہ
کررہی تھیں اسے ماتا تو ہر گز نہیں کہا جاسکتا۔ ماتا اس بات کی قطعاً
اجازت نہیں دیتی کسی دوسرے کی خوشیاں چھین کر اپنے بچے کو دو۔ یہ
۔ تو سفاکیت کی حد تک خودغرضی تھی

بہت جلد چلی جاوں گی۔ "انزر کے منہ سے نکلے الفاظ پر انکے دل کو"
کچھ راحت محسوس ہوئی۔ وہ ہدی کی بیٹی سے اتنی جلدی ہار کی امید نہ
رکھتیں تھیں۔

تم یہاں سے ایک دفعہ چلی جاو۔ نکاح پھر میں خود ہی ختم کروادوں"
گی۔اس سب کی فکر مت کرنا۔ "کہہ کر انہوں نے پانی کا گلاس اسکی

طرف بڑھایا جسکو انزر نے ہاتھ مار کے گرادیا-

ایک چھناکے کی آواز کے ساتھ گلاس ٹوٹا- بکھرے ہوئے گلاس کے ٹکروں کے ساتھ آج ایک بار پھر اسکا دل ٹکرے ٹکرے ہوا تھا- دل پر لگے زخموں سے خون رستا اسے لہو لہان کر رہا تھا-

ثمن تائی اپنا مقصد پورا ہوتا دیکھ وہاں سے جاچکی تھیں- اب انہیں یہ خبر اپنی بیمار بیٹی صنم کو بتا کر اسکو پہلے کی طرح خوش کرنا تھا-

پیچھے کھڑی انزر پورے قد کے ساتھ نیچے گرتی ہوش و خرد سے بیگانہ ہوتی گئی-

اپنے کمرے کی کھڑکی میں کھڑی صنم فاتحانہ نگاہوں سے اس کو جاتا دیکھ رہی تھی - انزر کے جانے کے متعلق تائی ثمن اور صنم کو پہلے سے معلوم تھا- تائی ثمن تو بے فکری سے نیند کی گولی کھا کر سو گئیں- لیکن صنم یہ منظر دیکھتے اپنے جلتے دل کو سکون فراہم کرنا چاہتی تھی-

ضرار جب سے لوٹا وہ ایک نامعلوم سی آگ میں جل رہی تھی- ضرار

کے جانے کے بعد ہمیشہ ہر کام میں اسے آگے رکھا گیا تھا-ضرار کی کمی دادا جان اس کے وجود سے پوری کرتے- انزر ہوتے ہوئے بھی کہیں پر نہیں تھی-

ہر کام میں انزر پر برتری حاصل کرنا اس کی عادت بن گیا تھا- اب جب گھر کے اکلوتے وارث کی شادی کا وقت آیا تو اس کی بجائے انزر کو چن لیا گیا- وہ بھی اب سے نہیں بہت سال پہلے سے ہی یہ فیصلہ لیا جاچکا تھا-

یہ بات اس کی انا پر کاری ضرب کی طرح لگی۔ صنم کو یہ انزر سے برتری کی جنگ میں اپنی شکست محسوس ہوئی- اسے ایسے لگا جیسے آج انزر ہر میدان میں اس پر بازی لے گئی ہے - وہ ہمیشہ کے لیے ہار چکی ہے-اور دل میں موجود ضرار کے لیے محبت نے سب بہت ناقابل برداشت تکلیف دہ بنا دیا-

اسے تو کسی پل چین نہ تھا- ماں بھی دل کے معاملے میں کوئی ساتھ نہیں دے رہی تھی- اس سے کے اوپر ضرار اور انزر کی دوستی، ضرار کا

NEW ERA MAGAZINE

انزر کے لیے خاص توجہ بھرا انداز ، سب کے سامنے اسکا دفاع کرنا تو

-اسے اور چبھتا- لیکن وہ خاموشی سے دیکھنے کے سوا کچھ نہ کرسکی تھی

،اس نے کئی مرتبہ کوشش کی لیکن وہ اپنے اور ضرار کے مابین وہ دوستی

-تکلف نہ پیدا کر پائی جو انزر اور ضرار کے درمیان تھا

نکاح کی بات کھلنے پر اسے ہر کسی کے رویے کی بہت اچھے سے سمجھ

-آتی گئی- لیکن یہاں اس کی انا کے ساتھ دل کا معاملہ بھی بن گیا تھا

جس کا اس نے اتنا ذہنی دباو لیا کہ وہ بیمار پڑ گئی- ان حالات میں

-اچانک ماں کا ساتھ ملنے پر اس کے سولی پر لٹکے دل کو تھوڑا قرار آیا

ابھی تو انزر چڑیل تمہیں آگے ایسی بہت سی ٹھوکریں لگنی ہیں-"باہر"

-نظر آتے انزر کے ہیولے کو ٹھوکر کھاتے دیکھ وہ غرور سے بولی

پر برا ہوا نجانے ضرار وہاں کہاں سے آگیا- انزر کو واپس اندر جاتا دیکھ

وہ تو اپنی سمجھ بوجھ ہی کھو بیٹھی۔ تلملاتے ہوئے ضرار کی موجودگی میں

باہر دادا جان کے کمرے میں جانے کی بجائے اس نے بیڈ پر پڑا فون

-اٹھایا، اور داداجان کو کال ملائی

غصے سے اسکا دل چاہا پورے مینشن کو تہس نہس کر ڈالے- اسے ایسے لگ رہا تھا کہ اگر اس نے ابھی کچھ نہ کیا تو اس کے دماغ کی نس پھٹ جائے گی-

"انزر نہ جاکر تم نے بہت بڑی غلطی کی ہے - اس مینشن میں تمھارا سانس لینا تک میں نے مشکل نہ کیا تو میرا نام صنم نہیں ہے - "فون رکھتے اضطراب سے سر کے بال مٹھیوں میں جکڑے وہ خود سے ہمکلام تھی-

ایک دفعہ تو اتنی رات گئے صنم کی کال دیکھ کر دادا جان پریشان ہوئے۔ مگر اس کی بتائی خبر پر وہ جلدی سے جوتا پہن کر اتنی سردی میں کوئی بھی گرم شال یا چیز پہنے بغیر غیض و غضب کی حالت میں سیڑھیاں چڑھتے اوپر پہنچے-

ڈھار کی آواز کے ساتھ دروازہ کھولتے وہ اس کے کمرے میں داخل ہوئے- نیچے فرش پر گرے بیگ نے ان کے بدترین شک کی تصدیق کردی - وہ دل میں کہیں نہ کہیں اپنے منصور کی بیٹی سے اس کی توقع

- نہیں کررہے تھے

-ان کے دل پر گھونسا پڑا- تکلیف کی ایک لہر سی اٹھی

انزر جس نے کمرے میں آتے کندھے پر لٹکا بیگ عالم تیش میں نیچے فرش پر پھینکا تھا- اور وہ جو یہ سمجھنے کی کوشش میں تھی کہ ضرار خود آیا یا کسی نے اسے بھیجا وہ اچانک داداجان کو کمرے میں داخل ہوتا دیکھ

-بوکھلا کر رہ گئی

- بے حیا ! گندہ خون ! یہی دیکھنا باقی رہ گیا تھا- "وہ پھٹ پڑے"

-ان کی زمانے بھر کی خشک، سرد، پھنکارتی ہوئی آواز پر انزر کا دل کانپا

-لیکن وہ منجمد نظروں سے انہیں دیکھتی اپنی جگہ کھڑی رہی

آخر کب شرم آئے گی؟مجھے بتاو تم کس مٹی کی بنی ہو؟ تھو ہے تم "

-پر "اس!" کے سر پر پہنچ کر دادا جان نے نیچے تھوکا

-انزر کو ایسے محسوس ہوا کہ داداجان نے اس کے منہ پر تھوکا ہے

آج میں تمھیں نہیں بخشوں گا - یہ نکاح ختم ہوئے گا- "اس کو بازو"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سے پکڑ کر جھنجوڑتے وہ بولے ہی کہ اچانک دل کا درد بڑھا اور وہ اسکا
بازو پکڑے ہی کچھ نیچے کو جھکے-

داداجان -"انزر کے حلق سے مری مری آواز نکلی- وہ ایسا تو کچھ نہ"
چاہتی تھی-

آواز کی سمت کا اندازہ لگاتے انزر کے کمرے میں داخل ہوتے ضرار نے
فوراً سے پیشتر انکو تھاما-

دادا جان سنبھل کر - "کندھوں سے پکڑ کر انہیں بیڈ پر لیٹاتے وہ"
ساکت کھڑی انزر سے مخاطب ہوا-

جلدی، میرے کمرے سے میڈیکل باکس لے کر آو- "ہوش میں آتی"
وہ بھاگتی ہوئی باہر گئی-

ضرار نے سینہ مسل کر لمبے لمبے سانس لیتے داداجان کی قمیض کے اوپری
بٹن کھولے- انزر کے باکس لانے پر اسنے فورا فرسٹ ایڈ دی- مجرموں
کی طرح کھڑی انزر داداجان کی صحت کے لیے دعا گو تھی-

دادا جان کو پینک اٹیک ہوا تھا۔ تھوڑی دیر میں انکی طبیعت سنبھل گئی۔

مجھے اس کمرے سے لے چلو-"داداجان نقاہت زدہ آواز میں قریب " ہی مضمحل بیٹھے ضرار کے بازو پر ہاتھ رکھتے گویا ہوئے۔ وہ نفرت بھری نگاہوں سے انزر کو دیکھ رہے تھے - ان کا رنگ کچھ ہی دیر میں زرد پڑ چکا تھا -

-دادا جان آپ پلیز پرسکون رہیں-آپ کو ابھی آرام کی ضرورت ہے"

-انزر باہر جاو-"انکے اوپر لحاف درست کرتے وہ اس سے مخاطب ہوا

اسے تو ان کی حالت سمجھتے پہلے ہی باہر چلے جانا چاہیے تھا - کھڑی تو وہ فکر میں تھی۔ لیکن بیڈ پر دراز داداجان کو لگ رہا تھا کہ وہ وہاں انہیں چڑانے کو کھڑی ہے-

اسے گم صم کھڑا دیکھ وہ خاموشی سے اٹھتا ہوا اسکے قریب آیا- اور ہاتھ سے پکڑ کر باہر لاتے اپنے پیچھے کمرے کا دروازہ بند کیا-

خاموش کھڑے دونوں ایک دوسرے کو برہم نگاہوں سے دیکھ رہے

تھے-

"چھوڑیں میرا ہاتھ - " جارحانہ انداز میں بولتے وہ اپنا ہاتھ چھڑا گئی-

انزر، اگر آج دادا جان کو کچھ ہوجاتا"...ضرار ہمیشہ کی طرح اسکے گستاخانہ انداز کو نظر انداز کرتے گویا ہوا -

"تو میں آپ کو کبھی معاف نہ کرتی ، ضرار- "کہتے ہوئے اس کی جلتی آنکھیں بھیگی-

"کیا کہا؟ "انزر کی بات پر اسکا دماغ چکرا کر رہ گیا-

"میں جانتی ہوں نکاح ختم کرنے کا آپ کے پاس یہ بہت اچھا موقع ہے- لیکن کم از کم آپ داداجان کی طبیعت کا تو احساس کرتے- رات میں اٹھا کر ضرور پریشان کرنا تھا- "حقیقت جانے بغیر اس نے خود سے ہی ضرار پر فرد جرم عائد کیا- آخر اس کے علاوہ اور کون بتا سکتا تھا-

"بےوقوفی کی بھی حد ہوتی ہے - "دانت پیس کر تاسف سے کہتے وہ داداجان کے پاس واپس چلاگیا-

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پیچھے بھیگی آنکھیں رگڑتے، ہوا میں سر جھٹکتے انزر رات گزارنے کی غرض سے گیسٹ روم میں چلی گئ-

کمرے میں پڑے صوفہ پر بیٹھتے وہ خود بھی دوائیوں کے زیر اثر غنودگی میں چلے گئے داداجان کو دیکھتے سوچنے لگا آخر انہیں کیسے معلوم ہوا-

اگر انہوں نے دیکھا ہوتا تو وہ اوپر کمرے میں جانے کی بجائے نیچے ہی انزر کی خبر لے لیتے- اگر اس نے نہیں بتایا

انزر نے نہیں بتایا

تو پھر کس نے؟

وہ الجھ کر رہ گیا-

خیر اب جو بھی ماجرہ تھا وہ صبح داداجان سے بات کرکے ہی کھلنا تھا-

دکھتے سر کے ساتھ وہیں بیٹھے بیٹھے اس نے آنکھیں موند لیں -

نجانے اب داداجان نے نکاح ختم کرنے کا غصے میں آکر کہا تھا یا وہ واقعی ہی یہ سوچ بیٹھے تھے-

اسے صبح دادا جان سے اس بات کو ان تینوں کے بیچ رہنے کے متعلق بھی التجا کرنی تھی۔

یہ نکاح ختم کرنے والا خیال تو ان کے ذہن سے نکالنا تھا۔ کیونکہ اپنی تمام تر بے وقوفیوں کے باوجود انزر منصور اپنے شوہر کے دل میں جگہ بنا چکی تھی۔ وہ اسے نہیں چھوڑ سکتا تھا

یہ بھی معجزہ ہی تھا کہ اتنے شور کے باوجود ہر کوئی اپنے کمرے میں سویا نیند کے مزے لوٹ رہا تھا۔

کچھ دیر یونہی بیٹھے رہنے کے بعد وہ انزر کو دیکھنے کی غرض سے باہر آیا۔ کہ اب وہ رات کے اس پہر کہاں بیٹھی ہے۔گیسٹ روم کی جلتی لائٹس دیکھ کر وہ بے فکر ہوتا واپس داداجان کے پاس چلا گیا۔

باہر سردیوں کی طویل رات قطرہ قطرہ کرکے گزرتی ایک نئ صبح لانے کی تیاری کررہی تھی۔

****

اگلی صبح انزر کے کمرے سے نکلنے سے پہلے یہ ضرار اور اسکا اللہ جانتا تھا -کہ اس نے کتنی مشکل سے داداجان کو کچھ نہ کرنے پر راضی کیا تھا ورنہ وہ تو یہ نکاح ختم کرنے کا مصمم ارادہ کر بیٹھے تھے- انہیں ضرار کی زندگی اپنے منصورسے الگ نہ لگ رہی تھی- ان کا دل مستقبل میں -پیش آنے والے واقعات کے خوف سے ڈر گیا تھا

اگر ضرار اللہ کا واسطہ نہ دیتا تو وہ کبھی راضی نہ ہوتے-اسکے کئی مرتبہ پوچھنے پر بھی انہوں نے اسے یہ نہ بتایا کہ انہیں کیسے معلوم ہوا۔

دادا جان کا سب گھر والوں کو سخت حکم تھا کہ شادی تک انزر اپنے کمرے میں بند رہے گی - کسی کام کے سلسلے میں وہ گھر سے تو کیا کمرے سے بھی باہر نہیں نکلے گی-انہوں نے اس کا فون بھی اپنے پاس رکھ لیا تھا- اب جو تو اس حکم کے پس منظر سے واقف تھے وہ خاموش رہے مگر جو ناواقف تھے انہوں نے اپنی الجھن کا اظہار کر کے ؛کہ

-نجانے انہیں کونسے خدشات لاحق ہوگئے ہیں؛ خاموشی اختیار کرلی

صالحہ تائی نے کئی مرتبہ انزر سے اس سب کی وجہ پوچھی لیکن وہ پتھر کی مورت بنی بیٹھی رہتی- تمام فنکشنز کے ملبوسات انہوں نے ہی پسند کرلیے- وہ انزر کو دکھا کر اس کی مرضی معلوم کرنے کوشش کرتیں کہ بچی باہر نہیں جاسکتی تو گھر بیٹھے سب اپنی پسند کا بنوالے لیکن وہ -آپ کی پسند میری پسند 'کہہ کر ٹال جاتی'

چہرے پر رنگ روپ آنے کی بجائے وہ مرجھائی جارہی تھی- بے خوابی کے باعث آنکھوں کے نیچے ہلکے پڑ گئے تھے-

-تیاریوں میں دن گزرنے کا پتا بھی نہ چلا اور شادی کی تقریبات آگئیں پرسوں رات دین مینشن کے لان میں قریبی عزیز و اقارب کا کھانا کیا گیا تھا- پھر ایک دن کا وقفہ تھا- جس میں وہ سب مہندی کی تقریب -کے لیے فارم ہاؤس آگئے تھے

یہ اخیر سردیوں کی اداس صبح تھی- نماز فجر کے بعد رات کی سیاہی آہستہ آہستہ صبح کی سپیدی میں تبدیل ہورہی تھی - آسمان دیکھنے پر یوں معلوم

ہوتا جیسے ابھی شام کا وقت ہے- آج ان دونوں کی مہندی تھی۔

ضرار بھی اندر ہی اندر انزر سے ناراض تھا-اور وہ نجانے کہاں سے یہ خوش فہمی پال بیٹھا تھا کہ اس کی بیگم آکر اسے منائے گی- خیر، اس رات کی گفتگو سے ضرار کو اتنا تو معلوم ہوچکا تھا جو غلط فہمیاں پیدا ہوگئی تھیں وہ بات کرکے کلئیر نہ کرنے کی وجہ سے انزر کے اندر ٹیومر کی سی تیزی سے بڑھتی جا رہی ہیں-

ضروری نہیں ہر انسان کی غلط فہمی وقت کے ساتھ آپ کا رویہ دور کردے بعض انسانوں کو جب تک بیٹھا کر ہر بات کلئیر نہ کر دی جائے تب تک ان کے اندر موجود بدگمانی کا کالا سمندر شفاف نہیں ہوتا-

اس لیے وہ انزر سے بات کرنے کی خاطر صبح کے چھ بجے اس کے کمرے کی گلاس وال کے باہر کھڑا تھا-جو کہ فارم ہاوس کے پچھلے لان میں کھلتی تھی- پچھلے دنوں ناراضگی اور شادی کی لیو سے پہلے ہسپتال میں بڑھتی مصروفیات کے باعث وہ اس سے بات تو کیا اسے دیکھ بھی نہ پایا تھا- اور اب تقریبات شروع ہوتے ویسے ہی ان دونوں کا پردہ

- کروادیا گیا تھا- دن کے ٹائم بات کرنا تو ذرا مشکل ہی تھا

اس لیے اس نے بات کرنے کے لیے اس وقت کا انتخاب کیا۔ دل میں اللہ کا نام لے کر ضرار نے گلاس وال پر ہلکی سی دستک دی۔ کیونکہ اس کی معلومات کے مطابق روم میں انزر کے ساتھ اریج)ضرار کی خالہ کی -بیٹی (بھی محو خواب تھی- آواز سن کر کوئی بھی آسکتی تھی

دوسری طرف انزر جو ساری رات کروٹوں پر کروٹیں بدلتی رہی تھی۔ اسکی ابھی ہی جاکر آنکھ لگی تھی- کچی نیند میں ہونے کے باعث دستک کی آواز پر اسکی فورا آنکھ کھلی - نائٹ بلب کی روشنی میں اس نے یونہی لیٹے کمرے میں یہاں وہاں دیکھا- پھر لحاف اتار کر اٹھتے اس نے اک -نظر برابر میں سوئی اریج کو دیکھا

-ایک بار پھر دستک کی آواز پر وہ اٹھتی ہوئی پردوں کے پاس گئی براون بال کھلے ہوئے کندھوں پر گرے تھے- ان کی لمبائی بھی زیادہ -ہوچکی تھی

بائیں ہاتھ سے اس نے تھوڑا پردہ سرکایا- باہر ضرار کو کھڑا دیکھ حیرت

سے اسکی آنکھیں بڑی ہوئیں - اس نے گردن موڑ کر پیچھے بیڈ پر دیکھا پھر ضرار کو- اتنے دنوں بعد اسے دیکھ کر وہ اندر ہی اندر کہیں خوش ہونے کیساتھ نروس بھی ہوئی۔

-انزر کو دیکھ کر ضرار نے شکر کا سانس لیا

انزر ، کیا تم باہر آسکتی ہو؟ "سفید ٹراؤزر شرٹ پر بلیو پیرا شوٹ" -جیکٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے کھڑا وہ بولا

آپ یہاں کیا کررہے ہیں ؟ "دروازہ کھولنے کی بجائے وہ وہیں کھڑی" بولی- اسکی سرگوشی نما آواز اتنی اونچی تھی کہ باہر کھڑا ضرار بآسانی سن -سکا

انزر ، میں کہہ رہا ہوں کیا تم پلیز باہر آسکتی ہو-"عادت کے مطابق" اسے سوال جواب شروع کرتا دیکھ وہ بولا- بولتے ہوئے چہرے پر نرم -تاثرات تھے

میں نہیں آرہی- جائیں "!وہ لہجے میں خفگی لیے بولی- اگر جو ارتج"

-اٹھ جاتی تو خواہ مخواہ کی شرمندگی اٹھانی پڑتی

-اگر تم باہر نہیں آئی تو میں اندر آجاوں گا - "وہ سکون سے بولا"

-جیسے اندر آنا اتنا ہی آسان ہے - "وہ سیخ پا ہوتے بولی"

بعد میں مجھے مت کہنا- "مزے سے پاس سجاوٹ کے لیے رکھے گئے"

- گملوں میں سے ایک اٹھاتے وہ بولا- اتنا تو وہ بھی انزر کو سمجھ گیا تھا

-وہ آرام سے بات ماننے والوں میں سے نہیں تھی

ٹھریں "!کہتے ہوئے اس نے ہاتھ کے اشارے سے بھی ضرار کو رکنے"
" - کا کہا- "میں آتی ہوں

-یہی تو میں کہہ رہا تھا- "گملا رکھ کر ہاتھ جھاڑتے وہ بولا"

-وہ پرپل نائٹ سوٹ کے اوپر گرم بلیک سویٹر پہنتی باہر آئی

انزر"!وہ اسکو اتنے دنوں بعد اپنے سامنے دیکھ کر خوش آمدید انداز"

-میں بولا

انزر سوچ میں پڑ گئی یہ شخص ہر نوک جھونک کے بعد ایسے کیسے ظاہر

کرلیتا ہے جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو-

کیا ہم دونوں میں سب صحیح ہے؟ "وہ دل کی بات زبان پر لائی"-

اگر نہیں ہے تو میں وہی ٹھیک کرنے آیا ہوں- "چلتے ہوئے وہ کچھ "
قدم دور درخت کے نیچے آ کھڑے ہوئے-

پتوں پر چمکتے شبنم کے قطرے بارش کی بوندوں کی طرح گر رہے
تھے - درخت کی شاخوں کے ساتھ لپٹی نیلی، سبز ، لال لائٹس جل رہی
تھیں-

تمھارے ساتھ کیا مسئلہ ہوگیا ہے؟ اگر تم سمجھتی ہوکہ میں یہ نکاح "
کسی دباؤ میں آ کر کررہا ہوں تو ایسا بالکل بھی نہیں ہے - اس میں
میری دلی رضا اور خوشی شامل ہے -میں نہیں جانتا اس رات تم نے کس
حد تک ہماری باتیں سنیں لیکن سب ویسا نہیں ہے جیسا تم سمجھ رہی
ہو- ٹھیک ہے میں نکاح کے بعد چلا گیا تھا- لیکن میں ناراض نہ بھی
ہوتا تو دو سال بعد جانا تو مجھے ویسے بھی تھا۔ وہ میں دو سال پہلے چلا
گیا- میں قبول کرتا ہوں یہ میری غلطی ہے کہ میں اتنے سال واپس نہ

آیا-مجھے ایسے نہیں کرنا چاہیے تھا- لیکن اس وقت میری ایج ہی کچھ ایسی تھی کہ میں چیزوں کو اس طرح نہ سمجھ اور کر پایا جیسے کرنا چاہیئے تھا- اس کے لیے میں معافی چاہتا ہوں - "اپنے مخصوص دھیمے گھمبیر لہجے میں سنجیدگی سے کہتے وہ اپنی طرف سے تمام بات کلئیر کرچکا تھا-

"بس یا کچھ اور بھی کہنا ہے؟"

میں واقعی میں ہی تم سے معافی چاہتا ہوں - "ضرار کے مطابق " جہاں غلطی ہے وہاں جھک جانے میں کوئی عیب نہیں-

"آپ کو کیا لگتا ہے کہ معافی مانگنے سے سب ٹھیک ہو جائے گا؟"

نہیں-لیکن پھر تم کیا چاہتی ہو؟ میں نے کوشش کی کہ اپنے رویے" سے تمھیں محسوس کروا سکوں کے ماضی میں جو بھی تھا لیکن اب تم میرے لیے خاص ہو- پر جب تم نہیں سمجھی تو بات کرکے معافی بھی مانگ رہا ہوں- اگر پھر بھی تمھارا دل صاف نہیں ہورہا - تو بتاو میں ایسا کیا کروں کہ سب پہلے جیسا ٹھیک ہوجائے- "وہ سارے معاملے کو بہت تحمل سے ہینڈل کررہا تھا-

-چہرہ جھکائے، نظریں اٹھائے اسے دیکھتے انزر پھر الجھن کا شکار ہوئی

اسے سمجھ نہیں آیا کہ سامنے کھڑا وہ پرکشش مرد جو اسکا شوہر ہے وہ

اسے فریب دے رہا ہے یا تائی ثمن- اور پھر جو اس نے خود دیکھا، سنا

-سہا ،

کچھ بھی نہیں۔جائیں !یہی کافی ہوگا- "اسکو دیکھتے وہ بولی- سردی کے"

-باعث اس کی آواز کپکپی کا شکار ہوئی

- میں نہیں جارہا - "ضرار بولا"

-تو میں چلی جاتی ہوں- "کہتے ہوئے وہ پلٹی"

تم بھی کہیں نہیں جارہی- "کلائی سے پکڑ کر اسکو واپس اپنی جگہ کھڑا"

کرتے وہ مخصوص شوہروں والے انداز میں بولا- وہ یہاں سب ٹھیک کرنا

-چاہ رہا تھا - اور انزر میڈم کے نخرے ہی نہیں ختم ہو رہے تھے

میں شور ڈال کر سب کو بلالوں گی- "یہ کہنا کہ وہ غاصب ہے- اس"

،نے صنم کا حق مارا ہے- آپ میری بجائے صنم کو پسند کرتے ہیں

جائیداد کے لیے مجھے اپنا رہے ہیں- اسے اپنا ہی مذاق بنوانے کے مترادف لگا- وہ خود کی مزید تذلیل برداشت نہیں کر سکتی تھی-

سامنے کھڑی انزر سے کچھ بعید نہ تھا کہ وہ ایسا کر جاتی اس لیے وہ جلدی سے بولا "صرف دو سیکنڈ کے لیے میری بات سنو پھر میں چلا جاوں گا- "اس کو خاموش کھڑا دیکھ وہ بولا "اگر مجھے معلوم ہوتا کہ یہ بات معلوم ہونے پر تم اتنا ہرٹ ہوگی تو میں کبھی بھی ایسے نہ جاتا- تمھیں کبھی بھی دکھی نہ کرتا- "سنجیدگی سے بولتے آخر میں وہ مسکراتے ہوئے بولا- "لیکن اس سب میں ایک فائدہ تو ہوا- کم از کم مجھے یہ تو پتا چلا کہ تم میرے بارے میں سوچتی ہو- کیونکہ جس انزر کو میں نے جانا ہے وہ صرف ان پر ہی ناراضگی کا اظہار کرتی ہے جن سے وہ محبت کرتی ہے -"

آنکھوں کی چمک نے چہرے پر آئی دلنشین مسکراہٹ کا ساتھ دیا-

ایک بار پھر ضرار کے اس قدر درست تجزیے پر وہ پہلے تو ششدر رہ گئی - اور پھر گھبراہٹ کا شکار ہوئی - جس بات کا اس نے ابھی تک کبھی

-خود سے اقرار نہ کیا تھا وہ بات یہ بندہ کتنی آسانی سے کہہ جاتا تھا

یہ سب آپکی خام خیالی ہے - انزر منصور کبھی بھی کسی دوغلے انسان" سے پیار نہیں کرسکتی جس کے دل میں کچھ، باہر کچھ اور ہو- "سنبھلتے ہوئے وہ سفاکیت سے بولی- "نہ مجھے آپ سے محبت ہے اور نہ ہی -کبھی ہوسکتی ہے - "کہہ کر وہ جانے کے لیے مڑ گئی

کیا تمھیں واقعی لگتا ہے کہ میں منافق ہوں؟ "انزر کی بات اسکے دل" -کو لگی تھی

-یہ یقین کرنے کی بات نہیں ہے -"وہ بنا پلٹے بولی"

بالکل ، بات یہ ہے کہ تمھیں میرا یقین نہیں ہے- "وہ افسوس سے" -بولا

اس کی آواز نے انزر کے قدم جکڑے- دل نے کہا جو اب ہے صرف -وہ سچ ہے

مگر آنکھوں میں آئے نمی کو اندر دھکیلتی وہ وہاں سے چلی گئی- وہ

غاصب نہیں تھی۔ وہ غاصب نہیں ہوسکتی تھی۔

****

ضرار بچے تم جاو آرام کرو- میں انہیں بھی اٹھاتا ہوں - "لڑکوں کے" ہلے گلے میں بیٹھے ضرار کو داداجان بولے- جس کے لبوں پر پھیلی مسحور کن مسکراہٹ ، ہیزل آنکھوں کی چمک اسکی دلی خوشی کا پتا دے رہی تھی۔

باہر کھلی فضا میں وسیع پیمانے پر سجاوٹ کرکے مہندی کے فنکشن کا انعقاد کیا گیا تھا۔ جو خیر و عافیت سے اپنے اختتام کو پہنچا تھا- اس وقت باہر کے سب مہمان جاچکے تھے- صرف وہی رہ گئے تھے جنہوں نے فارم ہاؤس ٹھہرنا تھا-

جن میں خواتین تو سردی سردی کرتیں اندر جاچکی تھیں - جبکہ مرد

-حضرات سردی سے بے نیاز وہیں بیٹھے تھے

محفل کی جان ! ضرار خان !دولہا صاحب ،آپ جارہے ہیں؟"ا سٹیج پر"

-اس کے گرد جمع کزنز میں سے ایک لہک کہک کر بولا

-ضرار نے ہنستے ہوئے ہاں میں سر ہلایا

حقیقتاً وہ کافی تھک چکا تھا- اور اب اپنے گرم بستر میں آرام کرنے کو

-دل کررہا تھا- لیکن وہ لوگ تھے کہ اسے چھوڑ ہی نہیں رہے تھے

داداجان کے کہنے پر اس نے دل میں شکر کیا- اور فوراً سے پیشتر اٹھ

-کھڑا ہوا

ا سٹیج سے نیچے اترتے اپنے کزنز، دوستوں)جو خاص شادی میں شمولیت

کے لیے امریکہ سے آئے تھے- (کو وہیں باہر بیٹھا چھوڑتے وہ اندر چلا

-گیا

ماں جی ، میں نے جو رنگز آرڈر کی تھیں - کیا آپ وہ جیولر کے پاس"

سے لے آئیں ہیں؟ "ماں جی جو تائی ثمن کے ساتھ مہمان خواتین کے

-درمیان بیٹھیں تھیں - ان کو سائیڈ پر بلاتے ضرار نے پوچھا

-اس نے سونے سے قبل ویڈنگ رنگز انزر کے کمرے میں رکھنے کا سوچا

وسیع لاؤنج میں بیٹھا ہر کوئی چائے، کافی ، ڈرائی فروٹس سے لطف اندوز ہوتے خوش گپیوں میں مصروف تھا- ایک سائیڈ پر صنم کے ساتھ بیٹھی -لڑکیاں ڈھولکی بجاتے گیت گا رہی تھیں

سب کو دیکھ کر لگ رہا تھا کہ کسی کا بھی سونے کا کوئی ارادہ نہیں ہے

-

ہاں بیٹا، صبح ہی لے کر آئی ہوں- میرے سائیڈ ٹیبل کے دراز میں" باکس پڑا ہے-تم جاکر لے لو- "اسکے بازو پر پیار سے ہاتھ رکھتیں وہ - بولیں

صحیح - انزر کہاں ہے؟ "سب میں اسکی غیر موجودگی کو محسوس کرتے" -وہ پوچھ بیٹھا

دوپہر کا اسے پارلر والی نے تیار کر کے بٹھایا ہوا تھا- تو کافی تھک"

گئی تھی۔ اس لیے اپنے روم میں آرام کررہی ہے۔ "ماں جی کی وضاحت
- پر وہ سر ہلا کر جانے لگا

اسکی کمرے میں موجودگی کا سن کر دل اپنی نک چڑھی بیگم کو دیکھنے
کا کرنے لگا- صبح والی بات سے وہ کافی ہرٹ ہوا تھا۔ لیکن وہ اس سے
ناراض نہ ہوسکا۔

-وہ جارہا تھا کہ ساجدہ آنٹی کی آواز نے اسکے بڑھتے قدموں کو روکا
ڈاکٹر صاحب ہمیں تو لگا تھا کہ آپ وہاں کسی فرنگن سے شادی کر"
بیٹھے ہیں- جو ہمارے بچے کو آنے نہیں دے رہی- "وہ پر مزاح انداز
-میں کہتے لطیف سہ طنز کر گئیں

نہیں آنٹی ایسی کوئی بات نہیں ہے - بس کچھ جاب کی مصروفیات"
-تھیں - "احترام سے جواب دیتا ضرار وہاں سے چلا گیا

وہاں سب کے درمیان بیٹھی صنم ، آف وائٹ گولڈن تلے کے کام
والے پاجامہ سوٹ میں ملبوس وجاہت کے شاہکار ضرار خان میں کھو کر

رہ گئی۔ کچھ لمحے کے لیے اسے اپنے ارد گرد کا کوئی ہوش نہ رہا۔

-ساجدہ، کیسی باتیں کرتی ہو۔ ہمارا بیٹا تمھارے جواد جیسا تھوڑی نہ ہے"
تائی ثمن نے بھی جواب دینا اپنا فرض سمجھا۔ "

راہداری کی طرف جاتے ضرار کے کانوں میں تائی ثمن کی آواز بخوبی
-پڑی تھی

دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوا تو ہیٹر کے باعث گرم کمرے
- کی لائٹس جل رہی تھیں

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ماں جی کی طرف کا دراز کھولتے اس نے سائیڈ پر کرکے رکھی میرون
مخملیں ڈبی اٹھائی- یہ رنگز اس نے خاص اپنے اور انزر کے لیے بنوائیں
- تھیں

وہ دراز بند کرنے لگا کہ اسکی نظر سفید تہ شدہ کاغذ پر پڑی جس پر
- انزر "لکھا تھا"

کچھ سوچتے اس نے کاغذ اٹھا کر کھولا جوکہ ایک خط تھا- خط میں لکھی

سطریں پڑھتے وہ شدید غصے کا شکار ہوا- اس نے بائیں ہاتھ میں پکڑی

ڈبی کو وہیں بیڈ پر پھینکا-

خط کو اپنی مٹھیوں میں بھینچتے ضرار آندھی کی طرح تیزی سے ماں

جی کے کمرے سے نکلتا انزر کے کمرے کی طرف بڑھا - جو کہ سامنے

والی راہداری میں تھا- اس وقت وہاں کوئی نہ تھا-

انزر، دروازہ کھولو- "دروازہ کھٹکھٹاتے"

وہ دبے دبے لہجے میں چلا کر بولا- پر تین چار دفعہ پکارنے کے باوجود

جب دروازہ نہ کھلا تو کسی انہونی کے احساس تلے وہ فورا ڈپلیکیٹ چابیاں

لایا-

دروازہ کھولنے پر اندھیر کمرے کی لائٹس جلائیں تو سائیں سائیں کرتا کمرہ

اسکا منہ چڑا رہا تھا- اس نے واشروم بھی چیک کرلیا۔

انزر وہاں کہیں نہیں تھی-

آخر وہ اتنے مہمانوں کے ہوتے ہوئے گھر سے نکلی کیسے؟

ضرار کے اس سوال کا جواب انزر کے کمرے میں موجود گلاس وال کے کھلے دروازے نے دے دیا-

اس نے خاص طور پر اپنے لیے یہ کمرہ چنا تھا-

اسی راستے جس سے انزر گئی ہوگی۔ باہر نکلتے ضرار نے یہاں وہاں نظریں گھماتے ڈرائیور آمین کو فون کیا- اور اسے اپنی گاڑی کسی کو بتائے بغیر فارم ہاوس کے پچھلے دروازے کی طرف لانے کو کہا-

پریشانی میں اتنی سردی کے باوجود بھی اسکے ماتھے پر پسینے کے ننھے ننھے قطرے چمکے-

جو کرنا تھا اسے اکیلے کو ہی کرنا تھا-

کسی کو بھی پتا لگنے سے پہلے اسے انزر کو واپس لانا تھا-

یہ بات اس کی سمجھ سے باہر تھی کہ آخر اس کے ذہن میں کونسا ایسا خناس بھرا ہے جو وہ یہ سب پاگل پن کر رہی ہے -

آج پہلی بار اسے لگا کہ منصور چچا جان اور اسکی زندگی میں زیادہ فرق

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نہیں ہوگا- ہاتھ میں پکڑے انزر کے خط کے ٹکرے ٹکرے کرکے

وہیں پھینکتا وہ پچھلے دروازے سے باہر نکلا-

انزر تمھیں اس حرکت کا حساب دینا ہوگا - "گاڑی میں بیٹھ کر"

ڈرائیونگ سیٹ سنبھالتے اس نے سلگتے ہوئے سوچا- ڈرائیور کو کسی کو نہ

بتانے کا کہتے وہ تیز رفتار میں گاڑی چلاتا وہاں سے چلا گیا-

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

****

سیاہ تارکول کی سڑک پر درمیانی رفتار سے چلتا طارق کیٹرنگ سروس کا

پک اپ ٹرک اپنی منزل کی جانب رواں دواں تھا- ٹرک چلنے کے

باعث پیچھے پڑے برتن شور پیدا کرتے ہائی وے پر پھیلی گہری خاموشی

میں مدھم سہ ارتعاش برپا کررہے تھے-

ٹھٹھرتی ہوئی سردی میں برتنوں کے درمیان جگہ بنا کر وہ گھٹنوں کو

-سینے سے لگائے بیٹھی تھی

انزر نے سفید پھولوں والی لال گرم میکسی پر اسی رات والی بلیک ہوڈی پہن رکھی تھی- شدید سردی میں کھلے آسمان تلے بیٹھے اس کے ہاتھ پیر - جم رہے تھے

لیکن اپنی حالت سے بے پرواہ وہ چہرے پر پتھریلے تاثرات سجائے باہر سڑک پر نظریں جمائے بیٹھی تھی - پلکوں پر ٹہری نمی اس بات کا - ثبوت تھی کہ وہ کچھ دیر پہلے تک روتی رہی ہے

اس نے تائی ثمن سے کیا وعدہ نبھا کر ثابت کر دیا کہ وہ غاصب نہیں ہے - وہ کسی کا حق نہیں مار سکتی- اس کی خود داری یہ بات گوارہ نہیں -کرتی کہ وہ کسی پر زبردستی مسلط کر دی جائے

آج اپنی مہندی کے روز وہ طبیعت خرابی کا بہانہ کرکے کھانا کھلنے کے بعد کمرے میں چلی گئی تھی- چونکہ مہندی رات کی بجائے شام کی تھی اس لیے تمام رسومات سے فارغ ہو کر چھ بجے ہی تمام مہمانوں کو کھانا کھلا دیا گیا تھا- کھانے کے بعد بھی باہر کافی رونق میلہ لگا رہا لیکن انزر

-کمرے میں ہی رہی

اورنج پاوں کو چھوتے گولڈن کام والے انارکلی فراک پر گرین ڈوپٹہ، ہلکے پھلکے میک اپ کے ساتھ وہ بقول سب کے کوئی اپسرا لگ رہی تھی- سب نے دونوں کی جوڑی کو چاند سورج کی جوڑی کہا۔ خوشی سے نہال صالحہ تائی دونوں کی بلائیں لیتی نہیں تھک رہی تھیں-ان کی دلی مراد پوری ہورہی تھی۔

لیکن انزر کو اپنی اس تیاری، لباس، فنکشن ہر چیز سے وحشت ہورہی تھی۔جس کے باعث کمرے میں آتے وہ کپڑے تبدیل کرچکی تھی- اور پھر خاموشی سے صالحہ تائی جان کے لیے خط چھوڑتے وہ چپکے سے کیٹرنگ والوں کی گاڑی میں خالی دیگوں کے بیچ جگہ بنا کر بیٹھتی فارم ہاوس سے ایک نامعلوم منزل کی طرف نکلتی چلی گئی-اس سلسلے میں تائی ثمن نے اس کی مدد کی تھی۔

گھر سے نکلے اسے گھنٹے سے اوپر وقت ہوگیا تھا - دس سے بیس منٹ کی اور مسافت طے کرنے کے بعد اس نے یہ ٹرک چھوڑ دینا تھا- وہاں

سے بس اسٹاپ پہنچ کر کسی بھی شہر کی ٹکٹ کروا کر اس نے سب سے میلوں دور چلے جانا تھا۔

لا متناہی سوچوں میں گم انزر ٹرک کو جھٹکہ لگنے کی وجہ سے توازن برقرار نہ رکھ پائی۔ گرنے سے بچنے کے لیے سہارا لینے کو اس نے ہاتھ مارا جس سے دیگ کا ڈھکن گرتا شور برپا کرتا گیا۔

یا اللہ، پلیز وہ بندہ یہاں نہ آئے۔اسے یہاں نہ آنے دیں۔ "ٹرک کو" رکتے دیکھ وہ لبوں پر ہاتھ رکھے دعا گو ہوئی۔

شور کی آواز پر ٹرک چلاتا درمیانی عمر پٹھان ڈرائیور فیروز گاڑی سائیڈ پر روکتے پیچھے دیکھنے کو اترا۔

کون ہے؟ میں پوچھ رہا ہوں وہاں کون موجود ہے؟ "پچھلی جانب" آتے ہوئے وہ بارعب آواز میں بولا۔

پیچھے آتے ہی اسے ایک نسوانی وجود نظر آیا۔ موبائل کی ٹارچ لائٹ آن کر کے اس وجود پر مارتے اس نے پوچھا۔

بی بی تم ادھر کیسے پہنچا؟ تم تو سراج صاحب کی پوتی ہو؟ کہاں جارہی" ہو؟ تمھاری تو شادی ہے- "دین مینشن کے ہر فنکشن کا کھانا چونکہ -فیروز ہی لاتا لیجاتا تھا اس لیے اسے سب کی تھوڑی بہت پہچان تھی

نہیں تو آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے - میں کسی سراج صاحب کو نہیں" -جانتی ہوں - "گڑبڑا کر وہیں بیٹھے اس نے ہکلاتے ہوئے جھوٹ بولا

اچھا پھر کون ہو؟ یہاں سے اترو- "اس کے کہنے پر فیروز بھی شک" -میں پڑگیا

دیکھیں آپ جتنے کہو گے میں اتنے پیسے دوں گی - بس مجھے بس" -اسٹاپ تک پہنچا دو- "اس نے پیسوں سے کام بنانا چاہا

"-کیسی باتیں کرتی ہو ،بی بی- ہم پٹھان کی غیرت یہ گوارہ نہیں کرتی"

پھر میں ...آپ مجھے اپنی بیٹی بنا کر چھوڑ دو- "فورا سے حل نکالتے وہ -بولی

-بیٹی تو تم ہمارا ہو- "وہ کچھ سوچتے ہوئے بولا"

-تو پھر چھوڑ دو-"وہ فورا سے بولی"

بس ہم کو یہ بتادو کہ تم سراج صاحب کی پوتی ہو یا نہیں -پھر ہم تم" -کو چھوڑ دے گا "اس نے اپنا مطالبہ سامنے رکھا

اس کے مطالبے پر انزر سوچ میں پڑگئ- پھر آخر کار اس نے بتا ہی -دیا

" -ہوں"

یہی تو فیروز کی یادداشت کچی نہیں ہوسکتی - ٹھیک ہے - کہاں جانا ہے" "-؟ ہم تم کو چھوڑ دیتا ہے

-بس اسٹاپ - "وہ ممنون ہوتی بولی"

ٹھیک ہے - پھر چلو- "کہتے آگے جاکر اپنی سیٹ سنبھالتے اس نے" گاڑی اسٹارٹ کردی- گاڑی چلاتے فیروز نے فون کان سے لگاتے اک نمبر ڈائل کیا- دلہن کا چھپ کر ٹرک میں بیٹھنا اسے کسی گڑبڑ کا احساس دلا گیا۔

تھوڑی دور جاکر اس نے ٹرک ایک پیٹرول پمپ پر روکا- اور اتر کر پچھلی طرف آیا-

ذرا گاڑی کا ہوا پانی چیک کروانا ہے- ساتھ چائے پینی ہے- ورنہ مجھ" سے گاڑی نہیں چلتا- بیٹیا تم دس منٹ انتظار کرو- "اطراف کا جائزہ لیتی انزر سے کہتے وہ سائیڈ کی طرف چلا گیا-

ابھی مشکل سے دس منٹ گزرے ہوں گے۔کہ ضرار کی گاڑی کو وہاں آتا دیکھ وہ پریشانی سے جھک کر کچھ اور چھپ کے بیٹھ گئی-

اب اسے یہ معلوم نہ تھا کہ وہ ویسے ہی وہاں آیا ہے یا اسکی تلاش میں -

اس لیےخاموشی سے بیٹھ کر انتظار کرنے کے سوا اس کے پاس کوئی چارہ نہ تھا-

دوسری جانب ضرار خان جو انزر کی تلاش میں گاڑی ادھر ادھر دوڑا رہا تھا- وہ نہیں جانتا تھا وہ اسے کیسے اور کہاں تلاش کرے

وہ کب نکلی ؟

کیسے نکلی؟

کسی مہمان گاڑی میں بیٹھ کر گئی ہے؟

یا خود ہی گئی ہے؟

-سو طرح کی خیالات اس کے ذہن میں آ اور جارہے تھے

ہائی وے پر آتے دھند کے باعث اسے تیز رفتار گاڑی کی رفتار ہلکی کرنی پڑی تھی- جیب میں پڑا فون بجا تو ڈرائیور آمین کی کال دیکھ کر اس نے اٹھا لی-

ڈرائیور نے کچھ ڈرتے جھجھکتے جو بات بتائی اسے ایسا لگا جیسے کسی نے اسکے مردہ جسم میں جان پھونک دی ہو-

-ٹرک کا ڈرائیور فیروز اور آمین اتفاق سے ایک دوسرے کے تایازاد تھے

فیروز نے عقلمندی سے کام لیتے تمام صورتحال فون کرکے اپنے تایازاد آمین کو بتاتے اس سے مشورہ مانگا- آمین پریشانی میں نکلتے ضرار کو دیکھ

چکا تھا- اسے ضرار کی پریشانی کی یہی وجہ لگی- فیروز کو مزدا کہیں روکنے کا کہہ کر اس نے ضرار کو فون کر کے سارا معاملہ بتایا۔ اور فیروز کا نمبر بھیج دیا-

اسکی کال بند کر کے ضرار نے فیروز سے رابطہ کیا۔ اور اسکی لوکیشن معلوم کی۔

اب وہ وہاں پہنچ کر گاڑی سے اترتے ٹرک کے پاس آیا- جو کہ پٹرول پمپ پر ذرا سائیڈ پر کرکے سڑک کے قریب کھڑا تھا-

ضرار کو اپنی طرف آتا دیکھ وہ چوکنا ہوگئ-

انزر، نیچے اترو- "نیچے اسکے سامنے کھڑے سنجیدگی سے کہتے وہ اس کے اترنے کا منتظر تھا-"

یعنی اسکے ساتھ دھوکہ ہوا تھا - اس ڈرائیور کی بعد میں خبر لینے کا سوچتے اس نے خود کے متعلق سوچا- اب وہ کیا کرے؟

"تو تم شرافت سے اترنا پسند نہیں کرو گی-"

اسے خاموشی سے مجسمہ بنا دیکھ اردگرد دیکھ کر ضرار نے بولتے ساتھ ہی
اسے کھینچ کر پکڑا-

ضرار، کیا کررہے ہیں؟ "اور نیچے اتار دیا-"

ابھی اسے اتار کر کھڑا کرتے وہ سیدھا بھی نہ ہوا کہ انزر نے دائیں
جانب سڑک پر دوڑ لگادی- میکسی پہنی ہونے کے باعث چاہ کر بھی اسکی
رفتار تیز نہ ہوسکی- اس بات پر وہ خود کو جتنا کوس سکتی تھی اس نے
بھاگنے کے دوران کوسا- یہ بات تو طے تھی وہ واپس نہیں جائے گی-

انزر- "اسکو بھاگتا دیکھ ضرار بھی سیخ پا ہوتا اسکے پیچھے بھاگا اور تھوڑا"
دور جاکر اس نے بھاگتی ہوئی انزر کو جالیا -

میں یہاں پر کوئی مذاق کررہا ہوں- "بازو سے پکڑتے وہ سخت غصیلے "
انداز میں بولا-

آپ پاگل ہیں -جانے دیں مجھے- آپ کو سمجھ نہیں آرہا کہ میں نے"
یہ شادی نہیں کرنی- "اپنا بازو چھڑاتے وہ بپھری ہوئی شیرنی کی طرح

-بولی

ہاں پاگل ہوں- تم نے مجھے پاگل بنا دیا ہے- میں نے کیا کہا تھا- اگر" تم گھر سے باہر نکلی تو بہت برا پیش آوں گا- "اسکی آنکھوں میں -آنکھیں ڈالتے وہ چبا چبا کر بولا

آپ کیا یہاں پر جلاد لگے ہوئے ہیں ؟ برا پیش آوں گی-"ضرار کی" بات اسے مزید اشتعال دلا گئی-آخر میں اسکی نقل اتارتے وہ بولی۔

ٹھنڈی ہوائیں چلنے کے باعث سڑک پر چلتی انزر کی میکسی پھڑ پھڑا رہی تھی۔

جو مرضی کہنا ہے کہو- مجھے فرق نہیں پڑتا - جیسا بھی ہوں تمھارا" شوہر ہوں- "ایک بار پھر ضرار نے اسے بازو سے پکڑا- اور کھینچ کر -گاڑی کے پاس لیجانے کے درمیان وہ گویا ہوا

آپ میرے شوہر نہیں ہیں - میں اس نکاح کو ہی نہیں مانتی-مجھے" جانے دیں- اس شادی کا انجام بہت برا ہوگا- "وہ کسی طور پر قابو نہیں

- آرہی تھی

اگر تمھیں جانے ہی دینا ہوتا تو تمھارا وہ عظیم خط پڑھ کر تمھارے"

"پیچھے نہ آتا- اور تم آغاز سے پہلے انجام کی فکر مت کرو۔

-اسکے لیے دوسرے ہاتھ سے گاڑی کا دروازہ کھولتے وہ طنز کرتے بولا

آپ کیسے انسان ہیں- ایک گھر سے بھاگی ہوئی لڑکی آپ کو قبول"

"... ہے- شاید میرا کوئی چاہنے والا

خبردار !اب تمھارے منہ سے ایک لفظ نہ نکلے " !گاڑی کی چھت"

پر ہاتھ مارتے اس نے اپنا غصہ دبانے کی کوشش کی- دل تو کیا وہ

اسکی زبان کھینچ لے- جو نجانے کیا الابلا بکتے اس کو انگاروں پر لٹا رہی

تھی-

اس کی دھاڑ پر اک پل کو وہ بھی سہم گئی- اور اسے فورا اپنے کہے جملے

-کا احساس ہوا

پیٹرول پمپ پر موجود عملے کے دو بندوں کو فیروز نے بتا دیا تھا کہ

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دونوں آپس میں میاں بیوی ہیں- اس لیے انہیں چیختا چلاتا دیکھ کسی نے مداخلت نہیں کی-

" گاڑی میں بیٹھو- "اسے اندر کی طرف دھکیلتے وہ بولا- "اندر بیٹھو "انزر-"انزر کو ہلتا نہ دیکھ اس نے خود ہی چبا چبا کر کہتے بیٹھا بھی دیا دروازہ بند کر کے گہرہ سانس بھرتے اس نے اندر کی آگ کو بجھانا چاہا-

ابھی وہ بونٹ کے آگے ہی پہنچا تھا کہ انزر دروازہ کھول کر پھر سے باہر اتر گئی-وہ کسی صورت جانے کو تیار نہیں تھی- اس کے لیے تو آر یا پار والا معاملہ بنا ہوا تھا-

انزر "!وہیں کھڑے اس کی جانب ہاتھ سے اشارہ کرتے، اسے" گھورتے وہ آگ بگولہ ہوتا چیخا-

وہ ضرار جس نے ہمیشہ ہر سچویشن کو ٹھنڈے دماغ کیساتھ حل کیا تھا- انزر نے اسکا دماغ ہلا کر رکھ دیا تھا- "اللہ کے لیے مجھے سختی کرنے پر مجبور نہ کرو-"

سخت نگاہوں سے اسے دیکھتے وہ وہیں کھڑا بولا-

پہلے جیسے بہت نرمی سے پیش آ رہے ہیں-"غصے سے پیر پٹخ کر کہتی" وہ اندر بیٹھ گئی- اسکے بیٹھنے پر وہ بھی اپنی سیٹ کی طرف آیا اور گاڑی سٹارٹ کردی-

زن کی آواز کے ساتھ گاڑی موڑتے ، تیز رفتاری سے وہ گاڑی وہاں سے لے گیا-

اپنے بس میں کچھ بھی نہ ہوتا دیکھ وہ بے بسی سے پھوٹ پھوٹ کر رودی- پہلے تو ضرار نے اسے اگنور کیا- لیکن مزید پندرہ بیس منٹ گزرنے کے باوجود جب خاموش ہونے کے بجائے اس کے رونے میں اور تیزی آتی گئی- تو سائیڈ پر گاڑی روکتے اس نے اپنے سوٹ کی جیب میں رکھا سفید مخملیں رومال نکال کر اسکی گود میں رکھا-

انزر، کیا مسلہ ہے؟ کیوں تم ایسے کر رہی ہو؟ "وہ ضبط کرتے نرمی" سے بولا-

میرا مسلہ آپ ہیں- آپ کو کیوں نہیں میری بات سمجھ آرہی- میں" نے یہ شادی نہیں کرنی-"رونا چھوڑ کر اسکی جانب رخ کرتے آنسوؤں کے باعث بھیگے چہرے کیساتھ وہ گویا تھی- اسکا گود میں رکھا رومال اس نے اٹھا کر پاوں میں پھینکا-

وجہ؟ "انزر کا باربار منع کرنا سر اسر اس کی تذلیل تھا-اس کا لہجہ تیکھا ہوا-

کیا یہ وجہ کافی ہے کہ میں کسی ایسے شخص سے شادی نہیں کرنا چاہتی" جو دباو میں آکر جائیداد کے لیے میرے سے شادی کرے- میں خود کو غاصب نہیں کہلوانا چاہتی-"سرخ انگارہ ہوتی آنکھوں سے اسے دیکھتے وہ دل کی بات زبان پر لے آئی- "ضرار خان آپ ایک نہایت ہی مفادپرست،لالچی انسان ہیں- پسند صنم کو کرتے ہیں تو اس سے ہی شادی کریں-میری زندگی کیوں عذاب کررہے ہیں- جب فیصلہ کرنے "-آئیں تھے- تو کریں میرا فیصلہ- آزاد کریں مجھے

اس بات کا اندازہ کیے بغیر کہ اسکی یہ بدگمانی اسے کیا رنگ دکھانے

والی ہے وہ ضرار کے دل کی پرواہ کیے بغیر بولتی چلی گئی-وہ اور بھی کچھ بولنا چاہ رہی تھی کہ کب سے خود کو کنڑول کرتا ضرار چلا اٹھا- اس کے دل میں اس قدر زہر بھرا تھا- ہر بات کلئیر کرنے کے باوجود بھی وہ -کیا کیا سوچ بیٹھی تھی - یہ اسکی برداشت کی حد تھی

"- اب اگر مجھے تمھاری آواز بھی آئے تو تمھیں چھوڑوں گا نہیں"

-کہتے ہوئے اس کی آواز کافی تیز تھی

"-میرے اوپر چیخیں مت "

-کھڑکی کے ساتھ لگ کر بیٹھتے وہ گلوگیر لہجے میں بولی

تو تم مجھے چیخنے پر مجبور مت کرو- اب خاموش رہنا۔"خشک لہجے میں" کہتے اس نے گاڑی آگے بڑھائی۔

مجھے آپ سے نفرت ہے۔"اک اک لفظ پر زور دے کر کہتی وہ" کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی۔

تمھارے یہ جذبات دوطرفہ ہیں۔ "وہ سلگ کر بولا۔"

اس کے بعد فارم ہاؤس تک سارے راستے وہ خاموش رہی- وہ کافی ہاتھ پیر مار کے دیکھ چکی تھی- لیکن ضرار کے اسے چھوڑنے کے کوئی ارادے نہ لگتے دیکھ اس نے ہر چیز وقت پر چھوڑ دی۔

****

اس بار تمھاری مہربانی ہوگی کچھ مت کرنا - "ثمن تائی نے صوفے پر بیٹھی اپنی بیٹی سے کہا - جو کلائی میں پہنی سلور چوریوں کے ساتھ کھیل رہی تھی-کمرے میں تائی ثمن کی آواز کے ساتھ وقفے وقفے سے چوریوں کی کھنکار گونج رہی تھی- تائی ثمن کپڑے تبدیل کر کے گرم -لباس پہن چکی تھیں- جبکہ وہ ابھی بھی نک سک سے تیار بیٹھی تھی

اگلی صبح جب صنم نے بہت خوشی کے ساتھ تائی ثمن کو داد وصول - کرنے کی غرض سے اپنا کارنامہ بتایا تو وہ اپنا ماتھا پیٹ کر رہ گئیں

- اتنا ہوشیار بننے کو کس نے کہا تھا؟ "وہ کچھ غصے سے بولیں "

بنی بنائی بات پر وہ پانی پھیر چکی تھی- اب چونکہ انزر کی یہ حرکت دادا جان کی نظروں میں آگئی تھی اسکا گھر سے باہر نکلنا ناممکنات میں سے تھا- اور ہوا بھی وہی اس سے اسکا موبائل چھین لیا گیا - حتی کے کمرے سے باہر نکلنے پر بھی پابندی لگا دی گئی- اب ایسے میں وہ دوبارہ کیسے نکلتی-

صنم کی اچھے سے کلاس لے کر وہ انزر کے پاس گئیں - اور اسکے اچھے خاصے کان بھرے تاکہ وہ اپنا ارادہ نہ بدلے-

کانوں کی کچی ، ہمیشہ منفی سوچنے والی دل برداشتہ سی انزر ان کی ہر بات پر یقین کرتی چلی گئی-

اور وہ جو دادا جان کی طبیعت، ضرار کے ردعمل سے کچھ کمزور پڑگئی تھی ۔ دوبارہ وہاں سے جانے کا مصمم ارادہ کر بیٹھی-

ثمن تائی نے آئے روز انزر کے پاس جاکے اپنی بے اعتباری جتا جتا کر

اس بے وقوف سے کئی وعدے لے لیے جن میں گھر چھوڑ کر جانا اور
-نکاح ختم کرنا سر فہرست تھا

-اور آج بغیر نفع نقصان کی فکر کیے وہ اپنا وعدہ پورا کر گئی تھی

آپ مجھے یہ بتائیں یہ نکاح کیسے ختم ہوگا؟ "صنم کی پر تجسس آواز"
-ابھری

ہونہہ ختم کیسے ہونا -ہم نے جو کرنا تھا وہ کرلیا ہے- اب ہمارا کام"
چپ رہ کر تماشا دیکھنا ہے - صبح خود ہی اسکی غیر موجودگی کا سب کو
معلوم ہوجائے گا- باقی کا سارا کام تمھارے داداجان کا اشتعال کر
دکھائے گا- اور اس بار تو انزر نے حرکت ہی ایسی کی ہے کہ یوسف
-بھائی، صالحہ اور ضرار میں سے کوئی چاہ کر بھی اسکا دفاع نہ کر پائے گا
-وہ اپنے ذہن میں پہلے سے ہی تمام حساب کتاب لگا بیٹھیں تھیں "

-تو پھر نکاح ختم؟"دل کی مکمل تسلی کو صنم نے پوچھا"

- یہ نکاح اسی وقت ختم ہوگیا تھا جب انزر یہاں سے نکلی ہے"

کہتے ہوئے انہوں نے منہ میں دوائی رکھتے سائیڈ ٹیبل پر پڑے "
-گلاس کو لبوں سے لگایا

"!مما"

صنم ، بس اب مجھے آرام کرنے دو- اس نقلی مہندی میں میری بہت"
بھاگ دوڑ ہوئی ہے-اب بس میں سوؤں گی تاکہ صبح تروتازہ ہوکر سارا
تماشہ انجوائے کروں۔"بیڈ پر دراز ہوکر رضائی اوڑھتے وہ تھکن سے
- بولیں

بس ایک بات- "کہہ کر اس نے ماں کو دیکھا - اجازت ملنے پر صنم"
بولی-"یہ انزر چڑیل تو بڑی تیز تھی- مجھے سمجھ نہیں آرہا وہ کس طرح
-راضی ہوئی-"اتنے دنوں سے دل میں چلتا سوال آخر اس نے پوچھ ڈالا

وہ تو جیسے پہلے ہی راضی نہیں تھی-میرا بس اتنا کہنا کہ اسکی وجہ سے"
تمھاری اور ضرار کی منگنی ٹوٹی، ضرار یہ شادی دباو میں آکر جائیداد کی
"-خاطر کر رہا ہے -اسکو بھڑکانے کے لیے کافی ثابت ہوا

تو کیا واقعی میری اور ضرار کی منگنی ہوئی ، ہوئی تھی- "بتیسی نکالتے

-اس نے نہایت بے وقوفانہ سوال کیا

کہاں سے ہونی تھی- اسے بدگمان کرنے کے لیے سب جھوٹ بولا"

-ہے- "کہتے ہوئے انہوں نے باہیں پھیلائے اسے اپنے پاس بلایا

وہ دل ہی دل میں منگنی والی بات جھوٹی ہونے پر افسوس کرتی ان سے

-لپٹ گئی

تاکہ وہ جائے اور میری پھولوں سی بیٹی اس خاندان کی اکلوتی بہو بن"

- کر راج کرے-"اسے اپنے ساتھ لپٹا کر پیار کرتے وہ مامتا سے بولیں

اس بات سے انجان کہ باہر کھڑے نفوس ان کی ساری گفتگو سن چکے

ہیں-

انزر کو ضرار پچھلے دروازے سے ہی اندر لے کر آیا تھا- باہر پھیلی

گہری خاموشی سے معلوم ہورہا تھا کہ باہر لگی محفل ختم ہوچکی ہے- اور

- سب اپنے اپنے ٹھکانوں پر پہنچ چکے ہیں

تائی ثمن کے کمرے کی کھڑکیوں کے آگے سے گزرتے اندر سے آتی آواز پر وہ ناچاہتے ہوئے بھی رک گیا- اسکے ساتھ ہی انزر بھی رک گئی- کھلی کھڑکی کے آگے پردہ ہونے کے باعث وہ دونوں ماں بیٹی یہ نہیں جان سکیں کہ باہر کھڑے وہ دونوں سب سن چکے ہیں۔ سب کھیل ختم ہوچکے ہیں۔ سب خواب چکنا چور ہوچکے ہیں۔

ضرار کی کچھ جتانے والی سرد نگاہوں پر ساکن کھڑی انزر شرمندگی کی اتاہ گہرائیوں میں ڈوبتی چلی گئی- وہ اسے کیا کیا نہ کہہ چکی تھی- پر اب بہت دیر ہوچکی تھی-

اس کی زبان کے نشتر ضرارکے دل کو گھائل کرتے اسے چھلنی کرچکے تھے- اسے وہیں کھڑا چھوڑتا وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا اپنے کمرے میں چلا گیا-

اب جاو حسیب بھی آتے ہوں گے- "ثمن تائی نے صنم سے کہا۔ان" کی آواز پر وہ بھی شکستہ قدموں چکراتے سر کے ساتھ اپنے کمرے کی طرف چلی گئی-

****

وہ پچھلے کچھ روز سے جذبات کے ایسے رولڑ کوسٹر پر سوار رہی تھی کہ ابھی وہ مفلوج اعصاب کیساتھ صوفہ پر بیٹھے داداجان کی سامنے والی کرسی پر سر جھکائے بیٹھی تھی۔

باہر رونق کے برعکس کمرے کے اندر کا ماحول بہت خاموش ، چبھتا ہوا تھا۔

قصور ایک بار پھر اسکا ہی تھا۔ اس لیے ہٹ دھرمی دکھانے کی بجائے وہ ہمیشہ کی طرح سر جھکائے خاموش بیٹھی تھی۔

رات اپنے کمرے تک کا راستہ اس نے کیسے طے کیا یہ وہ جانتی تھی۔ احساس شرمندگی کے باعث اس کا کہیں بہت دور سب سے چھپ جانے کو دل کررہا تھا۔ لیکن اب اس نے بھاگنا نہ تھا۔ ہر چیز کا سامنا کرنا تھا۔

وہ کیسے سب کے خلوص کو کسی ایک انسان کی باتوں میں آکر دکھاوا گردان سکتی تھی ؟ انسان بھی کون؟

تائی ثمن!

جو ہمیشہ اسکے لیے اپنی ناپسندیدگی کا برملا اظہار کرتی آرہی تھیں - تائی ثمن کی باتوں میں آکر انزر کے نزدیک اس نے اپنی زندگی کی سب سے بڑی بےوقوفی کی تھی-

یہ بھی اتفاق تھا کہ گزرتے ہوئے اس نے اور ضرار نے انکی تمام گفتگو سن لی ورنہ وہ تو اس بدگمانی کی چادر میں اپنا بہت بڑا نقصان کروا بیٹھتی-

نقصان تو ابھی بھی ہوا تھا- وہ اک اتنے پیارے شخص کا دل دکھا بیٹھی تھی- جو اسے چاہتا تھا- جس کے لیے وہ اہم تھی- جو اسکا خیال رکھتا تھا- اسکی فکر کرتا تھا- اسکے لیے سب کے سامنے کھڑا ہونے کو تیار تھا-

یہ سب کچھ کرتی تو صالحہ تائی جان بھی تھیں - لیکن ان کے اس حسن

سلوک کے باعث وہ خود کو ان دیکھے احسانوں تلے دفن ہوتا محسوس کرتی تھی۔

دوسروں سے ملنے والا پیار و خلوص انسان کو ہمیشہ کے لیے انکا قرضدار بنا دیتا ہے۔

جبکہ ضرار کا کرنا کوئی احسان نہیں تھا۔ یہ سب اسکی ذمےداری اور انزر کا حق تھا۔

زندگی میں اتنے عرصے بات یہ احساس محسوس کرنا کہ وہ کسی پر بوجھ نہیں کسی کی ذمےداری ہے۔ کوئی ہے جو اسکا بہت اپنا ہے نے ہر چیز کے باوجود اسکو اندر تک پرسکون اور سرشار کردیا تھا۔

بس ایک بار اس نے ضرار سے اپنےکیے کی معافی مانگی تھی۔ پھر زندگی نے بہت مکمل بہت خوب صورت ہوجانا تھا۔ دل میں موجود ضرار کے لیے جذبات محبت کے حسین پھول بن کر کھل رہے تھے۔

پر سب سے پہلے اسے اس صورتحال سے نکلنا تھا جس میں تائی ثمن

اسے پھنسا چکی تھیں ۔ صبح انزر کو صالحہ تائی جان کے ساتھ بیٹھ کر پارلر والی سے مہندی لگواتا ، ہنستا مسکراتا دیکھ وہ کچھ لمحوں کے لیے تو چکرا کر رہ گئیں ۔ اب کی بار تو وہ بذات خود اس بلا کو باہر تک چھوڑ کر آئیں تھیں۔

پھر وہ واپس کیسے اور کہاں سے آگئی؟

وہ فوراً سے پہلے صنم کے کمرے میں گئیں جو بیڈ پر اوندھے منہ گری رو رہی تھی۔ اسے ہچکیوں کے ساتھ روتا دیکھ وہ لپک کر بیڈ پر صنم کے قریب بیٹھیں۔ یعنی اسے انزر کی واپسی کا معلوم ہوچکا تھا۔انہوں نے اسے پلٹ کر اپنے سامنے بٹھایا۔ وہ چہرہ جو رات کو الوہی مسکراہٹ کے ساتھ کھل رہا تھا اس وقت وہ آنکھوں سے چھم چھم گرتے آنسوؤں سے تر تھا ۔ انکا دل کرلایا۔

انہیں اسکے اندر روتی ہوئی ثمن نظر آئی جسکی ماں نے مصلحت کے تحت چپ رہ کر اسکا نکاح کسی دوسرے انسان کے ساتھ کردیا تھا۔ وہ خود تو اس چیز کا شکار ہوچکی تھیں ۔ لیکن اپنی بیٹی کو نہیں ہونے دیں

گی- کیونکہ نہ تو صنم اپنے ماموں کے احسانات تلے دبی تھی اور نہ ہی اسکی ماں چپ رہنے والوں میں سے تھی-

اس لیے اسکو چپ کروا کر اٹھتے وہ فورا داداجان کے پاس گئیں- جو اپنے کمرے میں آرام فرما رہے تھے- اپنا آخری حربا آزماتے ثمن تائی نے انہیں رات انزر کے بھاگنے کے متعلق بتا دیا - گواہ کے طور پر ساتھ صنم کو کھڑا کرلیا- اس تمام معاملے میں اپنے کردار کو وہ سرے سے ختم کر گئیں-

انکو بھیج کر غم و غصے میں بیٹھے دادا جان نے انزر کو بلالیا-

اب کڑی نگاہوں سے اسے دیکھتے وہ جواب کے منتظر تھے- جو ہر بار کی طرح ندارد تھا- فارم ہاؤس مہمانوں سے بھرا ہونے کے باعث وہ خود پر بڑی مشکل سے جبر کیے بیٹھے تھے- ورنہ دل تو کررہا تھا سامنے بیٹھی لڑکی جو بدقسمتی سے انکی پوتی ہے اسکا حشر نشر کر ڈالیں -

بتاو اب میں تمھارا کیا فیصلہ کروں؟ کیونکہ اب یہ شادی تو نہیں ہوگی" اسے چپ دیکھ کر ٹھنڈے ٹھاڑ لہجے میں بولتے انہوں نے دوبارہ اپنا"-

NEW ERA MAGAZINE .com Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سوال دہرایا- وہ اسکے اندر سے روح کھینچ رہے تھے-

انزر نے سر اٹھا کر بھرائی آنکھوں سے انہیں دیکھا - سچ ، جھوٹ وہ کچھ بھی نہیں بول سکتی تھی۔ کیونکہ ایسا ممکن ہی نہ تھا کہ ثمن تائی کی بات کے مقابلے میں اسکی کسی بھی بات کو کوئی اہمیت دی جائے-

وہ سمجھ نہ پارہی تھی کہ کیا کہے- ڈھرکنوں کی رفتار سست ہوتے ہاتھ، پیر ٹھنڈے کر رہی تھی-

ضرار بھی ناراض ہیں- اگر انہوں نے مجھے چھوڑدیا- کتنی بار انہیں چھوڑنے کا کہہ چکی ہوں - یہ باتیں کسی ہتھوڑے کی طرح اس کے دماغ میں بج رہی تھیں-دل بری طرح سہم چکا تھا-

داد ا"...اس نے بمشکل بولنا چاہا کہ دادا جان بھڑک اٹھے- اسی لمحے" ضرار اندر داخل ہوا۔

مجھے مخاطب نہ کرو ،لڑکی- بس بتاو اب تمھارا کیا فیصلہ کروں- "وہ" کچھ سننے کو تیار نہ تھے-

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

-بے جان ہوتی ٹانگوں کے ساتھ انزر کھڑی ہوئی

میں ...میں معافی چاہتی"...ضرار نے اسے روکا- جسکو داداجان نے"

ہی بلوایا تھا - وہ دونوں کو آمنے سامنے بیٹھا کر حتمی فیصلہ کرنا چاہتے

تھے - صالحہ تائی اور یوسف صاحب کو داداجان نے اس سارے معاملے

- سے بے خبر رکھا تھا

انزر چپ رہو-"اسے ساری صورتحال سمجھنے میں لمحہ لگا تھا- وہ آکر"

-اس سے تھوڑا فاصلے پر کھڑا ہوگیا

ضرار خان !اگر تم نے اسکی حمایت میں ایک لفظ بھی کہا تو-"انکے"

بات کرنے کے انداز سے محسوس ہوا کہ فیصلہ تو وہ کر بیٹھے تھے۔

-بس سنانا باقی تھا

نہیں کہتا داداجان- "داداجان اندر ہی اندر ضرار سے راضی ہوئے - پر"

اسکے اگلے جملے نے انکو سخت ناگواری سے دوچار کیا- "لیکن انزر میری

بیوی ہے- اور میں کسی قیمت پر اسے نہیں چھوڑوں گا- "اسکا پہلو میں

گرا بے جان ہاتھ مضبوطی سے تھامتے ضرار نے اپنے ارادے سے آگاہ

کیا-

انزر کو اپنا وجود تپتے صحرا سے اک گھنے، چھاوں دار شجر تلے محسوس ہوا-
اس ہاتھ کو کبھی نہ چھوڑنے کا اس نے دل میں پکا عہد کیا۔آج وہ اس
شخص کی زندگی بھر کے لیے ممنون ہوگئ تھی -

اس نے بھیگی پلکوں سے ساتھ کھڑے ضرار کو دیکھا- جو چہرے پر سنجیدہ
تاثرات لیے داداجان کو دیکھ رہا تھا - اسکے چہرے کی سنجیدگی ضرار کے
پختہ ارادے کا پتہ دے رہی تھی-

کیا تم کل اسکے گھر سے بھاگنے کے متعلق آگاہ ہو؟ "داداجان نے"
اسے حقیقت سے آگاہ کرنا چاہا -

آگاہ ہوں-میں ہی واپس لے کر آیا ہوں - "اس نے ایسے کہا جیسے یہ"
کوئی اہم بات نہ ہو-

اتنے گھٹیا کردار"...انکا جملہ مکمل ہونے سے پہلے ہی ضرار نے انہیں"
روک دیا -

انزر کے ہاتھ پر موجود گرفت کچھ سخت ہوئی- جیسے وہ خود پر قابو کرنے کی کوشش کررہا ہو-

"کردار کی بات نہ کریں- میری بیوی کا کردار آئینے کی طرح شفاف ہے- چاہے جو مرضی ہوجائے میرا فیصلہ اٹل ہے -بہتر ہے کہ اب خود کو پریشان نہ کریں -"وہ ناراضگی سے گویا ہوا۔

"تم دونوں یہاں سے چلے جاو- کرو جو کرنا ہے - میری اپنی اولاد نے کوئی بات نہیں سنی تم تو پھر پوتے ہو- "انکا اشارہ منصور کی ہدی سے شادی اور یوسف صاحب کے کہنے پر ضرار کے انزر سے نکاح پر تھا - غصے سے دونوں کو گھورتے ہوئے داداجان دلگیری سے بولے-

"انزر اپنے روم میں جاو- اور کسی سے کوئی بات نہیں کرنی-"اسکی طرف رخ کرکے بے تاثر لہجے میں بولتے ضرار نے اسکا ہاتھ چھوڑا-

وہ اک نظر داداجان کو دیکھتے سر ہلا کر باہر چلی گئی- جبکہ خاموشی سے چلتے ضرار دادا جان کے پیروں کے قریب کارپٹ پر بیٹھا-

-ضرار نے انکا ہاتھ تھامنا چاہا جسکو انہوں نے جھٹک دیا

کچھ دیر دونوں میں گہری خاموشی چھائی رہی-طویل ہوتی خاموشی کو دادا
-جان کی آواز نے توڑا

تم یہ اپنے ساتھ بہت بڑی زیادتی کررہے ہو- وہ لڑکی تمھارے قابل"
نہیں ہے- "کہتے ہوئے انکا لہجہ خشک تھا۔

داداجان کون کس کے قابل ہے یہ تو اللہ جانتا ہے -اتنے سالوں تک"
میں سب سے بھاگتا رہا ہوں-لیکن اس دن قسمت نے لا کر اسے میری
گاڑی کے سامنے کھڑا کردیا- ورنہ میں شاید نہ آتا-آپ میرے لیے اپنے
دل میں انزر کی جگہ بنائیں -پچھلے دنوں جو بھی کچھ ہوا وہ محض غلط
" -فہمی کے تحت ہوا تھا- جو اب دور ہوچکی ہے

کل کو پھر کوئی غلط فہمی ہوگئی تو پھر یہ لڑکی بھاگ جائے گی-"انہوں"
-نے سر جھٹکتے تلخی سے کہا

آپ فکر نہ کریں- میں اسے سیدھا کرلوں گا- اب آپکو آج کے بعد"

"-انزر سے کوئی شکایت کا موقع نہیں ملے گا

تم میری کمزوری کا ناجائز فائدہ اٹھا رہے ہو- "اسکا وجیہہ چہرہ دیکھتے"

- دادا جان کو آخر ایک مرتبہ پھر بات ماننی پڑی

بس اسکے بعد ایک دفعہ اور اٹھاوں گا- "ضرار کے بولنے پر داداجان"

-ہولے سے ہنس دیے

تب بھی جھوٹ بولا میرے سے -"اسکے سر پر ہلکے سے چت لگاتے"

-دادا جان خفگی سے بولے

کیا کرتا اب بیوی کو بھی بچانا تھا-"وہ شرارت سے بولا- انہوں نے"

اسکا ماتھا چوما جو ابھی تازہ تازہ اپنی داڑھی بنا کر آیا تھا-

تھوڑی دیر انکے پاس ہی بیٹھا وہ داداجان کو ہر طرح سے مطمئن کرتا

رہا- جب وہ سوگئے تو کمرے کی لائٹس بند کرکے زیرو بلب جلاتے وہ

-باہر نکلا

- جہاں اسکا ٹاکرا تائی ثمن سے ہوگیا

ضرار، تم ایک مرتبہ پھر سوچ لو- "وہ کمرے کے باہر کھڑی تمام باتیں سن چکی تھیں-

ان کی بات کا پس منظر سمجھتے وہ گہرہ سانس کھینچتے بولا-

ثمن چچی ، سوچ سمجھ کر بات کریں- میں آپکو اس بات کا بالکل حق نہیں دوں گا کہ آپ میرے اور میری بیوی کے معاملے میں بولیں - آپ جو کچھ پہلے کرچکی ہیں وہ کافی ہے - مزید ہمارے معاملات میں دخل اندازی مت کریں - "کہتے ہوئے اس نے ادب و لحاظ کا دامن ہاتھ سے چھوٹنے نہ دیا-

وہ تو بیچ میں جو بھرم کا پردہ تھا گرانا نہیں چاہتا تھا- لیکن ثمن تائی کی بات نے اسے یہ بھرم ختم کرنے پر مجبور کردیا-کہہ کر وہ وہاں سے باہر اپنےدوستوں کے پاس چلا گیا۔ جبکہ تائی ثمن وہیں کھڑیں اپنی ہار پر ماتم کناں تھیں- ماضی میں ہدی جیت گئی تھی-

- اور آج اسکی بیٹی

****

کمرے میں پھیلی پھولوں کی دلفریب خوشبو بھی اسکی طبیعت پر چھائی پریشانی کو کم نہ کرسکی- کچھ دیر پہلے ہی تمام رسومات ادا کرکے صالحہ تائی جان اسے ضرار کے کمرے میں چھوڑ گئیں تھیں- رخصت ہوکر وہ فارم ہاؤس سے دین مینشن آگئی تھی- کمرے میں جلتے لیمپس کی سنہری لائٹس کے ساتھ ٹمٹماتی ہوئی موم بتیوں کے باعث یوں لگ رہا تھا جیسے سارے کمرے کو سنہری روشنی سے بھر دیا ہو -

صبح جو ضرار نے کیا اسکے بعد وہ کچھ اور شرمندہ ہوئی- لیکن ضرار کے رویے سے لگ رہا تھا کہ وہ اس سے ناراض نہیں ہے- مگر پھر بھی نجانے کیوں وہ پریشان تھی- کچھ تھا جو اسے تنگ کر رہا تھا -

ریڈ کام سے بھری گھٹنوں کو آتی اوپن شرٹ کے ساتھ غرارہ پہنے وہ

ہمیشہ سے بڑھ کر حسین لگ رہی تھی- اس پر ٹوٹ کر روپ آیا تھا-

تمام بدگمانیاں دور ہونے کے بعد انزر نے پورے دل کے ساتھ ہر کام میں حصہ لیا تھا- تمام رسومات کو اس نے دل سے نبھایا - جبکہ ساتھ ریڈ بلیک شیروانی میں ملبوس سنجیدہ سہ ضرار وقفے وقفے سے اسکی ڈھرکنیں بڑھانے کا باعث بن رہا تھا-

رات قطرہ قطرہ کر کے گزر رہی تھی- آجکل سردی اپنے جوبن پر تھی پر کمرے میں بیٹھی انزر سردی کی شدت سے بےنیاز اسکا انتظار کر رہی تھی جو آنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا -

اب تو کافی دیر ہوچکی تھی اسے یوں بیڈ کی پائنتی کے آگے رکھے کاوئچ پر بیٹھے بیٹھے-

شاید ضرار ناراض ہیں- ورنہ اتنی دیر نہ کرتے- اب میں کیا کروں گی- سوچتے سوچتے وہ یکدم نروس ہوئی- عرق آلود ہتھیلیوں کو آپس میں رگڑتے اس نے خود کو نارمل رکھنے کی کوشش کی-

www.neweramagazine.com

مزید دس منٹ گزرے جب کمرے کا دروازہ کھول کر ضرار اندر داخل ہوا- اسے رات کے اڑھائی بجے تک یوں سجا سنوارا بیٹھا دیکھ اسکے - عصاب تنے- ماتھے پر شکنیں ابھری

خاموشی سے اسکی دائیں جانب سے گزرتے اپنی سائیڈ ٹیبل کی دراز سے دو مخملیں کیس نکالے اور کاوچ پر اسکے قریب رکھتا وہ ڈریسنگ روم -میں جاکر بند ہوگیا

-ڈریسر کا دروازہ بند ہونے پر انزر نے سر اٹھا کر بند دروازے کو دیکھا
-دل کو حوصلہ دیتی وہ خاموشی سے وہیں بیٹھی رہی

کچھ دیر بعد آرام دہ کپڑوں میں ملبوس ضرار آیا اور اپنی سائیڈ کا لیمپ -بند کرتے سونے کے لیے لیٹ گیا

چند گھڑی تو انزر یونہی ساکت بیٹھی رہی- پھر کچھ پل بعد کمرے کی -خاموش مہکتی ہوئی بوجھل خاموشی میں انزر کی آواز ابھری

-ضرار- "اس لمحے یہ نام پکارنا اسے دنیا کا مشکل ترین کام لگا"

ضرار جو سیدھا لیٹا چھت کو گھور رہا تھا- انزر کی آواز پر اسکی پشت کی جانب دیکھا جو اسکی طرف تھی- مگر وہ بولا کچھ نہیں -

ضرار آپ جاگ رہے ہیں؟ "کوئی جواب نہ پاکر اس نے ہمت کرتے" پوچھا- ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑی ہوئی- اسکے اٹھتے ضرار آنکھیں بند کیے سوتا ہوا بن گیا-

تھوڑی دیر وہ یونہی کھڑی اسے دیکھتی رہی جو شاید سوگیا تھا- اسکو اپنا اتنے شوق سے سجنا سنورنا بیکار لگا-کاوچ پر دھرے دونوں کیسز اٹھاتے وہ اپنا غرارہ سنبھالتے خود بھی چینج کرنے چلی گئی-

آنکھوں سے گرنے والے آنسو کے قطرے کو اس نے بےدردی سے پونچھ ڈالا- یہ سب اس کی کم عقلی کا نتیجہ تھا - جسکو اس نے نجانے کب تک بھگتنا تھا-

چینج کرکے اس نے باری باری دونوں کیس کھول کر دیکھے- ایک میں دو ویڈنگ رنگز پڑی تھیں- انزر نے اپنی انگوٹھی کو اٹھا کر دیکھا جس کے اندر کی طرف ضرار کا نام اور انکے بچپن کے نکاح کی تاریخ لکھی تھی-

-اسی طرح ضرار کی انگوٹھی پر انزر کا نام بمع تاریخ لکھا تھا

-چند ایک لوگوں کے علاوہ سب انکے بچپن کے نکاح سے بے خبر تھے اس لیے رات بارات کے آنے کے بعد دونوں کا دوبارہ نکاح پڑھوایا گیا تھا-جس میں دونوں نے مکمل دلی رضامندی کے ساتھ ایک دوسرے کو قبول کیا تھا-

اپنی انگوٹھی اس نے بائیں ہاتھ کی انگلی میں پہن لی- پھر اس نے دوسرا کیس کھولا -اس میں ایک بہت نفیس ڈائمنڈ چین تھی- جسکے درمیان میں ڈائمنڈ کے نگینوں سے مزین پتہ لٹک رہا تھا-

وہ بھی سامنے لگے آئینے میں دیکھتے اس نے خود ہی پہن لی - جو اسکی گردن میں آکر مزید خوبصورت ہوگئی تھی -

ضرار کی انگوٹھی ہاتھ میں لیے وہ کمرے میں آئی- بیڈ پر آکر اس سے کچھ فاصلے پر بیٹھتے انزر نے ڈرتے ہوئے سینے پر دھرا اسکا بایاں ہاتھ تھاما اور اس میں وہ انگوٹھی پہنا دی- اسکا ہاتھ واپس رکھتے اپنا سائیڈ لیمپ بند کیا۔ اور وہ بھی سونے کے لیے لیٹ گئی-

-اب کمرے میں محض ٹمٹماتی ہوئی موم بتیوں کی روشنی باقی تھی

وہ جاگ رہا تھا- اپنے ہاتھ پر اسکی انگلیوں کی کپکپاہٹ وہ باقاعدہ محسوس کرچکا تھا- لیکن اس نے کوئی ردعمل ظاہر نہیں کیا- وہ باہر تو داداجان ثمن تائی کے سامنے اسکے لیے کھڑا ہوگیا تھا- لیکن اندر ہی اندر وہ انزر سے شدید خفا تھا- وہ اپنے قول و فعل سے اسی بری طرح ناراض کرچکی تھی - وہ ٹھیک بھی تھا- کونسا ایسا شخص تھا جس نے انکا تماشا نہیں دیکھا- کچھ ٹائم کیلئے اسکا انزر کو بلانے کا کوئی ارادہ نہیں تھا- بعد کے حالات اس نے وقت پر چھوڑ دیئے تھے- انزر کو اسکا یقین نہ کرنے کی اسکے مخلص جذبات کو مفادپستی کا نام دینے کی کچھ سزا تو ملنی چاہیے، تھی-

- کروٹ کے بل لیٹ کر ضرار نے اپنے ہاتھ میں پہنی انگوٹھی کو دیکھا -پھر انگوٹھی اتار کر سائیڈ ٹیبل پر رکھتے وہ سونے کی کوشش کرنے لگا جس دل سے اس نے انگوٹھی بنوائی تھی جب انزر نے اس دل کی قدر -نہ کی تو یہ انگوٹھی پہنانے سے کیا ہوجانا تھا

****

یہ دوپہر کا وقت تھا- نئ نویلی دلہن بنی انزر لاؤنج میں صالحہ تائی کے ہمراہ مہمان خواتین کے درمیان بیٹھی تھی- تائی ثمن طبیعت خرابی کا بہانہ کرکے صبح کی اپنے کمرے سے نہیں نکلیں تھیں- جبکہ صنم کچھ دیر پہلے سب میں آکر بیٹھ گئ تھی - وہ حسرت بھری نگاہوں سے میرون -کامدار سوٹ کیساتھ ماتھے پر ٹیکا لگائے بیٹھی انزر کا جائزہ لے رہی تھی -جس کو اس نے آج سے پہلے کبھی اتنا چھکتا مہکتا نہیں دیکھا تھا

انزر کے نزدیک اگر ضرار اس سے ناراض بھی ہے تو اس کا یہ ہرگز -مطلب نہیں وہ چہرے پر مظلومیت طاری کیے سب کے درمیان بیٹھے -ل اور انکو پوچھنے کا باتیں کرنے کا موقع دے

لوگ آپ کی تکلیفوں، پریشانیوں پر افسوس، تبصرہ، ہنسنے اور انکا اشتہار لگانے کے سوا کچھ نہیں کرسکتے- اس لیے آپکی زندگی جس مرضی اونچ نیچ سے گزر رہی ہو آپ ہمیشہ زندگی میں آنے والے تیز طوفانوں کو اپنے اندر چھپائے سب سے مسکراتے چہرے کیساتھ ملیں-

آہستہ آہستہ کرکے سب خواتین رات ولیمہ کے فنکشن کی تیاری کے غرض سے اٹھ کر جاتی گئیں - انزر کو بھی صالحہ تائی نے آرام کرنے کا کہہ کر اس کے کمرے میں بھیج دیا- اب لاؤنج میں صرف صالحہ تائی اور صنم رہ گئی تھی- صنم بھی اٹھ کر جانے لگی جب صالحہ تائی نے اسے پکارا - اس نے پلٹ کر سوالیہ نگاہوں سے انہیں دیکھا-

صنم ادھر میرے پاس بیٹھو- "انکے لہجے میں اسکے لیے بھی وہی پیار" و شفقت پنہاں ہوتی جو انزر کے لیے ہوتی تھی-

جی-"وہ آہستہ آہستہ چلتی انکے ساتھ آکر بیٹھتے بولی"-

کیا بات ہے؟ مجھے ہماری صنم اپنے بھائی کی شادی میں اداس اداس" لگی- "اسکا چہرہ دیکھتے وہ گویا ہوئیں -

انکی بات پر وہ پھیکا سہ مسکرا کر نظریں چرا گئی- "ایسی تو کوئی بات نہیں بس ذرا تھکن کی وجہ سے- "اب وہ انہیں یہ تو بتانے سے رہی کہ- جسکو آپ میرا بھائی بنا رہی ہیں - اس کی دلہن نہ بننے پر ہی تو میں - اداس ہوں

-رات کے فنکشن کے لیے کچھ چاہیے تو مجھے بتاو- "انہوں نے پوچھا"

نہیں، صالحہ تائی میرے پاس سب ہے-"اس نے انہیں اطمینان دلایا۔"

-اس کی بات پر صالحہ تائی ہولے سے مسکرایں

- ایک راز کی بات بتاؤں - "صالحہ تائی بولیں"

- جی، بتائیں - "یہ تائی نے میرے ساتھ کونسے راز و نیاز کرنے ہیں"

-اندر ہی اندر سوچتے وہ بولی

زندگی بتاؤں کس چیز کا نام ہے- "صنم نے دل میں 'زندگی 'لفظ" دہرایا۔

زندگی اس چیز کا نام ہے کہ ہر من پسند چیز انسان کے نصیب میں"

ہو یہ ضروری نہیں ہے - "وہ حلاوت سے بولیں - "اس لیے انسان کو چاہیے جو ہے اس پر اپنے رب کا شکر ادا کرے- تاکہ اسے اور دیا جائے- ضرور تمھارے لیے اللہ نے اس سے بہت اچھا لکھا ہوگا جسکی تم چاہ کرتی ہو- "وہ اسکے اندر کا بھید جان گئ تھیں -

صالحہ تائی کی بات پر اسکا دل دھڑکا- انکو کیسے معلوم ہوا- خود کو سنبھالتے وہ بولی "میں سمجھی نہیں آپ یہ بات کیوں کررہی ہیں"-

" بیٹا ہر بات کرنے کے پیچھے کوئی وجہ نہیں ہوتی- بعض باتیں انسان ویسے ہی اپنے پیاروں کو بتاتا سمجھاتا ہے- تاکہ ان کی زندگیوں میں آسانی پیدا ہو- اور پھر ہمارا دین بھی تو یہی کہتا ہے دوسروں کے لیے آسانیاں پیدا کرو- اور یقین جانو جتنا ہماری زبان کا صحیح استعمال کسی کے لیے آسانی پیدا کرسکتا ہے اتنا ہمارا کوئی اور عمل نہیں کرسکتا"-

یکدم آنسوؤں کا ریلا اسکے گالوں پر پھسلتا چلا گیا-وہ خاموشی سے انکے گلے لگ گئ- تائی ثمن جو صنم کو دیکھنے کے لیے کمرے سے باہر نکلیں تھیں، صالحہ تائی اور اس کو بیٹھا دیکھ وہیں رک گئیں- صنم کو روتا دیکھ

انکی آنکھیں نمکین پانیوں سے جل اٹھیں - وہ جس خاموشی سے آئیں تھی۔ اسی سے واپس اپنے کمرے میں چلی گئیں-

ضرار اس کا نہیں بلکہ انزر کا نصیب ہے- یہ بات اسے تب ہی سمجھ جانی چاہیے تھی جب ان دونوں کے نکاح کا علم ہوا- لیکن بعض اوقات انسان اک اپنی سی کوشش کرتا- شاید وہ قسمت کے لکھے سے جیت جائے- صنم نے بھی اپنے بس میں جو ہوسکا کر کے دیکھ لیا تھا-

دل میں جو اک کسک رہ گئی تھی وہ صالحہ تائی کی باتوں نے ختم کردی-

صالحہ تائی چپ چاپ اسکی کمر سہلاتی گئیں- تھوڑی دیر بعد وہ خود ہی پیچھے ہٹی اور اپنے نم گال دونوں ہاتھوں سے صاف کیے -اور بنا کچھ بولے اٹھ کر جانے لگی کہ اک بار پھر صالحہ تائی نے اسے روکا-

"پانچ بجے تک انزر نے پارلر جانا ہے۔ میں چاہتی ہوں تم بھی اسکے ساتھ جاو اور ادھر سے ہی تیار ہوکر آو-تاکہ میری بہو اور بیٹی دونوں شہزادیاں لگیں-"

- انکی بات پر سر ہلا کر تکان سے مسکراتے وہ باہر لان میں چلی گئی
اسے کھلی فضا میں سانس لینے کی ضرورت تھی۔

پانچ بجے کے قریب ضرار نے گاڑی دین مینشن کے پورچ میں کھڑی کرتے ہارن کیا- جس پر اسکے انتظار میں بیٹھیں انزر اور صنم باہر آگئیں- انزر کے ساتھ صنم نے بھی اسکا کچھ سامان تھام رکھا تھا سامان صنم کے ساتھ پچھلی سیٹ پر رکھ کر وہ اگلی طرف کا دروازہ - کھولتی پورے استحقاق کیساتھ ضرار کے برابر میں بیٹھی - انزر نے -ہولے سے سلام کیا جسکا اس نے سر ہلا کر جواب دیا

صبح وہ اسکے اٹھنے سے قبل کمرے سے جاچکا تھا- سارا دن وہ اسکا انتظار کرتی رہی کہ اس سے بات کرسکے لیکن وہ موصوف تھے کہ نجانے کہاں غائب تھے- پہلے اس نے صالحہ تائی سے پوچھنا چاہا لیکن پھر جھجھک آڑے آگئی- وہ اب اسکی ساس بھی تھیں- کیا کہیں گی یہ ہی نہیں پتا شوہر صبح کا کہاں گیا ہوا ہے- پر اسکی یہ مشکل ضرار کی خالہ نے ہی آسان کردی- ان کے پوچھنے پر صالحہ تائی نے بتایا تھا کہ اسے

www.neweramagazine.com

اپنے امریکہ سے آئے ہوئے دوستوں سے ملنا تھا۔ اور کوئی ایک،دو
ضروری کام تھے۔

خیر، دونوں کے بیٹھتے وہ گاڑی ریورس کرتا ، پہلے سے کھلے گیٹ میں
سے باہر لے گیا۔

گاڑی میں عجیب سناٹا چھایا ہوا تھا۔ انزر نے کن اکھیوں سے ڈرائیو
کرتے ضرار کو دیکھا۔ جو معمول کے برعکس آسمانی شلوار قمیض پہنے ہمیشہ
کی طرح اپنی ٹھٹکا دینے والی شخصیت کے ساتھ بہت شاندار لگ رہا تھا۔
دل کی دھڑکنوں نے اچانک لے بدلی۔ اندر کے شور سے گھبراتے وہ
باہر دیکھنے لگی۔

گود میں رکھے پرس کی اسٹریپ پر انگلی پھیرتے انزر کو پرس میں رکھی
ضرار کی رنگ یاد آئی جو اس نے گھر سے نکلتے وقت اسکو دینے کی
غرض سے پاس رکھ لی تھی۔

صبح جس وقت وہ اٹھی تو کمرہ خالی تھا۔ سارے کمرے میں ضرار کے
پرفیوم کی دلفریب مہک پھیلی تھی۔ وہ لمبا سانس کھینچتے بھرپور انگڑائی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

لے کر اٹھ بیٹھی- اس نے چہرہ موڑتے ضرار کی سائیڈ پر دیکھا- تو اسے سائیڈ ٹیبل پر پڑی انگوٹھی نظر آئی -ہاتھ لمبا کرکے اس نے وہ اٹھائی -اور اسے ہتھیلی پر رکھ کر دیکھتے اداسی سے مسکرا دی

انزر ڈارلنگ "!ضرار کے طرز تخاطب پر وہ اچھل کر اپنے خیالوں" -میں سے واپس آئی- اور اسکی جانب سوالیہ نگاہوں سے دیکھا

پارلر آگیا ہے- جانا نہیں ؟ "اس نے دیکھا صنم اپنی سائیڈ کا دروازہ" -کھول کر اتر رہی تھی

-اوہ جانا ہے- "وہ سمجھ گئی ضرار صنم کی وجہ سے اسے یوں بلا رہا ہے" اس سچویشن کا فائدہ اٹھاتے اس نے پرس کھول کر اس میں رکھی ضرار -کی انگوٹھی نکالی

ضرار جو کہہ کر سامنے دیکھ رہا تھا-اچانک گئیر پر رکھا ہاتھ انزر کی نرم -گرفت میں محسوس کرکے چہرہ موڑ کا اسے دیکھنے لگا

یہ آپ اپنی رنگ بھول گئے تھے- اس بار تو میں ویسے ہی پہنا رہی"

"-ہوں- مگر اگلی بار پہنانے کیساتھ میں جرمانہ بھی وصول کروں گی

انگوٹھی پہنانے کے دوران وہ اسکا ہاتھ دیکھتے مسکراتے لہجے میں بولی- اور

-بغیر ضرار کا ردعمل دیکھے وہ دروازہ کھولتی تیزی سے اتر کر اندر چلی گئی

گاڑی میں موجود ضرار نے اک نظر ہاتھ میں پہنی انگوٹھی کو دیکھا جسکو

وہ رات میں اتار چکا تھا- ہولے سے نفی میں سر ہلاتے وہ گاڑی آگے

-بڑھا گیا- یہ انزر کا بالکل نیا روپ تھا

اندر آکر اسے یاد آیا کہ وہ گاڑی سے سامان نکالنا تو بھول گئی - وہ

-واپس پلٹنے لگی جب صنم نے اسے پکارا

"انزر کہاں جارہی ہو؟"

-وہ میں سامان نکالنا بھول گئی- "وہ سرخ ہوتے گالوں کے ساتھ بولی"

-سامان سارا میں دو چکروں میں لے آئی ہوں - "وہ نرمی سے بولی"

صنم کی ان کرم نوازیاں کی وجہ سوچتے وہ حیران ہوتی ویٹنگ لاؤنج کے

صوفے پر بیٹھ گئی - جب ساتھ بیٹھی صنم نے اسے مخاطب کیا۔

انزر میں سچے دل کے ساتھ تم سے اپنے گزرے تمام رویوں کی" معافی چاہتی ہوں۔ ہوسکے تو پلیز مجھے معاف کر دینا۔ "سر جھکائے گود میں رکھے ہاتھوں کو دیکھتی وہ شرمندگی سے گویا ہوئی۔

وہ کل رات ضرار کے ملنے پر پہلے ہی اسے اور ثمن تائی کو معاف کرچکی تھی۔ اب صنم کے اس طرح معافی مانگنے پر اسکا دل مزید پگھل گیا۔ اور دل میں کہیں جو شکوہ تھا وہ بھی ختم ہوگیا۔ انزر نے اپنی جگہ سے اٹھ کر اسے گلے لگایا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

****

آج اک اور تنہائی بھری اداس ، دل کو چیرتی ہوئی سیاہ رات صبح کے اجالے میں تبدیل ہوگئی تھی-سرما کے سورج کی ٹھنڈی شعاعیں کھڑکیوں میں سے ہوتی اندر آرہی تھی۔ وہ اس سب سے بےپراہ کھلے وائٹ

ٹراؤزر پر کہنیوں تک فولڈ کیے اسکن سویٹر پہنے سامنے پڑے کینوس پر رنگ بکھیر رہی تھی - جو ضرار کے جانے سے انزر کی زندگی میں تو جیسے غائب ہوگئے تھے -

آج ضرار کو گئے پورا ایک ماہ ہوگیا تھا- یا یہ کہنا بہتر ہوگا کہ آج انزر کو ضرار کی دی گئی ہجر کی سزا کاٹتے پورا ایک ماہ بیت گیا تھا- اس ماہ کا ہر پل ، ہر گھڑی، ہر گھنٹہ ،ہر دن انزر نے اسے ، اسکے ساتھ گزارے وقت کو یاد کرتے گزارا تھا -

رنگ برنگے پھولوں سے بنی پینٹنگ مکمل کرکے سائیڈ پر اپنے نام کے ساتھ تاریخ لکھتے اس نے یاسیت سے سوچتے سر جھٹکا- پچھلے ایک ماہ سے روز رات کو اسکا یہ معمول تھا-

ولیمہ سے اگلے روز اچانک اسکے جانے کی خبر ماسوائے داداجان سب کے لیے حیرت انگیز تھی- یہی وہ آخری بات تھی جس میں اس نے داداجان کی نرمی کا فائدہ اٹھایا تھا- صالحہ تائی تو باقاعدہ رو پڑیں تھیں - انہیں تو یہی معلوم تھا کہ اس نے لیو لے لی ہے - پھر اچانک ایسے کیوں؟

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ضرار نے انہیں بہت مشکل سے راضی کیا تھا- انزر !اسکا تو ذہن ہی ماوف ہوگیا تھا-اس نے بارہا ضرار سے بات کرنے کی کوشش کی مگر -اس نے جانے سے قبل انزر کو اک موقع نہ دیا

ضرار کی اس حرکت پر کچھ دن تو انزر نے ناراضگی میں اس سے کوئی رابطہ نہ کیا-مگر جب اتنے روز گزر جانے کے بعد ضرار کی طرف سے بھی کوئی رابطہ نہ کیا گیا تو دل کے ہاتھوں مجبور ہوتے اس نے ہی کال ملائی مگر اس نے اٹینڈ نہ کی- وہ اسکے بعد بھی دو تین مرتبہ ٹرائی کرکے دیکھ چکی تھی۔ لیکن وہ تھا کہ نہ اسکی کال ریسیو کررہا تھا - اور نہ ہی اسکے کسی میسج کا جواب دے رہا تھا -جبکہ دین مینشن میں باقی سب سے اسکا پورا رابطہ تھا۔مگر انزر کے لیے ضرار کی جانب سے مکمل خاموشی -چھائی تھی

ہر گزرتے لمحے کے ساتھ اسکی پریشانی میں اضافہ ہوتا چلاگیا تھا- راتوں کی نیند تو وہ شخص نجانے کہاں اپنے ساتھ ہی لے گیا تھا- کہ بہت کوششوں کے باوجود بھی وہ اس پر مہربان نہ ہوتی - اور اس طرح اسکی

-ساری رات کینوس پر نئے نئے فن کی تخلیق میں گزر جاتی

کل صبح اک خیال بجلی کے کوندے کی مانند اسکے دماغ میں آیا تھا - اس خیال کے آتے ہی وہ ماہی بے آب کی طرح تڑپ کر رہ گئی تھی- "اگر اس نے مجھے چھوڑ دیا - اگر اس نےمیرا کہا پورا کردیا- "لمحہ لمحہ نکلتی جان نے اسے نڈھال ہوکر صالحہ تائی کی گود میں چھپتے رونے پر مجبور کر دیا ہے- وہ ایسا نہیں چاہتی تھی- وہ ایسا تو اندر کہیں تب بھی نہیں چاہتی تھی جب وہ ضرار سے چھوڑنے کا کہتی تھی۔

اگر ایسا کچھ ہوگیا تو وہ کیا کرے گی؟

اسکا کیا ہوگا؟

کیا وہ سانس لے پائے گی؟

صالحہ تائی جو انزر کے کمرے میں اسے ویزہ کے لیے انٹرویو کی تاریخ بتانے آئی تھیں۔ اسے یوں بچوں کی طرح اپنی گود میں سر چھپائے روتا دیکھ فکرمند ہوئیں - جب وہ اچھے سے روچکی تو اس کے

براؤن بال سہلاتی صالحہ تائی نے ہاتھ بڑھا کر سائیڈ ٹیبل پر ڈھکا پڑا پانی کا گلاس پکڑا اور انزر کو اٹھاتے پلایا۔ جسکی رونے کے باعث آنکھیں اور ناک سرخ پڑچکی تھی- ابھی بھی اسکی کانچ سی آنکھوں میں نمکین پانی تیر رہے تھے-

کیا میری بیٹی، میری انزر مجھے بتائے گی کہ اسے کیا چیز پریشان کر" رہی ہے؟ "پانی کا خالی گلاس سائیڈ ٹیبل پر رکھتے انہوں نے لہجے میں ممتا بھری شفقت لیے انزر سے پوچھا- چہرے پر آئے بالوں کو کان کے پیچھے اڑستے اس نے اثبات میں سر ہلایا-

- خاموشی سے اسے دیکھتے صالحہ تائی انزر کے بولنے کی منتظر تھیں

اک نظر انہیں دیکھ کر وہ خود کو تیار کرتی بولنا شروع ہوئی- دروازے کے باہر کھڑے ہوکر باتیں سننے سے لے کر موجودہ حالات تک ہونے والی ہر بات وہ صالحہ تائی کو بتاتی چلی گئی- بولنے کے دوران اسنے کئی بار نظر اٹھا کر صالحہ تائی کو دیکھا لیکن انکے چہرے پر موجود نافہم تاثرات دیکھ کر وہ کچھ اخذ نہ کرسکی-

تمام باتیں انکے گوش گزار کر کے وہ شرمندگی سے سر جھکائے بیٹھی صالحہ تائی کے بولنے کی منتظر تھی۔ جو ہنوز خاموش تھیں - انزر نے اک چور نگاہ انکی جانب ڈالی جنکا خود کا بھی سر جھک گیا تھا-

کیوں؟

وجہ وہ اچھے سے جانتی تھی-

صالحہ تائی جان- "ہچکچاتے ہوئے دونوں ہاتھوں میں انکا چہرہ تھام کر" اسنے اونچا کیا تو اس پورے وقت میں جو پہلا تاثر انکے چہرے پر دکھائی دیا وہ رنجیدگی کا تھا- وہ کافی رنجیدہ ہوگئیں تھیں۔

انزر چاہے ہدی کی بیٹی تھی- لیکن اسے پال پوس کر بڑا انھوں نے کیا تھا- اسکی تربیت انہوں نے کی تھی - انہیں اسکے بجائے خود پر افسوس ہوا کہ وہ اپنی انزر کی صحیح سے پرورش نہ کر پائیں- اسے احساس کمتری سے نہ نکال پائیں۔ اسکی بدگمانی نہ ختم کرسکیں۔ اسکا رویہ نہ سمجھ سکیں۔

نہیں۔ اس میں آپ کا کوئی قصور نہیں ہے - پلیز آپ خود کو"

قصوروار نہ سمجھیں - آپ نے ہر ممکن طریقے سے میری اصلاح کرنے کی کوشش کی ہے- وہ تو بس میں ہی "...وہ بھرائے لہجے میں بولی-

دونوں کا ماں بیٹی جیسا تعلق تھا- تو پھر وہ کیسے نہ انکے دل کی بات جانتی-

"انزر، اگر تم یہ مانتی ہو کہ میں نے ہر ممکن طریقے سے تمھاری اصلاح کرنے کی کوشش کی ہے۔ تو پھر تم نے ایسا کیوں کیا؟ تم نے کیوں سب کو خود پر ہنسنے کا موقع دیا؟ کیوں تم نے خود کے ساتھ سب کی رسوائی کرنے کا سوچا؟ میں نے تمھیں کبھی خودغرضی کا درس تو نہیں دیا تھا۔"چہرے پر موجود اسکے مومی ہاتھوں کو تھام کر گود میں رکھتیں وہ سراپہ سوال تھیں -

"میں کسی پر بوجھ"...وہ خود غرض نہیں تھی۔اس نے کمزور سی دلیل دینا چاہی-

"کس نے کہا تم بوجھ ہو؟ کیا میرے کسی قول و فعل سے تمھیں یہ بات محسوس ہوئی؟ "انہوں نے پھر پوچھا- وہ نفی میں سرہلاگئی-

تو پھر تم نے خود سے یہ سب کیوں سوچا؟ یہ سب تمھاری بدگمانی کا" نتیجہ ہے -اس لیے تو نبی پاک نے فرمایا تھا کہ "بدگمانی سے بچو، اس لیے کہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے۔" تم خود سوچو کیا جو تم نے گمان کیا؛ وہ سچ تھا یا جھوٹ؟ "وہ آج انزر کا دماغ بھی اسی طرح درست کرنے کا ارادہ رکھتیں تھیں جیسے اس روز انہوں نے ضرار کا -کر کے اسے شادی پر راضی کیا تھا

میں نے آپ لوگوں کی باتیں سنی تھیں- اس وجہ سے میں یہ سوچ" -بیٹھی -"اس نے اپنی پوزیشن کلیئر کرنا چاہی

-انزر کے دونوں ہاتھ ہنوز انکے نرم گرم ہاتھوں کے بیچ دبے تھے

باتیں " !وہ افسوس سے سر نفی میں ہلاتے بولیں - "اسی حدیث کے" "ایک حصے میں نبی کریم صل اللہ علیہ و سلم نے بتاؤں کیا فرمایا ہے؟ لمحے بھر کے توقف کے بعد وہ دوبارہ گویا ہوئیں - " "اور نہ)لوگوں کی نجی گفتگوؤں کو (کان لگا کر سنو- "میں جانتی ہوں میری بیٹی میں یہ بری عادت نہیں ہے - لیکن انزر اگر تم نے باتیں سن لیں تھیں۔

تو کیا تم مجھ پر اپنا اتنا حق بھی نہیں سمجھتی تھی کہ تم اسی وقت یا بعد میں میرے سے پوچھ ہی لیتی- تم نے بس ثمن کی باتوں کا یقین کرلیا"- وہ افسردگی سے بولیں-

اب کی بار وہ اپنی صفائی میں کچھ نہ بولی- صالحہ تائی سب ٹھیک تو کہہ رہی تھیں - سب اسکی غلطی تھی- اس نے دل گرفتگی سے سوچا-

مجھے اس بات کا بہت افسوس ہوا ہے کہ تم نے ضرار سے کئی مرتبہ" علیحدگی کا مطالبہ کیا -میری بیٹی ایسی بات کیسے کرسکتی ہے؟ اللہ نے اپنے بندوں کی آسانی کے لیے طلاق کا قانون شریعت میں رکھا ہے- انسان کی زندگی میں سو اونچ نیچ آتی ہیں۔ اسکا یہ ہرگز مطلب نہیں کہ ہر چھوٹی سے چھوٹی بات پر علیحدگی کا مطالبہ کرکے اللہ کے قانون کا مذاق بنایا جائے - انزر تم کیسے خود کو جنت کی خوشبو سے محروم کرسکتی ہو؟" ملال سے بولتے انکی آواز میں گہرہ تاسف تھا۔"

انکے کسی بھی سوال کا انزر کے پاس کوئی جواب نہ تھا۔ وہ خود اپنے آپ سے یہ سب پوچھتے پوچھتے تھک گئی تھی۔

www.neweramagazine.com

صالحہ تائی میں اپنی غلطی تسلیم کرتی ہوں - اور میں نے ضرار" سے بہت مرتبہ معافی مانگنے کی کوشش کی لیکن انہوں نے ایک دفعہ بھی میری بات نہیں سنی-اور اب ایک مہینہ ہوگیا ہے، انہیں وہاں گئے ہوئے۔ انہوں نے میرے سے کوئی رابطہ نہیں کیا - جب میں نے کال کی تو انہوں نے بات نہیں کی- مجھے تو لگتا ہے کہ وہ مجھے چھوڑ"...گلوگیر آواز میں کہتے وہ اک بار پھر رودی-

پھر وہی کام کررہی ہو- جب تک تم اپنی اس بدگمانی کا علاج نہیں" کروگی، تمھاری زندگی میں سکون نہیں آئے گا-اور جہاں تک ضرار کی تمھیں چھوڑنے کے بارے میں بات ہے تو ایسے کرنے کے تم نے اسے بارہا مواقع فراہم کیے ہیں- اگر اس نے موقع ملنے پر ایسا نہیں کیا تو میرا بیٹا بعد میں بھی ایسا کبھی نہیں کرے گا-انشا اللہ -"وہ حکیمانہ انداز میں بولیں۔

وہ مجھے نہیں چھوڑیں گے؟آپ سچ کہہ رہی ہے ناں؟ "رونے کے" درمیان امید سے انہیں دیکھتے انزر نے تسلی چاہی-

بالکل ، وہ میری انزر کو نہیں چھوڑے گا- ایمبیسی سے انٹرویو کی ڈیٹ" آگئی ہے-انشا اللہ تمھارا ویزہ لگ جائے گا- اور بہت جلد تم ضرار کے پاس امریکہ چلی جاو گی- "اسے گلے لگا کر انزر کی کمر سہلاتے وہ بولیں-

ایکدم پرسکون ہوتے انزر نے گہرہ سانس خارج کیا- دل ہی دل میں وہ رب کے آگے شکر گزار ہوئی جس نے ہدی اور منصور کے بدلے اسے اتنے انمول، پیار کرنے والے رشتوں سے نوازا-

تائی جان میں انہیں کیسے مناؤں گی؟ ضرار میرے سے بہت ناراض" ہیں؟ "ان سے الگ ہوتے اپنی اس مشکل کا حل بھی اس نے صالحہ تائی سے ہی جاننا چاہا-

کیسے کیا انزر؟ تم اسے اپنی اسی زبان کے صحیح استعمال سے ،مناؤ گی" جسکے غلط استعمال سے تم نے اسے ناراض کیا ہے-"اسکے آنسو صاف کرنے کے دوران وہ بولیں۔ اور پھر ہاتھ اسکے دائیں گال پر رکھتے انہوں نے مزید کہا "انسان کو اپنی زبان سے نکلے لفظوں کا دھیان رکھنا چاہیے-

NEW ERA MAGAZINE .com Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یہ دنیا کے کسی جادو سے کمتر نہیں ہیں- کیونکہ یہ زخم دینا بھی جانتے ہیں اور اسے بھرنا بھی جانتے ہیں - میری یہ بات ہمیشہ یاد رکھنا- "صالحہ تائی اسکی آنکھوں میں دیکھتیں بولیں -

انہوں نے کیا صحیح کہا تھا- انکی بات سیدھا انزر کے دل پر جاکے لگی-

میں آپکی ہر بات ہمیشہ یاد رکھوں گی- "وہ تکان سے مسکراتے بولی" اور چہرے پر موجود انکے ہاتھ کو پکڑتے اسے احترام سے چوم گئی۔ اسکے سر پر ہاتھ پھیرتے انہوں نے انزر کو دائمی خوشیوں کی دعا دی۔ اور بیڈ سے اٹھتے باہر نکلیں۔

****

وقت تیزی سے گزرتا انزر کی روانگی کے دن قریب سے قریب لاتا جارہا تھا- ویزہ ، پاسپورٹ وغیرہ کی تمام کاروائیاں مکمل ہوچکی تھیں-

-اب بس ضرار نے آج کل میں اس کی ٹکٹ کروانی تھی

اس وقت وہ بیڈ کے قریب کھڑی سامنے کھلے دو بڑے سائز کے سوٹ کیس میں اپنا سامان رکھ رہی تھی-پچھلے تین چار روز میں وہ اور صالحہ تائی جاکر ؛ جانے کے لیے تمام ضروری سامان کی شاپنگ کر آئی تھی- تھوڑی دیر پہلے تک صالحہ تائی بھی اسکے پاس ہی موجود اسے مختلف ہدایات دے رہی تھیں - جو ہر ماں اپنی بیٹی کو ایسے موقع پر دیتی ہے- پھر دوپہر کا کھانا بنانے کی غرض سے وہ اٹھ کر کچن میں چلی گئیں۔

سوٹ کیس میں گرم کپڑے رکھتے اس کے ہاتھ میرون سویٹر لگا جس میں سے ابھی بھی ضرار کے دیۓ پرفیوم کی خوشبو آرہی تھی-کمرہ تو اس نے صاف کروالیا تھا لیکن سویٹر کو وہ الماری کے اوپر والے خانے میں رکھ چکی تھی- اب ساتھ لیجانے کے لیے نکالے سامان میں اسے دیکھ کر انزر کی آنکھیں بھرا گئیں - سویٹر کو ناک کے قریب لیجاتے اس نے مدھم پڑی خوشبو کو اپنی سانسوں میں اتارا- اسے اس وقت پر افسوس ہوا جب اس نے ضرار کا اتنی محبت سے لایا گیا پرفیوم توڑا-

سویٹر میں سے آتی مہک نے انزر کو اس شخص کی کمی کا شدت سے احساس دلایا-

- کاش وہ یہاں ہوتا

-اس کے پاس ہوتا

-کاش وہ ایسا نہ کرتی

-سب ٹھیک ہوتا

آسودگی سے سوچتے اس نے اک بار پھر اپنی روح کو معطر کرتے سویٹر کو تہہ لگایا اور باقی کپڑوں کیساتھ سوٹ کیس میں رکھا- کام کے دوران اسکی سوچوں کا رخ ضرار اور اسکا رشتہ تھا- جس کے اندر اسکی ذات کافی دوریاں پیدا کرنے کا سبب بنی تھی۔ نجانے آگے سب کیسے ہونا لکھا ہے-

فون کی بجتی گھنٹی پر انزر کے ہاتھ تھمے۔ اس نے سائیڈ ٹیبل پر بجتے صالحہ تائی کے فون کو دیکھا جو وہ یہاں ہی بھول گئی تھیں - ان کو فون

دینے جانے کی غرض سے اس نے ہاتھ میں پکڑی جیکٹ بیڈ پر رکھی اور چلتی ہوئی بیڈ کی دوسری طرف آئی - فون پر چمکتے نام کو دیکھ وہ لمحے بھر کو ساکت ہوئی- دل ڈوب کر ابھرا- چہرے پر ہاتھ پھیرتے اس نے تیز ہوتی دھڑکنوں کیساتھ کال ریسیو کی- دوسری جانب موجود ضرار شاید جلدی میں تھا اس لیے اس نے انزر کے ہیلو کرنے سے پہلے ہی اپنی بات سنا کر تائید چاہی-

ضرار میں انزر بات کر رہی ہوں - "گھٹی گھٹی آواز میں بہت مشکل" سے اس نے اپنا جملہ مکمل کیا-کہتے ہوئے آنکھیں بھرا گئیں -

ضرار جو شفٹ ختم ہونے کے بعد گھر پہنچا تھا- ابھی وہ صرف سونا چاہتا تھا- سونے سے قبل اس نے ماں جی کو ٹکٹ بک کروا دینے کے متعلق آگاہ کرنے کا سوچا- لیکن توقع کے برعکس انزر کی آواز سن کر وہ خاموش ہوگیا-

آپ کیسے ہیں؟ضرار کچھ بولیں -"لمبی ہوتی خاموشی سے گھبرا کر اس" نے بےتابی سے پوچھا-

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کیا تم نے کچھ بولنے کے لیے چھوڑا ہے؟ "ناچاہتے ہوئے بھی وہ کڑوا"
ہوا۔

اب کی بار انزر کو چپ لگی۔

-پرسوں ملیں گے- "متوازن لہجے میں کہہ کر اس نے فون رکھ دیا"

ضرار ...!بات تو سنیں -"انزر آس سے بولی مگر دوسری جانب سے"
-کب کا فون رکھا جاچکا تھا

بیڈ پر بیٹھتے اس نے دوبارہ کال ملائی - لیکن اب کی بار نمبر بند جارہا
تھا- آنسوؤں کو پلکوں کی بار پھلانگنے سے پہلے اس نے آنکھیں مسلتے
فون واپس اس کی جگہ پر رکھا- چہرہ اوپر کرکے کمرے کی آف وائٹ
-چھت کو دیکھتے اس نے گہرہ سانس ہوا کی سپرد کیا

پرسوں ملیں گے - "اسکا کہا جملہ ہولے سے زیرلب دہراتے وہ"
پیکنگ مکمل کرنے کی غرض سے اٹھی کہ دروازہ نوک کرکے اندر داخل
ہوتی ملازمہ نے اسے داداجان کا پیغام دیا جو باہر لان میں بیٹھے اسکا انتظار

-کر رہے تھے

اک نظر کالی بوٹ کٹ پینٹ پر پہنے گھٹنوں تک آتے پرپل فراک پر ڈالتے بالوں میں ہاتھ پھیرتے وہ باہر چلی گئی- نجانے اب کیا ہوگیا تھا-

باہر دین مینشن کے وسیع لان کے بیچ و بیچ کرسی پر بیٹھے داداجان اخبار کا مطالعہ کر رہے تھے- فضا میں لان کے اک کونے میں لگے لیموں کے پھولوں کی ترش مہک پھیلی ہوئی تھی - سردی میں بہت حد تک کمی واقع ہوچکی تھی- ایسے میں دوپہر کے اس وقت دھوپ سینکنے کا اپنا ہی مزہ تھا- وہ چلتی ہوئی داداجان سے کچھ فاصلے پر جاکر رک گئی-

-آپ نے بلایا- "وہ مدھم سہ بولی"

انزر کی آواز پر دادا جان نے اخبار کو تہہ لگا کر پاس پڑے سفید سلاخوں والے ٹیبل پر رکھا اور اسے اشارے سے ساتھ پڑی کرسی پر بیٹھنے کو کہا- اسکی جانب رخ کرکے کچھ دیر تو وہ انزر کو یونہی تولتی نگاہوں سے دیکھتے رہے-

آ...آ....آپ نے کیوں بلوایا ہے مجھے؟ "انکی نظروں سے گھبراتے"
ادھر ادھر نگاہ دوڑانے کے بعد نیچے سردی کے باعث سنہری ہوئی
-گھاس کو دیکھتی انزر جزبز ہو کر کہہ گئ

تم پرسوں جارہی ہو - اطلاع مل گئ ہوگی- "وہ خشک لہجے میں گویا"
- ہوئے

-انکی بات پر وہ ہولے سے ہاں میں سر ہلاگئ

-یوسف مجبور نہ کرتا تو ہم کبھی تمھیں اپنی ضرار کی دلھن نہ بناتے"
ہمیں اپنے پوتے کے لیے بالکل صنم جیسی رشتے جوڑ کر رکھنے والی ملنسار
لڑکی چاہیے تھی- مگر قسمت- "انہوں نے سرد آہ بھری- "تم خوش تو
بہت ہوگی تمھاری ہم سب سے جان جو چھوٹ جائے گی- لیکن میں
تمھیں بتا رہا ہوں اگر تم نے اپنی ماں کی طرح میرے پوتے کو ہم سے
توڑنے کی کوشش کی اسے ہم سے ملنے سے روکا تو اپنے انجام کی
ذمےدار تم خود ہوگی- "سراج الدین صاحب سفاکیت سے کہتے کہیں
سے بھی اس کے داداجان نہ لگے-ان کی باتیں اسکے پہلے سے زخمی دل

کو مزید زخمی کرگئی۔ "وہاں جاکر اس پر یہاں جلدی جلدی ملنے آنے پر زور دینا - ہمہ وقت گھر میں موجود رہنا- یہ نہ ہو ہمیں معلوم ہو کہ تم سارا دن امریکہ کی سڑکیں ناپتی پھرتی ہو- پہلے ہی تمھاری وجہ سے ہمارا شیر گھر سے دور رہا ہے- اب وہاں پہنچ کر اسے پریشان مت کرنا- سکون سے کام کرنے دینا- "انہوں نے تمام ضروری ہدایات جاری کیں-

اس سارے عرصے میں خاموشی سے انکی بات سنتی انزر اک شکوہ بھری نگاہ ان پر ڈال کر وہاں سے اٹھتی بھاگتی ہوئی اندر چلی گئی- آنسو لڑیوں کی صورت بہتے اسکا چہرہ بھگوتے گئے۔ داداجان نے کبھی بھی اسے اپنا خون سمجھا ہی نہیں تھا- ہمیشہ سے اسے ہدی کی بیٹی کے طور پر جانا تھا اگر وہ ان سے بدگمان تھی تو داداجان انزر سے کئی گنا زیادہ بدگمان - تھے- اور اس سب میں کہیں نہ کہیں انزر کا بھی ہاتھ تھا -بڑوں کے ساتھ معاملات میں ہمیشہ چھوٹوں کو پہل کرنی چاہیے۔ پھر وہ پہل کسی بھی چیز میں ہوسکتی ہے۔ عزت و پیار دینے میں ، معافی و جھکنے

میں۔ہمارے معاشرے میں چھوٹے ہمیشہ جھکتے اچھے لگتے ہیں۔بڑوں کو جھکانا ہمارا شیوہ نہیں ہونا چاہیے۔ اگر وہ اس سے بدگمان رہتے تھے تو انزر نے اپنے کاموں سے اس بدگمانی میں اضافہ کیا- اور داداجان کو انکی غلط سوچ پر مطمئن رکھا-

امریکہ کی ریاست اوہائیو کے شہر کلیو لینڈ کے ہوپکنز انٹرنیشنل ائیر پورٹ پر پھیلی گہما گہمی، شور لوگوں کے ہجوم کو یکسر فراموش کیے وہ معمول کے برعکس ہلکے پیلے رنگ کی شلوار قمیض پہنے گود میں پڑے میگزین کی ورق گردانی کررہی تھی - فلائٹ لینڈ ہوئے ڈیڑھ گھنٹے سے اوپر وقت ہونے والا تھا، لیکن ضرار کا کہیں کوئی نام و نشان نہ تھا - اس نے میگزین سے نگاہ اٹھا کر دیکھا تو سلور فائیو سیٹر بینچ پر اس سے کچھ تین سیٹس چھوڑ کر بیٹھا درمیانی عمر نیلی آنکھوں والا انگریز ہنوز اسے ہوس بھری نگاہوں سے دیکھ رہا تھا- انزر کو خود کی تو سمجھ آئی کہ وہ اپنے شوہر کے انتظار میں بیٹھی تھی-مگر وہ شخص کیوں اتنی دیر سے

بیٹھا اسے دیکھ رہا تھا- کیا اسے کوئی کام نہیں تھا؟

- انزر نے بیگ میں سے فون برآمد کرتے ضرار کو کال ملائی

آخر وہ کہاں رہ گئیں ؟ اتنا ٹائم ہوگیا تھا- اور اوپر سے وہ شخص - اس کا نمبر ڈائل کرکے انزر نے فون کان سے لگایا تو سات آٹھ بیلز جانے کے بعد دوسری جانب سے مشینی آواز میں "آپکے مطلوبہ نمبر سے فلحال جواب موصول نہیں ہو رہا تھوڑی دیر بعد کوشش کیجئے "وہی پیغام سنایا -گیا جو وہ پہلے دو مرتبہ سن چکی تھی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دیار غیر میں قدم رکھتے ہی اس قسم کی صورتحال کا سامنا کرنے پر وہ -اضطراب کا شکار ہوئی

چاہے وہ مجھے جان بوجھ کر نہیں لینے آرہے ہوں - ورنہ فلائٹ انہوں نے بک کروائی تھی- ساری ٹائمنگز بھی معلوم تھیں- پہلے کب میری کال ریسیو کررہے تھے جو اب کریں گے۔ دل ہی دل میں خود سے کہتے اس نے صالحہ تائی جان کا نمبر ملایا- صالحہ تائی نے تیسری بیل پر کال ریسیو -کرلی تھی

-السلام علیکم !بیٹا پہنچ گئی؟ "صالحہ تائی نے فون اٹھاتے ہی استفسار کیا"

"وعلیکم السلام ! جی میں پہنچ گئی ہوں- آپ سو تو نہیں رہی تھیں؟"

نہیں کچن میں ہوں- ناشتہ بنا رہی ہوں- میں نے کہا ایک دفعہ تم گھر پہنچ جاو پھر کال کروں گی-سفر ٹھیک گزرا؟ ضرار ٹائم سے لینے آگیا تھا؟ "-صالحہ تائی کے پوچھنے پر وہ اپنے ازلی احساس کمتری کا شکار ہوئی

صالحہ تائی میں ابھی ایئرپورٹ پر ہی ہوں۔ وہ دراصل دبئ ایئر پورٹ سے نکلتے وقت فلائٹ کچھ تاخیر کا شکار ہوگئی تھی- "اس نے دانستہ جھوٹ بولا-

- صحیح - ضرار نہیں پہنچا ؟ ادھر کیا ٹائم ہوگیا ہے؟"وہ فکر سے بولیں"

رات کے دس بج رہے ہیں- فلحال تو نہیں پہنچے اور انکا نمبر بھی بند جارہا ہے - آپ اگر مجھے گھر کا ایڈریس نوٹ کروا دیں تو- "وہ ہچکچا کر بولی-

- انزر تھوڑا انتظار کرو ، وہ پہنچنے ہی والا ہوگا-"وہ بولیں"

اب وہ انہیں کیا بتاتی پچھلے ڈیڑھ گھنٹے سے وہ بیٹھی انتظار ہی کر رہی ہے
-

جی وہ تو میں کررہی ہوں - بس ویسے ہی میرے پاس ایڈریس بھی "
ہو - "وہ بات سنبھالتے بولی-

اچھا ایک منٹ میں ڈائری سے دیکھ کر بتاتی ہوں - "وہ بولتے قریب" کھڑی ملازمہ کو پین میں بنتے انڈوں پر نظر رکھنے کا کہہ کر سیڑھیاں چڑھتیں اپنے کمرے میں آئیں جہاں یوسف صاحب ڈریسنگ مرر کے سامنے کھڑے تیار ہو رہے تھے-

سائیڈ ٹیبل کی دراز میں سے ڈائری نکال کر انزر کو ایڈریس نوٹ " کرواتے انہوں نے کال رکھ کر ضرار کا نمبر ڈائل کیا مگر جواب موصول نہیں ہو رہا تھا- انہیں تشویش ہوئی جسکا اظہار صالحہ تائی نے یوسف صاحب سے بھی کیا-

یوسف صاحب نے انہیں فکر نہ کرنے کا کہتے ضرار کے کلینک کال ملائی جہاں سے انہیں معلوم ہوا کہ وہ تھوڑی دیر پہلے وہاں سے -

-نکل چکا ہے

انزر کو لینے ہی نکلا ہوگا- راستے میں دیر سویر ہو جاتی ہے- تم پریشان" نہ ہو پہنچنے ہی والا ہوگا- بیس منٹ کی ڈرائیو ہے- "وہ سبھاو سے بولے
-

-صالحہ تائی سر ہلاتے پھیکا سہ مسکرا دیں

دوسری جانب کال رکھ کر موبائل پر نوٹ کیے ضرار کے ایڈریس پر اک نظر ڈالتے، اسے دل میں دہراتے جب انزر نے ترچھی نگاہوں سے اس انگریز کو دیکھنا چاہا تو اسے اپنی برابر میں بیٹھا دیکھ وہ اپنی جگہ سے اچھل کر کھڑی ہوئی - بات کرنے کے دوران انزر کو معلوم ہی نہ ہوا کب وہ درمیانی فاصلہ ختم کرکے اس کے ساتھ آبیٹھا تھا- باقی کا سارا بینچ خالی دیکھ کر اس کا شک یقین میں بدل گیا- اس شخص کے ارادے
-ٹھیک نہیں تھے

جلدی سے سفید چمکتی ٹائلز پر ٹرالی دھکیلتے، وہ بغیر پیچھے دیکھے وٹینگ لاؤنج سے باہر نکلتی گئی - ضرار نے نجانے آنا بھی تھا یا نہیں - جبکہ وہ

اسکی کال بھی ریسیو نہیں کر رہا تھا۔ وہ اب مزید وہاں بیٹھے انتظار نہیں کرسکتی تھی- ایڈریس اسے معلوم ہوگیا تھا- اس نے خود ہی ٹیکسی کروا کر جانے کا سوچا-

باہر نکل کر اس نے "ٹیکسی "کہتے ہاتھ ہوا میں لہرایا تو وہاں مسافر کے انتظار میں کھڑے ٹیکسی ڈرائیورز میں سے ایک سیاہ فام ڈرائیور تیزی سے ٹیکسی لے کر آگیا - باہر نکل کر اس نے انزر سے ٹرالی لیتے ٹرنک کھولا اور اس میں سامان رکھنے لگا-

ٹرنک سے کچھ فاصلے پر سینے پر ہاتھ باندھے کھڑی انزر نے کلیو لینڈ کے سیاہ افق کو دیکھا جہاں اسکے شوہر ضرار خان کی طرح آسمان پر موجود چاند ستارے بھی اس سے بے نیاز اپنی ہی انجمن میں مگن تھے- آسمان کا جوبن اپنے عروج پہ تھا، ایک پل کو وہ سب بھول کر آسمان کی نرالی چھب دیکھنے لگی، آسمان کا یہ سجیلا روپ بے حد متاثر کن تھا وہ مگن سی ہونے لگی، کہ اپنے کندھے پر موجود بھاری ہاتھ کے لمس پر وہ چونک کر پلٹی- پیچھے وہ ہی انگریز دانت نکالے کھڑا اسے دیکھ رہا تھا

تمھاری جرات کیسے ہوئی مجھے چھونے کی- "زور سے اسکا بازو جھٹکتے وہ" - دبے لہجے میں غراتی انگریزی میں بولی

-ایزی بے بی ، ایزی- " وہ دونوں ہاتھ اوپر کرتے بولا"

سوٹ کیس رکھتا ڈرائیور ایک سرسری نگاہ ان دونوں پر ڈال کر وہیں رک گیا۔ نجانے اب وہ لڑکی اس کی ٹیکسی میں جاتی بھی یا نہیں۔ اس کے علاؤہ وہاں موجود لوگوں کے ہجوم نے انکی جانب کوئی خاص توجہ نہ کی۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مجھ سے دور رہو- "غصے سے اس شخص کو دیکھتی وہ دو قدم پیچھے" -لینے لگی جب اسکی کلائی پکڑتے وہ بولا

لٹ می ٹیک یو ٹو ڈنر بے بی- "اسکے چہرے پر موجود خباثت سے انزر" کو خوف آیا۔

یہ کیا بدتمیزی ہے- چھوڑو- "اپنی کلائی چھڑانے کی کوشش کرتے وہ" چلا کر بولی- انزر نے مدد طلب نظروں سے ٹیکسی ڈرائیور کو دیکھا- جس

نے اسکی نظروں کا مفہوم سمجھتے کندھے اچکا دیئے - اور ٹرنک میں رکھا اس کا سامان واپس ٹرالی پر رکھنا شروع کردیا- عجیب بے حس قسم کا انسان تھا-

پھڑ پھڑاتے ہوئے دل کے ساتھ اس نے پوری جان صرف کردی مگر وہ شخص ڈھیٹ بنا کھڑا رہا- انزر اپنی سی کوشش کررہی تھی کہ یکدم وہاں آتے ضرار نے انزر کی کلائی آزاد کرواتے اس انگریز کو زوردار دھکا مارا جس کے باعث وہ شخص لڑکھڑا کر کچھ قدم پیچھے ہوا-

ضرار کو دیکھ کر اسکی جان میں جان آئی-

اپنے گندے ہاتھ میری بیوی سے دور رکھو- "شعلہ بار نگاہوں سے" اس انگریز کو دیکھتے ضرار اشتعال میں آتا بولا- ضرار کی بات سنتے وہ شخص فورا سے بیشتر وہاں سے نو دو گیارہ ہوا -

اسکے منظر سے غائب ہونے کے بعد اک غصیلی نگاہ انزر پر ڈالتے اس نے ٹرالی پکڑی جس پر وہ ٹیکسی ڈرائیور سامان واپس رکھتا کب کا ادھر سے جاچکا تھا -

موو- "ٹرالی کو پاس کھڑی اپنی گاڑی کی طرف لیجاتے اس نے سرد"
-لہجے میں انزر کو چلنے کا کہا

گاڑی کو ائیر پورٹ کی حدود سے نکالتے اس نے تھوڑا آگے جاکر گاڑی
-اک جگہ پارک کی اور ساتھ بیٹھی سرجھکائے روتی انزر کو دیکھا

حد ہے تمھارے پاگل پن کی- ایک تو غلطی کرتی ہو اور اوپر سے رو"
رہی ہو-"انزر کی طرف رخ کرتے ضرار اسکے رونے سے تنگ آکر بولا
- جس کی وجہ سے وہ صحیح سے ڈرائیو نہیں کر پا رہا تھا

میری غلطی ہے؟"آنسوؤں سے بھیگا چہرہ اوپر کیے اس نے بے یقینی"
-سے ضرار کو دیکھا

-تو کس نے کہا تھا کہ یوں انجان ملک میں منہ اٹھا کر باہر نکل پڑو"
-بیگم صاحبہ یہ پاکستان نہیں ہے-"وہ طنزیہ لہجے میں چبا چبا کر بولا

ساری غلطی آپکی ہے- کس نے کہا تھا دو گھنٹے انتظار کروائیں - آپکی"
وجہ سے وہ گھٹیا انسان مجھے اکیلا سمجھ کر میرے پیچھے آیا- "چہرہ

-پونچھتے وہ بھرائے لہجے میں گویا تھی

انسان ہوں بھول گیا تھا- "واقعی ہی میں اچانک وزٹ پر آئی ٹیم کی " وجہ سے انزر کو پک کرنا اسکے ذہن سے نکل گیا تھا - جب یاد آیا تو وہ فورا کلینک سے نکلا- راستے میں اس نے جب کال کرکے انزر کو اپنے کچھ ہی دیر میں پہنچنے کے متعلق آگاہ کرنا چاہا تو اسے معلوم ہوا کہ جلدی میں وہ اپنا فون آفس میں ہی بھول گیا تھا - جس پر وہ کوفت کا -شکار ہوا

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Poetry|Interviews

پھر ائیر پورٹ پہنچتے ساتھ ہی جو منظر اس نے دیکھا اسے دیکھ کر ضرار کا خون کھول اٹھا- اگر اسے دیر ہوگئی تھی تو اسکا مطلب یہ تو نہ تھا کہ وہ یوں ہی اکیلی چل پڑے - اگر وہ نا آتا اور وہ شخص اسکے ساتھ زبردستی کرلیتا۔ وہ اکیلی لڑکی کیا کرسکتی تھی۔

-تو میں بھی انسان ہی ہوں- اس شخص کی نظروں سے ڈر گئی تھی" فون آپ نہیں اٹھا رہے تھے- مجھے لگا نہیں لینے آنا - اس لیے اس سے بچنے کے لیے میں خود ہی وہاں سے "... وہ منظر یاد کرتے اسکی گلابی

ہوتی آنکھیں اک مرتبہ پھر بہہ اٹھیں - جن کو اس نے بےدردی سے رگڑ ڈالا -

اسی دوران ضرار کی نگاہ اسکی بائیں کلائی پر گئی جو اس شخص کی بے رحمانہ گرفت میں ہونے کے باعث سرخ پڑ چکی تھی-

اسکی کلائی تھام کر آہستگی سے سہلاتے ضرار نے اسے گاڑی میں پڑی پانی کی بوتل تھمائی-

شش، پانی پیو- آئی ایم سوری دوبارہ ایسے نہیں ہوگا- "وہ اپنے ازلی نرم فکر لیے لہجے میں بولا-

اسکے چہرے کو دیکھتے انزر نے کانپتے ہاتھوں سے بوتل تھام کر منہ سے لگائی- چند گھونٹ پی کر اس نے بوتل واپس ضرار کو تھمائی جو ہنوز اسکی کلائی سہلا رہا تھا -

انزر جسکی کلائی اک غیر مرد کے لمس سے جھلس رہی تھی ضرار کا محبت بھرا لمس اسکے لیے سکون کا باعث بنا - اور وہ تھوڑا پر سکون ہوئی۔

دوسرے ہاتھ سے بوتل اسکی جگہ واپس رکھتے ضرار نے بولتے ہوئے انزر کی کلائی چھوڑی- "سب ٹھیک ہے - گھر تھوڑا دور ہے تب تک تم آنکھیں بند کرکے بیٹھ جاو- اچھا فیل کرو گی- "چہرے پر آئی بالوں کی -لٹ کو کان کے پیچھے اڑستے وہ سیدھا ہوتا گاڑی روڈ پر ڈال گیا

اسکی بات پر ہولے سے سر ہلاتے انزر سیٹ کی پشت سے سر ٹکائے آنکھیں موند گئی- مگر آنکھیں بند کرتے وہی منظر دیکھتے اس نے اپنا ٹھنڈا پڑتا نرم و نازک ہاتھ گئیر پر رکھے ضرار کے مضبوط ہاتھ پر رکھ دیا-

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

****

یہ دو دن بعد کی بات تھی- کچن میں لگی گھڑی اس وقت شام کے چھ بجا رہی تھی- وائٹ اور براؤن امریکن اسٹائل بنے کچن کے بیچ و بیچ

کھڑی وہ بےدلی سے چولہے پر کھولتے پانی کے برتن کو دیکھ رہی تھی جس میں اس نے چاول ڈالنے تھے۔

جینز پر سفید شرٹ پہنے بالوں کی ڈھیلی پونی بنائے انزر کا چہرہ مرجھایا ہوا تھا۔ وہ اپنے اور ضرار کے لیے دوپہر کو صالحہ تائی سے پوچھ کر بنائی کڑی کے ساتھ کھانے کو چاول ابال رہی تھی۔

ائیر پورٹ سے واپسی پر گاڑی میں ہوئی گفتگو کے علاوہ ان دونوں میں کوئی بات نہ ہوئی تھی۔ ضرار اسے باہر سے ہی گھر اتار کر واپس کلینک چلا گیا تھا۔ پچھلے دو روز سے وہ مسلسل اٹھارہ گھنٹوں کی شفٹ پر تھا انزر کو سمجھ نہ آئی کہ کیا ضرار کی یہی روٹین ہے یا اس کے آنے کی وجہ سے اس نے اپنے آپ کو کلینک میں اتنا مصروف کرلیا ہے۔ گھر آتے وہ ہلکا پھلکا کھا کر فورا سوجاتا پھر وہ کب اٹھتا اور کس وقت واپس کلینک کے لیے نکل جاتا یہ ان دو روز میں انزر کو معلوم نہ ہوسکا۔

ابلتے پانی میں چاول ڈال کر وہ فریج میں رکھا اسٹرابیری کا پیکٹ نکال کر انہیں دھوتی کاؤنٹر پر پہلے سے نکال کر رکھے بلینڈر کے پاس رکھتی

ہے- بلینڈر میں پانی ، برف تھوڑی سی چینی اور آخر میں پتے اتار کر رکھی اسٹرابیری ڈالتے انزر نے ڈھکن لگاتے بلینڈر آن کیا،ساتھ ہی پورے کچن میں بلینڈر مشین کا شور پھیل گیا-

اپنے پشت پر کسی کی موجودگی کے احساس پر وہ تیزی سے بٹن دبا کر مشین بند کرتی مڑی تو ضرار کو فریج کے سامنے کھڑے مختلف سامان نکال کر کاؤنٹر پر رکھتے پایا-

یہ کب آئے؟ "فریج کا دروازہ بند کرتے ضرار کو دیکھ کر اس نے" سوچا- شاید جب مشین آن تھی - ضرار کے حلیے سے معلوم ہو رہا تھا کہ وہ گھر آکر سیدھا کچن میں آیا ہے- اسکن پینٹ پر پرپل شرٹ پہنے وہ تھکاوٹ کا شکار لگا- چہرے پر موجود ہلکی داڑھی بھی کچھ بڑھ چکی تھی-

کیا بنانے لگے ہیں؟ کھانا تیار ہے- میں نے کڑی بنائی ہے-"انزر نے " خود کو کف کھول کر پرپل ڈریس شرٹ کے بازو کہنیوں تک فولڈ کرتے ضرار سے بولتے پایا-

- میں کڑی نہیں کھاتا- "وہ بےتاثر لہجے میں بولا"

-آپ ..آپ نے کیا کھانا ہے؟ میں بنا دیتی ہوں- میں بنا دوں گی"

-انزر ہچکچا کر بولی"

"-ضرورت نہیں - میں خود کرلوں گا"

کم از کم اتنا تو کرنے دیں-"وہ ہاتھ دھوتے ضرار سے منت آمیز لہجے میں بولی- کیا پتہ اسی بہانے اس ظالم دیوتا سے بات کرنے کا موقع مل جاتا-

انزر کی بات پر وہ بغیر کچھ کہے سرہلاتا بریک فاسٹ بار کے دائیں طرف رکھے براؤن اسٹول پر بیٹھ گیا-موبائل دیکھتے چہرے پر چھائے -سنجیدہ تاثرات اسکی خوبصورتی میں اضافے کا موجب بن رہے تھے

آملیٹ بنانے لگے تھے؟"کاؤنٹر پر پڑے تمام اجزاء کو دیکھتے اس نے" اندازہ لگایا- جس کے جواب میں اس بار بھی بولنے کی بجائے خاموشی -سے سر ہاں میں ہلاتے وہ اپنے موبائل پر مصروف ہوگیا

آملیٹ بنانے سے قبل اس نے اپنے اور ضرار کے لیے گلاس میں سمودی نکالی- ضرار کا گلاس اس کے سامنے رکھتے اپنے میں سے تھوڑی سمودی پیتے اس نے کام کا آغاز کیا-

آملیٹ بناتے وہ گاہے بگاہے اک نظر موبائل میں گم ضرار پر بھی ڈال لیتی تھی- جسکی موجودگی کے باعثِ نجانے کیوں مگر وہ نروس ہو رہی تھی- اس کا رکھا اسٹرابیری سمودی کا گلاس ویسے کا ویسے ہی پڑا تھا-

آملیٹ بنا کر پلیٹ میں نکالتے اس نے ضرار کو پیش کیا - اور خود واپس مڑتی تمام سامان انکی جگہوں پر رکھنے لگی- ان دو دنوں میں وہ مکمل طور پر یہاں ایڈجسٹ ہوچکی تھی۔

مصالحہ جات رکھتے اسے معلوم ہوا کہ غلطی سے کالی مرچ پاؤڈر ڈالنے کی بجائے وہ آملیٹ میں دھنیا پاوڈر ڈال چکی ہے۔ اپنی لاپرواہی پر ماتم کرتے وہ فورا سے قبل ضرار کے پاس پہنچی- "ٹھہریں! یہ نہ کھائیں" اس کے سامنے سے پلیٹ اٹھاتے وہ مزید بولی- "میں نے کالی مرچ کی بجائے دھنیا پاوڈر ڈال دیا - مجھے پتا ہی نہیں چلا-میں ابھی نیا بنا دیتی

" - ہوں

ضرار جو پہلا نوالہ لینے ہی لگا تھا اچانک آنے والے غصے کے باعث اک جھٹکے سے اٹھتا باہر چلا گیا- وہ صبح سے بھوکا تھا- جس وقت وہ گھر پہنچا اس کا سردرد سے پھٹ رہا تھا - ایسے میں وہ معمول کے مطابق تھوڑا بہت کھا کر سونا چاہتا تھا- لیکن سلام ہو انزر کو جس نے اس کا سردرد - بڑھانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی تھی

کچن سے نکلتا وہ بیڈروم میں داخل ہوا- اس کے غصے سے اٹھ کر آنے پر انزر بھی چاولوں کے نیچے آگ بند کرتے ضرار کے پیچھے بیڈروم میں داخل ہوئی-اسکے پیچھے آنے پر الماری سے اپنے کپڑے نکالتا ضرار ضبط سے آنکھیں بند کرتا بولا- "انزر اس سے پہلے کہ میں تمھیں کچھ کہوں "-تم پلیز یہاں سے ابھی چلی جاو

کیا ہوگیا ہے؟ آپ بیٹھیں تو سہی میں ابھی بنا دیتی ہوں - "وہ" -سبھاو سے دھیمے لہجے میں بولی

براوو !میرا سکون برباد کرکے پوچھ رہی ہو کیا ہوگیا ہے- "ہاتھ میں"

-موجود شرٹ بیڈ پر اچھالتے وہ طنز سے بولا

سکون !میں نے آپکا سکون برباد کیا ہے؟ "وہ صدمے سے گنگ آواز" میں بولی- "آپ ایسا سوچتے ہیں تو مجھے بلایا ہی کیوں؟ ویسے ہی چھوڑ دیتے جیسے اتنے سال قبل چھوڑا تھا- میری کیا مجال کہ میں کچھ بولتی ویسے بھی میں دو مرتبہ گھر سے بھاگ چکی ہوں- شاید دادا جان ٹھیک ہوں- واقعی ہی میں میرا "....کہتے ہوئے اس کا لہجہ بھیگ گیا- یہ سب داداجان کے کہے الفاظ کا اندر ہی اندر اسکو ڈستا زہر تھا - جو اب نکل رہا تھا -

چپ !آگے ایک لفظ اور مت کہنا-تم نے میری نرمی کا بہت ناجائز" فائدہ اٹھا لیا ہے- میں منصور چچا نہیں ہوں- اور نہ ہی میں تمھیں ہدی چچی بننے دوں گا- آئندہ سوچ کر بولنا- "دانت پیس کر کہتے وہ ٹھاہ کی آواز کے ساتھ دروازہ بند کرتا باتھروم میں بند ہوگیا- یہ جانے بغیر کہ -اس کی کہی بات نے انزر کا کتنی بری طرح دل دکھایا ہے

پیچھے بے جان کھڑی انزر منہ پر ہاتھ رکھے ،سسکیوں کا گلا گھونٹتے کمرے

-سے باہر نکل گئی

****

اوہائیو شہر پر سرمئی شام اتر چکی تھی- آسمان گہرے سرمئی اور کالے بادلوں سے کچھ یوں گھرا تھا کہ پانی بس ان سے چھلک پڑنے کو تیار تھا- وہ گھر میں داخل ہوا تو ہر طرف گہری خاموشی نے احاطہ کیا ہوا تھا - عموماً اس وقت انزر یا تو کچن میں ہوتی تھی یا لاؤنج میں پڑے صوفہ پر بیٹھی اسکیچ بنانے میں مصروف مگر آج بیڈروم میں داخل ہوتے اسے سوتا دیکھ ضرار حیران ہوا-

الماری سے کپڑے نکالتا وہ فریش ہونے کے لیے چلا گیا- فریش ہوکر وہ کچن میں گیا تو آج کھانا بھی نہیں بنا تھا - وہ اتنا تھکا ہوا تھا کہ خود کچھ بنانے کی بجائے فروٹس کھاتا خود بھی سونے کے لیے لیٹ گیا- انزر

- کی طرف رخ کرکے لیٹتے اسے دیکھتے نجانے کب اس کی آنکھ لگ گئ
-اور وہ نیند کی وادیوں میں کھوتا چلا گیا

انزر کو یہاں آئے دو ماہ کے قریب وقت ہونے والا تھا- دونوں ایک ہی چھت تلے رہتے اک دوسرے سے بیگانہ ، اک دوسرے کے اتنے پاس ہوتے دور کھڑے تڑپ رہے تھے- اتنا سب کچھ ہونے کے بعد دونوں کی ہی انا پہل کرنے سے روک رہی تھی- وہ زندگی کا اہم سبق بھولے بیٹھے تھے کہ رشتہ بڑا ہوتا ہے انا نہیں - اور انکی یہ بھول دونوں کے حسین یادگار پلوں کو بےرنگ کر رہی تھی -

رات کا نجانے کونسا پہر تھا جب ضرار کی آنکھ انزر کے کراہنے کی آواز سے کھلی- کہنی کے بل بیڈ پر اونچا ہوتے اس نے سائیڈ لیمپ آن کیا جسکی زرد روشنی کمرے کے خواب ناک ماحول میں پھیلتی چلی گئ- باہر بادلوں کی گرج کے ساتھ زور و شور سے مینہ برس رہا تھا-

اس نے انزر کی طرف دیکھا جو نیند میں کراہ رہی تھی- چہرے پر بےسکونی اور تکلیف کے تاثرات نمایاں تھے-

-انزر-"اسکی طرف رخ کرتے ضرار نے پکارا"

-وہ محض نقاہت زدہ آواز میں "ہمم"ہی کہہ سکی

کیا ہوا ہے؟ طبیعت ٹھیک ہے؟ "فکرمندی سے پوچھتے ضرار نے اسکا" گال چھوا جو بخار کی حدت سے تپ رہا تھا - اتنا تیز بخار- وہ پریشان -ہوا-"کب سے بخار ہے؟ کوئی میڈیسن لی ہے؟ "وہ بیڈ سے اٹھتے بولا

-انزر محض سر نفی میں ہلاگئی

بیٹھو - یہ کھاو- "کچن میں موجود میڈیسن باکس میں سے دوائی لاتا وہ" -پانی کا گلاس سائیڈ ٹیبل پر رکھتے اسے سہارا دے کر بیٹھاتے بولا

-جواب میں انزر چہرہ جھکائے بند آنکھوں سے نفی میں سر ہلا گئی

کیوں نہیں کھائی؟ اتنا تیز بخار ہے -بولا جا نہیں رہا اوپر سے میڈیسن" لینے سے منع کر رہی ہو- "تمام ناراضگی بھولائے وہ اپنائیت سے ڈانٹتے بولا-ایک ہاتھ ہنوز اسکے بائیں کندھے پر موجود اسے بیٹھنے میں مدد دے -رہا تھا

بولنے کی بجائے وہ خاموشی سے رونے لگی - سسکی کی آواز پر ضرار نے کندھے سے ہاتھ ہٹاتے تھوڑی سے پکڑ کر اسکا چہرہ اونچا کیا- جھکی نظریں براون بالوں کے ہالے میں بھیگا چہرہ وہ روتے میں بھی بہت حسین لگ رہی تھی-

کیا ہوا ہے؟ رو کیوں رہی ہو- ادھر میری طرف دیکھو- "اسکے رونے پر ہیزل آنکھوں میں بے چینی ابھری۔

پہلے جو آپ میرے سے ناراض ہیں، میرے سے صلح کریں- پہلے" والے ضرار بنیں - پھر میں دوائی کھاؤں گی۔"سرخ ہوتی آنکھوں سے ضرار کو دیکھتے وہ معصومیت سے سوں سوں کرتی بولی-

تاکہ تم پہلے والی انزر بن جاو- "مان تو وہ فورا گیا - لیکن اس کو تنگ" کرنے کو وہ بولا-

نہیں، اب مجھے عقل آگئی ہے- میں آپکو کبھی بھی شکایت کا موقع" نہیں دوں گی، پلیز -"لاچاری سے کہتے آخر میں وہ رونے لگی-

دونوں کے مابین موجود خاموشی ، لا تعلقی کی اونچی ہوتی دیوار کے باعث وہ اس قدر پریشان رہنے لگی تھی کہ اسکا نتیجہ بخار کی صورت میں نکلا- وہ چاہتی تھی کہ سب کچھ ٹھیک ہو جائے - لیکن ضرار کے گزشتہ باتوں نے اسے اس قدر دل برداشتہ کیا کہ اب وہ پہل نہیں کرنا چاہتی تھی- مگر اسکے نرم انداز و اطوار، لہجے میں موجود اس کے لیے فکر نے اسے پہل کرنے پر مجبور کر دیا -

اسکے انداز پر ہونٹوں پر اڈ آنے والی دلنشین مسکراہٹ کو خوش آمدید کہتے وہ انزر کو گلے لگا گیا- اس سے زیادہ وہ اپنی بیوی سے ناراضگی برقرار نہیں رکھ سکتا تھا وہ بھی تب جب اسکی کم عقل بیوی کو عقل آگئی تھی-

ضرار کے معاف کرنے پر خوشی طمانیت کا گہرہ احساس اس کے پورے وجود کو سرشار کرتا چلا گیا-

مسز ضرار، میرے خیال میں اب اعتراف کا وقت آگیا ہے- "تھوڑی" دیر بعد اسے خود سے الگ کرتے انزر کو میڈیسن دے کر ضرار

-مسکراتے لہجے میں بولا

پہلے آپ تو کرلیں-"ضرار کے ہاتھوں میں موجود اپنے ہاتھوں کو نکال"
-کر وہ ہولے سے مسکراتے بھیگی پلکوں سے اسے دیکھتی ٹیک لگا گئی

تم نے مجھے بری طرح اپنی محبت میں مبتلا کرلیا ہے- تمھارے بغیر"
زندگی کا تصور محال ہے - تم ہی میری منزل ہو۔"لہجے میں بےپناہ پیار
و عزت لیے وہ اعتراف کرگیا۔ ہیزل آنکھوں کی چمک ضرار کے لفظوں
-کا ساتھ دے رہی تھی

آپ کے یہ جذبات دوطرفہ ہیں-"مسکراہٹ دباتے اسکی آنکھوں میں"
دیکھ کر کہتے وہ کچھ نہ بولتے بھی سب بول گئی تھی- باہر آسمان سے
-برستا مینہ انزر کی ضرار خان سے محبت کے انوکھے اعتراف پر جھوم اٹھا

چاہتوں محبتوں کا جہان لیے اک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھتے وہ
-دونوں ان خوب صورت لمحات میں کھوتے چلے گئے

****

تین سال بعد

دین مینشن کے ڈائننگ ہال میں انواع اقسام کے کھانوں سے سجی وسیع میز کے گرد گھر کے تمام افراد موجود تھے۔ مسکراتے چہروں۔ رنجشوں کدورتوں سے پاک دل لیے سب ہلکے پھلکے خوش نظر آرہے تھے۔ آج، رات کا کھانا داداجان نے خاص انزر اور ضرار کے اہتمام میں بنوایا تھا۔ جو پندرہ دن رہ کر کل واپس جارہے تھے۔

ان گزرے ماہ و سال میں سب بہت بدل گیا تھا۔ہر کسی نے وقت کے ساتھ اپنی زندگی سے بہت اہم اسباق سیکھ لیے تھے۔ جنھوں نے انہیں آگاہی کے نئے دروازوں سے روشناس کیا تھا۔

داداجان اور تائی ثمن کے رویے میں واضح تبدیلی آئی تھی۔ ثمن تائی

اگر اس کے لیے کچھ اچھا نہیں کرتی تھیں تو اب انہوں نے برا کرنا بھی چھوڑ دیا تھا۔ جبکہ داداجان ، جس روز انزر نے اپنا فرض نبھانا شروع کیا اس روز سے وہ بھی بدلتے چلے گئے۔ یہ چیز دونوں کے لیے آسان نہ تھی۔ مگر جہاں انزر نے کوشش کی وہاں اسکی حوصلہ شکنی کی بجائے داداجان نے اس کو سراہا۔ انزر نے اپنی خوشحال زندگی سے ان پر یہ بات بھی واضح کردی ضروری نہیں ہے کہ جیسی ماں ہو ویسی ہی بیٹی ہو۔ ہم کسی ایک شخص کے عمل کے باعث اس سے جڑے افراد کو جج نہیں کرسکتے۔

تایایوسف اور صالحہ تائی کو انزر سے اپنی بےلوث محبت کا پھل دنیا میں بھی مل رہا تھا۔ اور آخرت میں بھی انکے لیے بےحساب اجرو ثواب تھا۔ وہ دونوں بہو بیٹے کو خوش دیکھتے اللہ کا شکر کرتے نہیں تھکتے تھے۔

اس سب کے ساتھ داداجان سراج الدین صاحب کے خاندان میں دو افراد کا اضافہ بھی ہوا تھا۔ پہلا صنم کا شوہر تبریز جو دادا جان کے بھائی کا پوتا تھا۔ دونوں کی شادی کو دو سال ہوگئے تھے۔ صنم کی چال ڈھال

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اسکا بات بات پر ہنسنا اسکی دلی خوشی کا پتا دے رہا تھا۔ وہ قسمت کے لکھے پر راضی ہوئی تو اللہ نے اسے بہت پیار کرنے والے شوہر کا ساتھ نصیب کیا۔

دوسرا اہم فرد چھ ماہ کا شہریار ضرار خان تھا۔ جس نے آکر انزر اور ضرار کی ہنستی کھیلتی شادی شدہ زندگی کو مزید خوبصورت بنا دیا تھا۔ انزر اپنے کہے پر قائم رہی تھی۔ اس نے ایک دن بھی ضرار کو شکایت کا موقع نہ دیا تھا۔ ضرار کے پیار، اعتماد نے اسکی شخصیت کو مزید نکھار دیا تھا۔ اب اس نے فورا بدگمان ہونے کی بجائے دوسروں کے قول و فعل کی کوئی مثبت وجہ تلاش کرنا شروع کردی تھی۔ دوسروں کو جگہ دینا شروع کردی تھی۔ اس نے یہ بھی سیکھ لیا تھا کہ ہمارا کام اپنے حصے کی ذمے داری نبھانا ہے کیونکہ روز قیامت ہم سے اس چیز کا سوال ہونا ہے کہ ہم کیسے تھے؟ ہمارا رویہ کیسا تھا؟ کیا ہم نے اپنے حصے کے حقوق ادا کیے تھے؟ ہماری طرف دوسروں کے حقوق کا سوال ان سے ہونا ہے۔ ہم نے صرف اس چیز کی فکر کرنی ہے جسکا سوال ہم سے ہونا ہے۔

جبکہ ضرار بھی یہ سمجھ گیا تھا انسان کو بھاگنے سے کچھ نہیں ملتا۔ جو تقدیر میں لکھا ہے وہ ہو کر رہنا ہے۔ بھاگنا کسی بھی مسلے کا حل نہیں ہے، بلکہ یہ تو مزید مسائل کو جنم دینے کا نام ہے۔ وہ یہ جان چکا تھا چاہے وہ وقت اور حالات سے جتنا مرضی بھاگ لے اسکی صرف اک ہی منزل ہے۔ اور وہ ہے اسکی بیوی انزر۔

ختم شد۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

****

حرف آخر

سب تعریف اور سارا شکر اللہ کے لیے ہے

الحمدللہ آج میرا دوسرا ناول اپنے پایہ تکمیل کو پہنچا۔ تم ہی میری منزل کا سفر میرے لیے آغاز سے لے کر آخر تک بہت اچھا ثابت ہوا۔ بہت سی نئی چیزیں سننے اور دیکھنے کو ملیں۔

جیسا کہ میں نے اپنے پہلے ناول کے اختتام پر کہا تھا کہ میری یہ ، صلاحیت بالکل کسی بچے کی طرح ہے۔ جس نے ابھی بہت کچھ دیکھنا سیکھنا ہے۔ میں نے اپنی پوری کوشش کی ہے کہ آپ کو میرے پہلے ،اور اب کے انداز تحریر میں واضح فرق نظر آئے۔ اب اس کوشش میں میں کس حد تک کامیاب ہوئی ہوں اسکا فیصلہ میں آپ لوگوں پر چھوڑتی ہوں۔

ناول کی بات کریں تو میرا فوکس ناول کے سب سے اہم کردار انزر کی طرف تھا۔ جس کے ذریعے میں نے اپنی اب تک کی زندگی میں سیکھے جانے والے اسباق آپ لوگوں کے ساتھ شئیر کیے ہیں۔ امید ہے

کہ آپ لوگوں نے کہانی کو انجوائے کرنے کے ساتھ ضرور اس سے کچھ نہ کچھ سیکھا ہوگا۔

یہاں مجھے ان سطور کے ذریعے اپنی سینئر رائٹر میرب حیات کا بھی شکریہ ادا کرنا ہے۔ جنہوں نے اپنی بےلوث مدد اور سپورٹ کے ساتھ مجھے اپنا قرض دار بنا لیا ہے۔ آپ کے ان احسانات کے بدلے میرے پاس دعا کے سوا کچھ نہیں ہے۔

اور آخر میں ضرار اور انزر اک بہت ہی پیارے کپل کا شکریہ۔ جنہوں کے درمیان موجود انڑجی نے مجھے میرے کرداروں کو لکھنے میں خاصی مدد دی۔ اللہ تعالیٰ آپ دونوں کو خوش رکھے۔

سبین احمد-

****

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین